احیائے اسلام اور امن عالم کا داعی کثیر الاشاعت میگزین

ماہنامہ منہاج القرآن لاہور

اکتوبر 2018ء

17 اکتوبر 1980ء

یومِ تاسیس

تحریکِ منہاج القرآن

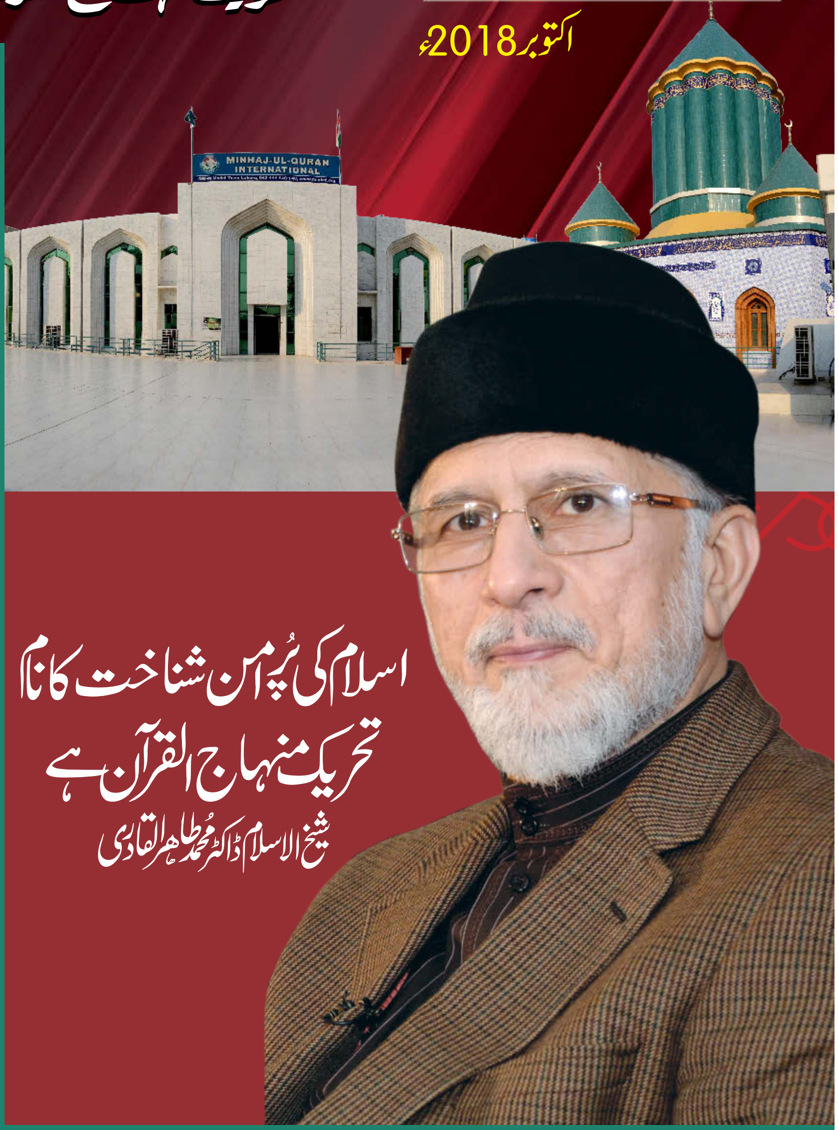

اسلام کی پُرامن شناخت کا نام
تحریک منہاج القرآن ہے

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

Minhaj Univesity Lahore

Aghosh Complex

College of Shariah

MQI Denmark

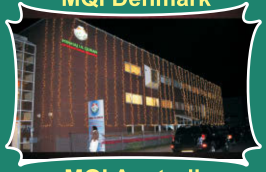

MQI Australia

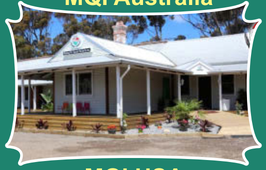

MQI USA

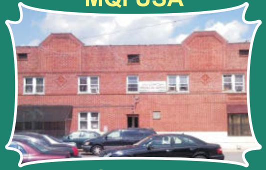

MQI France

MQI UK

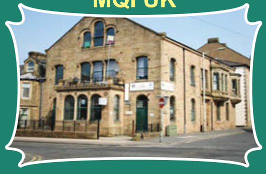

MQI Norway

MQI Austria

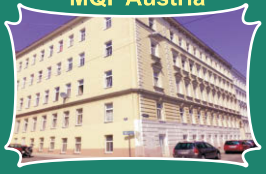

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی عالمی سطح پر علمی و فکری مصروفیات (تصاویر کے آئینہ میں)

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا دورۂ بھارت 2016ء

مسلم یوتھ کو انتہا پسندی سے بچانے کا عالمگیر تربیتی پروگرام الہدایہ کیمپ (ناروے) 2017ء

الہدایہ کیمپ یو کے 2017ء

شیخ الاسلام کا خصوصی دورۂ UK و یورپ 2018ء

شیخ الاسلام کا نیو ساؤتھ ویلز (NSW) پارلیمنٹ (سڈنی، آسٹریلیا) سے خطاب 2011ء

احیائے اسلام اور امن عالم کا داعی کثیر الاشاعت میگزین

ماہنامہ منہاج القرآن لاہور

جلد 32 شمارہ 10 | محرم ۔ صفر ۱۴۴۰ھ | اکتوبر 2018ء

بفیضان نظر
قدوۃ الاولیاء شیخ المشائخ حضرت سیدنا طاہر علاؤالدین الگیلانی البغدادی قدس سرہ العزیز

زیر سرپرستی
شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ

زیر نگرانی
ڈاکٹر حسن محی الدین قادری | ڈاکٹر حسین محی الدین قادری

حسن ترتیب

(اداریہ) یومِ تاسیس: منہاج القرآن انٹرنیشنل کا 38 سالہ سفر	چیف ایڈیٹر	3
اسلام کی پُر امن شناخت کا نام ۔ منہاج القرآن	شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری	5
تحریک منہاج القرآن ایک تجدیدی تحریک ہے	ڈاکٹر حسن محی الدین قادری	15
حقیقی انقلاب بیداریِ شعور کا نام ہے	ڈاکٹر حسین محی الدین قادری	21
تحریک منہاج القرآن کے قیام کی ضرورت و اہمیت	جی ایم علوی	28
مجھے یقیں ہے کہ چشمہ یہیں سے نکلے گا	غلام مرتضٰی علوی	37
تحریک منہاج القرآن کا نظامِ تربیت	محمد منہاج الدین قادری	46
نوجوان ملک و قوم کا سرمایۂ حیات	مظہر محمود علوی	50
MSM ۔ طلبہ کی علمی و فکری تربیت کیلئے کوشاں	عرفان یوسف	53
Pride of Minhaj University Lahore	رپورٹ	56

چیف ایڈیٹر: نوراللہ صدیقی

ایڈیٹر: محمد یوسف

ڈپٹی ایڈیٹر: محبوب حسین

ایڈیٹوریل بورڈ
محمد فاروق رانا، عین الحق بغدادی
محمد رفیق نجم، محمد ندیم چودھری

مجلس مشاورت
خرم نواز گنڈاپور، احمد نواز انجم
جی ایم ملک، تنویر احمد خان، سرفراز احمد خان
منظور حسین قادری، غلام مرتضٰی علوی

قلمی معاونین
مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی، پروفیسر محمد نصراللہ معینی
ڈاکٹر طاہر حمید تنولی، پروفیسر محمد الیاس اعظمی
ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی، علامہ شہزاد مجددی، محمد افضل قادری

کمپیوٹر آپریٹر: محمد اشفاق انجم | گرافکس: عبدالسلام
خطاطی: محمد اکرم قادری | عکاسی: قاضی محمود الاسلام

ملک بھر کے تعلیمی اداروں اور لائبریریوں کیلئے منظور شدہ
www.minhaj.info
www.facebook.com/minhajulquran
email:mqmujallah@gmail.com (مجلّہ آفس و سالانہ خریداران)
minhaj.membership@gmail.com (نظامت ممبرشپ/رفقاء)
smdfa@minhaj.org (بیرون ملک رفقاء)

قیمت فی شمارہ: 35 روپے
سالانہ خریداری: 350 روپے

انتباہ! مجلّہ منہاج القرآن میں آنے والے جملہ پرائیویٹ اشتہار خلوص نیت سے شائع کئے جاتے ہیں، ادارہ کی کسی کاروبار میں شراکت ہے اور نہ ہی ادارہ فریقین کے درمیان کسی بھی قسم کے لین دین کا ذمہ دار ہوگا۔

بدل اشتراک: مشرق وسطی جنوب مشرقی ایشیاء، یورپ، افریقہ، آسٹریلیا، کینیڈا، مشرق بعید جنوبی امریکہ وریاستہائے متحدہ امریکہ 30 امریکی ڈالر سالانہ

ترسیل زر کا پتہ: اکاؤنٹ نمبر 01970014575103 حبیب بینک منہاج القرآن برانچ ماڈل ٹاؤن لاہور پاکستان

ناشر: محمد اشرف قادری، مطبع: منہاج القرآن پرنٹرز 365 ایم ماڈل ٹاؤن لاہور UAN:042-111-140-140 Ext:128

حمد باری تعالیٰ

لائقِ حمد و ثنا میرا خُدا
خالقِ ارض و سماء میرا خُدا

اس کی مرضی دے سزا یا بخش لے
مالکِ روزِ جزا میرا خُدا

رحمتیں ہیں جس کی سب کے واسطے
عام جس کی ہے عطا، میرا خُدا

جھولیاں منگتوں کی بھرنے کے لیے
رکھے اپنا در کھلا میرا خُدا

عیب پوشی کرکے میری ہر گھڑی
ہے بھرم رکھتا سدا میرا خُدا

غم کے طوفانوں میں بھی کشتی مری
ڈوبنے سے لے بچا میرا خُدا

سختیوں میں بھی مئے "لا تقنطوا"
مجھ کو دیتا ہے پلا میرا خُدا

خشک ہوں جب کھیتیاں اُمید کی
بھیجے رحمت کی گھٹا میرا خُدا

ذکر اُس کا حرزِ جاں ہر دم رہے
کاش دے ایسا نشہ میرا خُدا

میری نسلیں دیں پہ اُس کے ہوں نثار
کاش سن لے یہ دعا میرا خُدا

جو بھی مانگوں صدقۂ دُرِّ یتیمؐ
مجھ کو کرتا ہے عطا میرا خُدا

کاش ہمذآلی کو رکھے عمر بھر
محوِ نعتِ مصطفیٰؐ میرا خُدا

(انجینئر اشفاق حسین ہمذالی)

نعتِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جب بھی بھٹکا ہے اندھیروں میں شناسا تیرا
آسماں سے اتر آیا ہے اجالا تیرا

میرا اندوہ، مرا غم، مری تکلیف نہ دیکھ
میری مرضی بھی وہی ہے جو ہے منشا تیرا

نسلِ انساں میں نہیں ہے کہیں تمثیل تری
دونوں عالم میں ہے ناپید مثنیٰ تیرا

آگ کس طرح نہ پھولوں کے بدن میں ڈھلتی
جب کہ تھا صُلبِ ابراہیمؑ میں جلوا تیرا

جانے کس سر کا مقدر ہیں ترے در کے سجود
جانے کس آنکھ کی قسمت میں ہے چہرا تیرا

میری جاں بھی تری بانٹی ہوئی شیرینی ہے
غم بھی ہے دل میں لگایا ہوا پودا تیرا

کون ہے جس کو گوارا ہے جدائی تیری
کیوں جدا ہوتا ترے جسم سے سایہ تیرا

تیری رحمت مرے اعمالِ زبوں کی گاہک
فکر میں ہے مری راتوں کے سویرا تیرا

کس کو ادراک ہے، یہ کون بتا سکتا ہے؟
ذہنِ خلّاق میں کب سے تھا سراپا تیرا

اپنے دانؔش کی طرف ایک عنایت کی نظر
امتی یہ بھی تو ہے اے شہِؐ بطحا تیرا

(احسان دانش)

اداریہ

یومِ تاسیس: منہاج القرآن انٹرنیشنل کا 38 سالہ سفر

عشق، محبت، علم، شجاعت کا عنوان.......... دہر میں ہے تحریکِ منہاج القرآن

الحمدللہ 17 اکتوبر کو تحریک منہاج القرآن انٹرنیشنل کا 38واں یومِ تاسیس منایا جارہا ہے، 38 سال کا یہ سفر قرآن و سنت کی عظیم فکر پر مبنی دعوت و تبلیغِ حق، اصلاحِ احوالِ امت اور فلاح معاشرہ کی بے مثال جدوجہد اور قربانیوں سے عبارت ہے، 38 سال میں تحریک منہاج القرآن دنیا کے 100 سے زائد ممالک میں ایک ماڈریٹ اور امن و ترقی پسند تجدیدی تحریک کے طور پر سب سے بڑی اسلامی تحریک کے طور پر سامنے آئی اور تحریک کے پلیٹ فارم پر اندرون و بیرونِ ملک مقیم اس کے لاکھوں کارکنان، رفقاء اور ذمہ داران فلاح انسانیت، قیام امن اور بین المذاہب ہم آہنگی کے فروغ کے لیے اپنا شاندار قومی، ملی و بین الاقوامی کردار ادا کررہے ہیں۔ 38 سال کے مختصر عرصے میں یہ عظیم کامیابی اللہ کی خاص عنایت اور حضور ﷺ کے نعلینِ پاک کے تصدق سے میسر آئی۔ اس تاریخی موقع پر تحریک منہاج القرآن کے بانی و سرپرست شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کو مبارکباد پیش کرتے ہیں کہ جن کے زیرِ سایہ اصلاحِ احوالِ امت کی یہ عالمگیر تحریک دنیا کے گوشے گوشے میں علم اور امن کی خوشبو پھیلا رہی ہے۔ تحریک منہاج القرآن کے پلیٹ فارم سے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے اس 38 سالہ علمی، تجدیدی اور روحانی سفر میں امت مسلمہ کو سیکڑوں موضوعات پر ایک ہزار سے زائد کتب کا تحفہ دیا، جو ایمان، ایقان، عقیدے، روحانی تسکین اور ذہنی، فکری، نظریاتی آبیاری کا باعث ہیں، ملتِ اسلامیہ بالخصوص اور عالمی دنیا بالعموم ان علمی شہ پاروں سے مستفید ہورہی ہے۔

تحریک منہاج القرآن کا یہ اعجاز ہے کہ اس علمی، تجدیدی، روحانی تحریک نے دنیا بھر کے مسلم نوجوانوں کو اپنی طرف راغب کیا اور 38 سالہ اس سفر میں ہزاروں، لاکھوں نوجوان تحریک کے پلیٹ فارم سے اخلاقی، نظریاتی اور تربیتی مراحل سے گزرے اور وہ ایک باعمل مسلمان اور ذمہ دار شہری کی حیثیت سے اپنا فعال کردار ادا کررہے ہیں۔ تحریک منہاج القرآن نے عصرِ حاضر میں خارجیت کے فتنہ کے خلاف ایک موثر علمی، تربیتی کردار ادا کیا اور نوجوانوں کو اس فتنہ اور فکری انتشار سے بچایا۔ نوجوانوں کے ذہنوں کو متشدد بنانے اور پراگندہ کرنے کی منفی کوششوں کو ناکام بنانے کے ساتھ ساتھ اسلام اور انتہا پسندی کی سرحدوں کو ملانے کی مذموم سازشوں کو بھی ناکام بنایا، شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری وہ واحد نابغۂ روزگار ہیں کہ جنہوں نے دہشت گردوں کے بیانیہ کے رّد میں قرآن و سنت کی روشنی میں اسلام کا بیانیہ پیش کیا، اس عظیم علمی، تحقیقی کاوش کے نتیجے میں اسلام کو دہشت گردی سے ملانے کی کوششیں کرنے والے گمراہ عناصر اسلام اور قرآن و سنت کی تعلیمات کے بارے میں اپنے لب و لہجہ اور بیانیے کو تبدیل کرنے پر مجبور ہوئے، شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے دلائل و براہین سے واضح کیا کہ اسلام واحد الہامی مذہب اور ضابطہ حیات ہے جس نے انسان تو کیا جانوروں کے بھی حقوق متعین کیے اور انہیں بے جا ایذا رسانی سے روکا اور ایک بے گناہ انسان کے قتل کو پوری انسانیت کے قتل سے تعبیر کیا۔ رواں صدی کا سب سے بڑا فتنہ دہشت گردی ہے اور اس دہشتگردی کو امت مسلمہ کے خلاف ایک ہتھیار کے طور پر بھی استعمال کرنے کی کوشش کی گئی، اس فتنہ کے رد کے لیے تحریک منہاج القرآن کی خدمات تاقیامت زندہ و جاوید رہیں گی، شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے تحریک منہاج القرآن کے پلیٹ فارم سے دہشتگردی کے خلاف 600 صفحات پر مشتمل ایک مبسوط فتویٰ دیا، اس سے نہ صرف اسلام اور انتہا پسندی کے درمیان خط کھینچا بلکہ انہوں نے ایک ہزار سال کی تاریخ میں پہلی بار امتِ مسلمہ کو ایک امن نصاب دیا، جو 25 ضخیم کتب پر مشتمل ہے اور

ایک زمانہ اس سے مستفید ہو رہا ہے۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے قرآن و سنت کی تعلیمات کی روشنی میں خودکش حملوں کو حرام قرار دیا اور اس مبسوط فتویٰ کی بازگشت پوری دنیا میں سنائی دے رہی ہے۔

تحریک منہاج القرآن نے علمی اور فکری سطح پر ہی نہیں بلکہ سیاسی، سماجی اور معاشرتی اعتبار سے بھی اصلاحِ احوال اور اصلاحِ معاشرہ کے لیے اپنا عملی حصہ ڈالا اور اس کی قیمت بھی ادا کی۔ تحریک منہاج القرآن نے فروغِ علم کے لیے سب سے زیادہ کردار ادا کیا۔ اس ضمن میں منہاج یونیورسٹی لاہور اور منہاج ایجوکیشن سوسائٹی کے پلیٹ فارم سے پاکستان کے کونے کونے میں سکول، کالج قائم کر کے علم کی شمع گھر گھر روشن کی ،الحمدللہ آج منہاج یونیورسٹی لاہور کا شمار پاکستان کے مقبول اور نمایاں علمی ادارہ کے طور پر ہوتا ہے اور منہاج یونیورسٹی لاہور نجی شعبہ کی وہ واحد اعلیٰ علمی درسگار ہے ، جسے عوامی سطح پر شاندار علمی خدمات انجام دینے پر ملائیشیا میں ''3 جی سوشل رسپانسیبلٹی ان ہائیر ایجوکیشن ایوارڈ 2018'' سے نوازا گیا، پاکستان میں یہ پہلا ایوارڈ ہے جو کسی نجی یونیورسٹی کو ملا، اسی طرح منہاج ایجوکیشن سوسائٹی کے زیر اہتمام ساڑھے 6 سو سے زائد سکول فروغِ علم میں کوشاں ہیں، ان سکولوں میں ایک لاکھ سے زائد طلبہ زیر تعلیم ہیں اور 15 ہزار سے زائد اساتذہ ان بچوں کو زیورِ تعلیم سے آراستہ کر رہے ہیں، تحریک منہاج القرآن کے انسانی، اسلامی، فلاحی منصوبہ جات خدمت خلق کے ساتھ ساتھ روزگار کے مواقع کی فراہمی کا بھی ایک بڑا ذریعہ ہیں، شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے یہ تعلیمی ویژن دیا کہ دینی اور دنیاوی تعلیم ایک ہی پلیٹ فارم پر دی جائے اور انہوں نے روایتی مدارس قائم کرنے کی بجائے، کالج آف شریعہ اینڈ اسلامک سٹڈیز کے نام سے ایک جدید اور عظیم تعلیمی ادارہ قائم کیا جو پاکستان میں اپنی نوعیت کا ایک منفرد ادارہ ہے ، جہاں زیر تعلیم بچے اسلامی علوم کے حصول کے ساتھ ساتھ جدید عصری علوم بھی حاصل کر رہے ہیں، یہاں پڑھنے والے طالب علم ایم فل اور پی ایچ ڈی کی ڈگری بھی لے رہے ہیں، تحریک منہاج القرآن کے زیرِ اہتمام قائم تعلیمی نیٹ ورک واحد نیٹ ورک ہے ،جس میں جماعت اول سے لے کر پی ایچ ڈی تک کی تعلیم کی سہولت دستیاب ہے۔

تحریک منہاج القرآن کے پلیٹ فارم سے منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن انسانی خدمت کا عالمگیر ادارہ ہے جو شرق و غرب، انسانی خدمت انجام دے رہا ہے، مستحق بچوں میں تعلیمی وظائف کی تقسیم، مستحق بچوں اور بچیوں کی شادیوں کی اجتماعی تقاریب کا انعقاد، اندرون و بیرونِ ملک آفات کی صورت میں مہاجرین کو خوراک کی فراہمی اور متاثرین کی بحالی کے لیے منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن پیش پیش ہے۔ تحریک منہاج القرآن کے کارکنان اس عظیم تحریک پر جتنا بھی فخر کریں کم ہے کہ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی پرخلوص جدوجہد کے باعث تحریک کے عظیم منصوبے کسی بیرونی ملک یا ادارے یا این جی او کی مدد کے بغیر پایہ تکمیل کو پہنچ رہے ہیں اور اپنی مدد آپ کے تحت یہ سارے منصوبے چل رہے ہیں۔ تحریک منہاج القرآن کے کارکنان نے اصلاحِ معاشرہ اور اصلاحِ احوال کی جدوجہد میں وقت، جان، مال کی قربانیاں بھی دیں، سانحہ ماڈل ٹاؤن ان میں سے ایک ہے، 17 جون 2014ء کا دن جہاں کارکنان کی جانی قربانیوں کے باعث تحریک کے ہر کارکن اور ذمہ دار کے لیے ایک اذیت ناک دن ہے وہاں یہ اصلاحِ معاشرہ کی جدوجہد کا نکتہ عروج بھی ہے۔ جتنے کارکن بھی یہاں شہید ہوئے وہ سب کے سب پختہ نظریاتی کارکن تھے۔ سانحہ کے بعد طاقتور اشرافیہ نے انہیں خریدنے اور اپنے حق میں بٹھانے کیلئے کروڑوں روپے کی پیشکشیں اور ملازمتوں کے جھانسے دیئے مگر عظیم تحریک کے یہ عظیم کارکن حصول انصاف کی جدوجہد سے پیچھے نہیں ہٹے۔ جس تحریک کی بنیادوں میں شہداء کا خون شامل ہو جائے وہ زوال آشنا نہیں ہو سکتی۔ تحریک منہاج القرآن آئندہ نسلوں اور صدیوں کی تحریک ہے، اس تحریک کو شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے علمی اثاثوں سے اس قدر مالا مال کر دیا ہے کہ قیامت تک کیلئے اس کے فیوض و برکات سے آئندہ نسلیں مستفید ہوتی رہیں گی۔ (چیف ایڈیٹر)

اسلام کی پرامن شناخت کا نام تحریک منہاج القرآن ہے

اللہ نے جو رحمت تحریک منہاج القرآن پر فرمائی اس پر سجدہ شکر بجا لاتے ہیں

کارکنان، رفقاء کی محنت کی بدولت تحریک کو قومی و بین الاقوامی سطح پر غیر معمولی پذیرائی ملی

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کا علمی، فکری خصوصی خطاب

ترتیب وتدوین: محمد یوسف منہاجین / معاون: محبوب حسین، خلیق عامر

17 اکتوبر 2018ء تحریک منہاج القرآن کے 38 ویں یوم تاسیس کے موقع پر جملہ رفقاء و کارکنان اور وابستگان کو صمیم قلب سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ بہت کم ایسا ہوا ہے کہ کسی تحریک یا جماعت نے اپنے وجود کے پہلے 38 سالوں میں نہ صرف ملکی سطح پر بلکہ عالمی سطح پر عظیم کامیابیاں سمیٹی ہوں۔ یہ اللہ رب العزت کا فضل اور حضور نبی اکرم ﷺ کے نعلین پاک کا صدقہ ہے کہ شادمان لاہور میں درسِ قرآن کی مجلس سے شروع ہونے والی تحریک کا پیغام آج نہ صرف عالمِ اسلام بلکہ عالمِ مغرب میں بھی کروڑہا لوگوں تک پہنچ چکا ہے۔

تحریک کے فکری تشخص اور اس کی نظریاتی اساس کے باعث الحمدللہ تعالیٰ آج مغربی اور اسلامی دنیا میں تحریک منہاج القرآن اور اس کی کتب اسلام کی حقانیت اور حقیقی تعلیمات پر باقاعدہ عالمی حوالہ بن چکی ہیں۔ تحریک منہاج القرآن کی فکر اور آواز اللہ رب العزت نے جتنی تیزی کے ساتھ اسلامی اور مغربی دنیا میں پہنچائی ہے اور جو سفر 38 سال میں طے ہوا، اس کی مثال پیش کرنا نہایت مشکل ہے۔ عالمی سطح پر تحریک منہاج القرآن کو جو پذیرائی حاصل ہے، سابقہ یا عصری تحریکوں میں سے کسی کو بھی یہ مقام حاصل نہیں۔ یہ بات صرف مبالغہ نہیں بلکہ کوئی بھی شخص اگر انٹرنیٹ پر اسلام کی حقیقی تعلیمات اور تحریک منہاج القرآن کی فکر کے حوالے سے ہمارے نام اور پروجیکٹس کو Google کرے تو وہ کسی جماعت یا اسلامی دنیا کی کسی شخصیت سے کئی گنا بڑھ کر ہمارا تذکرہ دنیا کی تمام Websites پر موجود پائے گا۔

تحریک منہاج القرآن کو حاصل عالمی پذیرائی

اللہ رب العزت نے شرق سے غرب تک تحریک منہاج القرآن کی فکر کو متعارف کرادیا اور آج اسے اسلام کی ایک مثبت علامت اور اچھی شناخت کے طور پر مغربی دنیا میں دیکھا جارہا ہے۔ دنیا میں دہشتگردی اور انتہاء پسندی کو اسلام کے ساتھ منسوب کردیا گیا تھا، اس سوچ نے اسلام کا چہرہ مسخ اور گدلا کردیا۔ اس بگڑے ہوئے تناظر میں جب اسلام کی صحیح، پُرامن اور مثبت شناخت کی تلاش کریں تو عالمِ مغرب، مغربی میڈیا اور سوشل میڈیا پر منہاج القرآن کا نام سرفہرست نظر آتا ہے۔ ان حقائق کو کوئی بھی فرد انٹرنیٹ پر باقاعدہ چیک کرسکتا ہے۔

تحریک منہاج القرآن عالمی تجدید اسلام کے دور میں داخل ہوگئی ہے اور آج اسلام کی مثبت تعبیر اور اسلام کی پرامن جدید مثبت شناخت کا نام تحریک منہاج القرآن ہے۔ اس سے مراد کسی اور کی نفی کرنا یا کسی پر Comment کرنا نہیں بلکہ یہ سب تحدیثِ نعمت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو رحمت تحریک منہاج القرآن پر فرمائی ہے اس پر اس کی بارگاہ میں شکر ادا کرتے ہیں۔

تحریک منہاج القرآن سے پہلے جن جماعتوں اور لوگوں نے تبلیغِ اسلام کے لیے کام شروع کیا تھا اور جنہیں آج کام کرتے ہوئے 90 یا 100 برس سے بھی زائد کا عرصہ گزر چکا ہے، ان کا ذکر ہم سے پہلے عالمی سطح پر تھا، کتابوں میں تذکرے

اور حوالے بھی ان کے زیادہ تھے، پوری دنیا میں ان کے مراکز تھے اور ہر جگہ ان کے لوگ پھیلے ہوئے تھے۔ ان کا وجود، حوالہ اور شناخت (خواہ جیسا بھی تھا) عالمی سطح پر ہم سے بہت زیادہ تھا۔ اُس وقت ہمارا ذکر بھی اُن کے ساتھ نہ تھا کیونکہ عالمی افق پر ابھی ہمارا کام پہنچا ہی نہیں تھا، اس کی وجہ یہ تھی کہ سورج طلوع ہوتے ہوتے وقت لگتا ہے، صاف ظاہر ہے کہ ایک دم ہی طلوع ہوکر نصف النہار پر نہیں پہنچ جاتا۔ آج سے چند سال پہلے ہمارا تذکرہ عالمی کتب کے صفحات پر نہیں ہوتا تھا لیکن اب اللہ رب العزت کی خاص توفیق سے ہم عالمی سطح پر محض 38 سالوں میں اتنا سفر طے کرچکے ہیں، جو سفر لوگ سو سالوں میں بھی طے نہیں کرسکے۔

مغربی دنیا میں دیگر جماعتوں اور شخصیات کے تذکرے اسلام کی انتہا پسندی اور تنگ نظری کی تعبیر کے حوالے سے تھے جبکہ آج کے اس جدید دور کے مطابق اسلام کی جدید ماڈرن تعبیر، متوازن، مثبت، پرامن، جمہوری تعبیر اور شرق و غرب کو ملانے والی تعبیر جس سے مغربی دنیا خوف زدہ نہیں ہوتی بلکہ اسلام کو پڑھنے میں دلچسپی لیتی ہے، جب اس حوالے سے اسلام کی تعبیر کی بات آتی ہے، تو ان تمام جگہوں پر تحریک منہاج القرآن کا نام سرفہرست نظر آتا ہے۔ ان شاء اللہ آنے والے سالوں میں یہ حوالہ مزید معتبر، مضبوط اور ثقہ ہوتا جائے گا اور اگلی کئی صدیوں تک افقِ عالم پر چمکتا رہے گا۔

تحریک منہاج القرآن کو آپ صرف پاکستان کی حدود کے تناظر میں نہ دیکھیں بلکہ اس کو عالمی سطح پر دیکھیں کہ دنیا میں اللہ تعالیٰ نے تحریک منہاج القرآن کو کس مقام پر پہنچایا ہے۔ آج تحریک منہاج القرآن کے ذریعے اسلام کی تبلیغ پاکستان، ہندوستان اور بنگلہ دیش تک محدود نہیں بلکہ شرق تا غرب تجدید اسلام، تجدیدِ شناختِ اسلام، تجدیدِ تشخصِ اسلام یعنی اسلام کے پورے تشخص و تصور کی تجدید، تحریک منہاج القرآن کے ذریعے عالمی سطح پر ہورہی ہے۔

ایک سوال!

ایک غیر جانبدار شخص سوال کرسکتا ہے کہ آپ نے سب کچھ ہی تحریک منہاج القرآن کو قرار دے دیا، جبکہ عالمی سطح پر اسلام کی تبلیغ تو شرق تا غرب اور جماعتیں بھی کررہی ہیں، منہاج القرآن نے کون سا بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہے؟

اس سوال کا جواب یہ ہے کہ ہم کسی پر تنقید نہیں کررہے، ہر ایک کا کام اللہ تعالیٰ کے ہاں اخلاص کے ساتھ قبول ہوتا ہے۔ ہر ایک کی اسلام کے لیے خدمات اور کاوشیں ہیں۔ لیکن میں نے تحریک منہاج القرآن کے حوالے سے جو خصوصی بات کی، اس پیمانے اور معیار کو سامنے رکھ کر مشرق و مغرب کی کسی ایک جماعت کا World Wide اس طرح کا حوالہ نہیں ہے کہ اُس جماعت کا نام اسلام کی پرامن، Progressive اور ماڈریٹ شناخت کے طور پر لیا جاتا ہو۔

بلاشبہ عالمی سطح پر ہمیں دوسری جماعتوں کے نام بھی نظر آتے ہیں مگر دیکھنا یہ ہے کہ ان کے نام، ان کی کتب کے حوالے اور ان کا تذکرہ کس تناظر میں کیا جاتا ہے؟ یاد رکھیں! اس وقت انسانیت اور اسلام کو جس پرامن اور متوازن چہرے اور شناخت کی ضرورت ہے، اس شناخت کے حوالے سے دیگر جماعتوں کے تذکرے عالمی سطح پر نہیں ہیں۔ اس کی مثال آپ یوں سمجھیں کہ ذکر تو چور کا بھی ہوتا ہے اور چور پکڑنے والے کا بھی ہوتا ہے۔ ذکر تو جلاد کا بھی ہوتا ہے اور جج کا بھی ہوتا ہے۔ ذکر کرپشن کرنے والے کا بھی ہوتا ہے اور کرپٹ کو سزا دینے والے کا بھی ہوتا ہے۔ ذکر تو اس عام آدمی کا بھی ہوتا ہے جس نے محنت اور تگ و دو کی، مگر ہار گیا اور ذکر اس کا بھی ہوتا ہے جو جیت گیا۔ ذکر تو میچ فکسنگ کرنے والے کا بھی ہوتا ہے اور چمپیئن کا بھی ہوتا ہے۔ یہ بحث نہیں ہے کہ عالمی سطح پر کس کا ذکر زیادہ اور کس کا ذکر کم ہے۔ ذکر تو آج بھی کتابوں میں ڈیڑھ دو سو سال پہلے کام شروع کرنے والوں کا زیادہ ملے گا مگر دیکھنا یہ ہے کہ اسلام کے پرامن، مثبت چہرہ کی شناخت، وقت کی ضرورت اور تقاضوں کے مطابق تبلیغ و تجدیدِ اسلام کے حوالے سے عالمِ مغرب میں کون مؤثر کردار ادا کررہا ہے۔ ہمارا BreakThrough عالمی سطح پر مغربی دنیا میں یا عالمی منظر نامہ میں گزشتہ کچھ سالوں میں شروع ہوا اور دیکھتے ہی دیکھتے مثبت و پرامن شناخت کے طور پر ایسی پذیرائی ملی جو کسی دوسرے کو اس تناظر میں نصیب نہ ہوئی۔

تحریک کی عالمی سطح پر پذیرائی کا بنیادی سبب

عالمی سطح پر تحریک کی یہ پذیرائی پاکستان سمیت دنیا بھر میں کام کرنے والے کارکنان و رفقاء کی بدولت ہی ممکن ہوئی۔ عالمی سطح پر تحریک منہاج القرآن کو ملنے والی پذیرائی کے پیچھے ایک ایک کارکن و رفیق کی محنت کارفرما ہے۔ ہر کارکن کا پرامن کردار اس عالمی پذیرائی کی بنیاد ہے۔ اس لیے کہ عالمِ مغرب کسی بھی تحریک یا شخصیت کو محض ایک یا دو واقعات یا کتب دیکھ کر پذیرائی نہیں دیتا بلکہ وہ اس تحریک اور اس کی قیادت و کارکنان کے ایک ایک پروگرام اور ان کی کاوشوں کو عمیق نظروں سے دیکھتا ہے۔ وہ صرف دو تین Events کو دیکھ کر کسی کے بارے تصور قائم نہیں کرتے۔ دو تین Events تو ایسے ہی ہیں جیسے بلبلہ آیا اور ختم ہوگیا۔ عالم مغرب اور اُن کا میڈیا کسی تحریک یا جماعت کی پوری تاریخ دیکھتے ہیں کہ اس تحریک اور اس شخصیت کی تاریخ اور پس منظر کیا ہے؟

تحریک منہاج القرآن کی تاریخ میں یونین کونسلوں، قصبوں، دیہاتوں، تحصیلوں اور اضلاع میں گزشتہ 38 سالوں سے تحریک کے لیے اپنا خون، اپنی جان، مال، اپنی توانائیاں، اپنے شب و روز دینے والے کارکنان کی قربانیاں ہیں۔ ان کارکنان کے کردار وعمل کا ایک تسلسل ہے۔ جس نے تحریک کو اتنی ثقاہت دے دی ہے کہ اسے عالمی تاریخ کا ایک حصہ بنادیا ہے جسے دنیا کا کوئی میڈیا نظر انداز بھی نہیں کرسکتا۔

عالمِ مغرب نے تحریک منہاج القرآن کے 38سال کے تسلسل کو دیکھا کہ اس تحریک کے سفر میں کسی بھی جگہ کجی اور ٹیڑھا پن نہیں ہے، یعنی ایک ہی فکر جو شروع سے چلی تھی، اس تحریک کے کارکن ہمیشہ اسی راستے پر گامزن چلے آرہے ہیں۔ یہ کبھی دہشتگردی میں ملوث نہیں ہوئے، یہ کبھی کسی قسم کی زیادتی اور کرپشن کی طرف نہیں گئے، اس کے کارکنان پر فتنہ وفساد اور انتہا پسندی کا الزام اور دھبہ آج تک نہیں لگا۔ انہوں نے فروغِ تعلیم کا کام بھی کیا اور فلاحِ عامہ کے امور بھی سرانجام دیئے۔

سمجھانا یہ مقصود ہے کہ عالمی سطح پر ملنے والی اس شناخت اور پہچان کو کارکنان و رفقاء کی 38 سال کی کاوشیں طاقت دیتی ہیں۔ اگر کارکنان دعوت وتربیت اور فلاحِ عامہ کے کاموں میں مصروف ہیں اور تحریک کے تمام فورمز اپنی اپنی ذمہ داریاں ادا کررہے ہیں تو ہر ایک کی کاوش کہیں نہ کہیں ریکارڈ ہورہی ہے۔ عالمی سطح پر مانیٹرنگ کرنے کا طریقہ اور پیمانہ یہ ہے کہ اس امر کو دیکھا جاتا ہے کہ اس تحریک کے تمام کارکنان اپنی اپنی جگہ کاوشیں کرتے ہیں مگر سمت ایک ہی ہے، ان کے دعوے اور عمل میں کہیں فرق نہیں ہے، ان کی تحریک کی فکر سیکرٹریٹ ہو یا تحصیل لیول کے کارکنان، ہر جگہ ایک ہی ہے۔ جب اُن کی اس حوالے سے تسلی ہوئی ہے تو تب جاکر تحریک منہاج القرآن اُن کے نزدیک اسلام کے مثبت شناخت کا عنوان بن گئی ہے۔

اگر تحریک کی فکر اور اس کے کارکنان کے کردار وعمل میں تضاد ہوتا، تسلسل نہ ہوتا، کارکنان و رفقاء کی ہر فورم، نظامت اور شعبہ میں 38 سال کی کوشش و جدوجہد نہ ہوتی تو اس مقام تک پہنچنا ناممکن تھا۔ عالمی سطح پر تحریک کو ملنے والی پذیرائی کی بنیادی وجہ ہی یہ ہے کہ عالمِ مغرب کو ہمارے کردار وعمل اور فکر میں کہیں تضاد اور خلاء نظر نہیں آیا، تب جاکر انہوں نے تحریک کے جملہ علمی وفکری کام کو نہ صرف تسلیم کیا بلکہ اسلام کا اصل چہرہ قرار دیا اور اس کے لیے ان کے پاس کارکنان کے کردار وعمل کی صورت میں 38 سالوں پر مبنی گواہی موجود ہے۔

تحریک منہاج القرآن ملکی و بین الاقوامی سطح پر آقا ﷺ کی غلامی ونوکری کررہی ہے۔ اسلام کی پرامن تعلیمات کی پیامبر اور عالمِ عرب وعجم میں اسلام کا تعارف اور شناخت کروارہی ہے۔ مغربی میڈیا نے برملا لکھا کہ گزشتہ 25 سالوں میں جب سے دہشتگردی کا ایک ماحول بنا ہے، ان سالوں میں اسلام کا چہرہ مسخ ہوگیا تھا مگر تحریک منہاج القرآن نے 25 سال سے چھائے ہوئے اندھیرے دور کرکے ہمیں اسلام کا حقیقی روشن چہرہ دکھادیا۔

عالمی سطح پر تصور اسلام کی مختلف تعبیرات

عالمی سطح پر اسلام کے تصورات وتعلیمات کی درج ذیل مختلف تعبیرات کی جاتی ہیں:

ا۔ ماضی میں مسلمانوں کا ایک طبقہ تنگ نظری کا شکار ہوگیا اور ہر تنگ نظری سے انتہا پسندی کی طرف چلا گیا۔ بعد ازاں

یہی انتہا پسندی اُسے دہشت گردی کی طرف لے گئی۔ اس طبقہ کے کردار وعمل کی وجہ سے عالمی سطح پر اسلام کی انتہا پسندانہ تعبیر معرض وجود میں آگئی۔

۲۔ ایک طبقہ آزاد خیالی کی طرف چل پڑا اور اس میں Ultra ماڈرن ازم آگئی اور اصلاح کے نام پر اسلام کی ملحدانہ تعبیر سامنے آگئی۔ یاد رکھیں! اسلام ماڈرن ازم کا مخالف نہیں ہے مگر ultra Modernism سے قرآن، حدیث، سنت، اسوۂ صحابہ، تابعین اور اسلام کی چودہ سو سال کی میراث سے انحراف ہوجاتا ہے۔

۳۔ انتہا پسندی اور ماڈرن ازم کے ساتھ ساتھ ایک مادی تعبیر شروع ہوگئی، اس تعبیر نے اسلام کو روحانی تصور، تصوف، آداب، سلوک، محبت اور زہد سے خالی کردیا۔ انہوں نے موجودہ دنیا کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے اسلام کا جو تصور دیا ہے وہ اسلام کی مادی تعبیر ہے۔

۴۔ ان تینوں انتہاؤں سے بچا کر دینِ اسلام کی اصل تعبیر دینے والی ایک واحد تحریک صرف تحریک منہاج القرآن ہے۔ الحمدللہ! اس تحریک کو اللہ نے وہ کامل اعتدال عطا کیا ہے، جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

أُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ.

''ہم نے تمہیں (اعتدال والی) بہتر امت بنایا تا کہ تم لوگوں پر گواہ بنو''۔ (البقرہ،۲: ۱۴۳)

تحریک نے اس امت اور دین کو انتہاء پسندی لبرل ازم، الحاد، دہشت گردی اور مادیت سے بچایا، الغرض جملہ غلط اور گمراہ کن تصورات، تعبیرات اور Isms سے بچایا اور اسلام کو صحابہ، تابعین، ائمہ اور مجتہدین کے اسلام کے طور پر پیش کیا اور اعتدال کے ساتھ متعارف کروایا۔ اپنے آغاز کے اولین دن سے لے کر آج تک اسلام کے تصورِ اعتدال پر مبنی فکر کو لے کر آگے چلنے کا سہرا تحریک منہاج القرآن کے سر پر ہے۔

تحریک منہاج القرآن کا مشن

ہماری تحریک، ہمارا مشن اور ہماری جدوجہد احیائے اسلام، تجدید دین اور غلبہ حق سے عبارت ہے۔ اس تحریک کا عنوان ''منہاج القرآن'' ہے یعنی قرآن کا راستہ۔ حضور نبی اکرم ﷺ کو مبعوث کرنے کا مقصد بھی یہی ہے جسے اللہ رب العزت نے یوں بیان فرمایا:

هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ. (التوبة، ۹: ۳۳)

وہی (اللہ) ہے جس نے اپنے رسول (ﷺ) کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اس (رسول ﷺ) کو ہر دین (والے) پر غالب کر دے۔

غالب کرنے کے کئی معانی ہیں مگر ان تمام معانی میں بنیادی چیز ''دین کو مغلوبیت کے حال سے نکالنا'' ہے۔ یعنی دین کو طاقت و مضبوطی فراہم کرنا، اسے مستحکم کرنا اور زندگیوں اور معاشرے میں غالب کرنا ہے۔ اس مشن کو میں نے ابتدا میں ہی تحریک منہاج القرآن کا نام دیا۔ بعد ازاں اس کام کو ہمہ گیر اور جامع بنانے کے لیے ہم یکے بعد دیگرے مختلف جہات سے اضافہ کرتے چلے گئے۔

☆ منہاج القرآن نے قیام کے بعد جس میدان سے عملی زندگی کا آغاز کیا وہ ''دعوت'' ہے۔

☆ بعد ازاں تنظیمات قائم ہوئیں اور نظامتِ تربیت سمیت دیگر نظامتیں اور فورمز معرضِ وجود میں آتے چلے گئے۔

☆ تحریک کے ساتھ وابستگی کو ''رفاقت'' کا نام دیا گیا۔

☆ فروغِ تعلیم کے لیے جامعہ اسلامیہ منہاج القرآن کے نام سے کام کا آغاز کیا۔ ایک اکیڈمی بنائی پھر انسٹی ٹیوشن بنا، پھر جامعہ بنی، پھر یونیورسٹی ہوئی۔

☆ بعد ازاں منہاج ایجوکیشن سوسائٹی کے ذریعے سکولز اور تعلیمی ادارے بنتے چلے گئے۔ گویا دعوت، تربیت اور تنظیم کے کام کے ساتھ تعلیم کے کام کا آغاز کیا۔

☆ تعلیم کے کام کا آغاز کر لینے کے بعد پھر خدمتِ انسانیت ''ویلفیئر'' کے کام کا آغاز کیا۔

☆ تعلیم، صحت اور فلاح عامہ کا ملک بھر میں نیٹ ورک قائم کرنے کے بعد لوگوں کے اندر شعور کی بیداری، نظام کو تبدیل کرنے اور حق کو باطل افکار، کلچر، طرزِ زندگی اور باطل نظام پر غالب کرنے اور اس کو ایک جدوجہد کی شکل دینے کے لیے سیاسی کام کا آغاز کیا۔

احیائے اسلام کا سفر سوئے کمال جاری رہے گا

یہ بات ہمیشہ ذہن نشین رہے کہ غلبۂ دینِ حق، تجدید اسلام اور احیائے اسلام کے اس مصطفوی مشن کی تکمیل کو کبھی کسی متعین وقت کے ساتھ خاص نہ کریں۔ ایسا کبھی مت سوچیں کہ تحریک جن میادین میں کام کر رہی ہے، ان میں سے کسی ایک پر اگر ہم اپنی توجہ کاملاً مرکوز کر لیں گے، تو اگر ایک خاص عرصہ میں اس کا حتمی نتیجہ غلبۂ حق، تجدیدِ دین اور احیائے اسلام کی شکل میں ظاہر ہوگیا تو کام مکمل ہوگا ورنہ کام ادھورا رہ جائے گا۔

یاد رکھیں! ارتقاء کا عمل جاری رہتا ہے۔ حضور علیہ السلام نے 23 برس تک جدوجہد فرمائی، تو حیاتِ مبارکہ کے آخری سال میں جا کر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔ (المائدۃ، ۵: ۳)

آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو (بطور) دین (یعنی مکمل نظامِ حیات کی حیثیت سے) پسند کر لیا۔

اس کا مطلب یہ نہیں تھا اور نہ یہ مطلب لیا جا سکتا ہے کہ اُس سے ایک سال پہلے تک حضور علیہ السلام کا کام (نعوذ باللہ) ناقص تھا اور اب اس آیت کے اترنے کے بعد کامل ہوا۔ نہیں بلکہ اصل بات یہ ہے کہ کام جب اپنی سمت میں نتائج پیدا کرتا ہوا جا رہا ہو، اُس کی کئی جہات ہوں اور اُس میں نشیب و فراز (ups and downs) آ رہے ہوں تو اس امر کو دیکھا جاتا ہے کہ مجموعی طور پر یہ اپنے ہدف کی طرف بڑھ رہے ہیں یا اُس ہدف و مقصد سے دور ہو رہے ہیں۔ آقا علیہ السلام اپنے کام کو جب لے کر چلے تو آپ کامل کام فرما رہے تھے، کامل نتائج آ رہے تھے اور ہر وقت کمال کی منزل کی طرف ہی بڑھ رہے تھے، لیکن مذکورہ آیتِ کریمہ میں اس امر کا اعلان ہے کہ جو کام آپ کے سپرد کیا گیا، وہ دین اور نعمت تمام کر دی۔ گویا اس کام کا ایک وقت مقرر تھا، جو آقا علیہ السلام پر حیات مبارکہ کے آخری سال میں اس آیت کے اترنے کے بعد مکمل ہوگیا۔

میں یہ سمجھتا ہوں تجدیدِ دین اور احیائے اسلام کا یہ سفر ہمیشہ سوئے کمال جاری رہے گا۔ اس لیے کہ کمال (perfection) کی کوئی آخری حد (limit) نہیں ہوتی کہ اب اس کے بعد آگے perfection کی ضرورت نہیں ہے۔ نہیں بلکہ ہر قدم perfection کے بعد بھی perfection کی طرف بڑھتا چلا جاتا ہے۔ تکمیل ایک ایسا process ہے کہ اس کی کوئی انتہا (end) نہیں ہے۔ تکمیل (perfection) کسی بھی چیز کا کمالِ حسن (extreme beauty) ہے اور تکمیل (perfection) اور حُسن (beauty) کی کوئی حد نہیں ہوتی۔ آپ ایک خوبصورت ترین شے بنا لیں، تو یہ نہیں ہوسکتا کہ اس کے بعد اس مکان، لباس، باغ، سڑک، سٹریٹ یا دنیا کی کوئی بھی شے ہو، اس سے زیادہ خوبصورت نہیں بن سکتی۔ نہیں، یہ سمجھنا کہ اس سے زیادہ خوبصورت کوئی شے نہیں ہوسکتی، اس جملے کا اطلاق کائناتِ خلق میں سے صرف ایک وجود پر ہوتا ہے اور اُس کا نام محمد مصطفیٰ ﷺ ہے۔

حضور علیہ السلام کو جو کمال (perfection)، حُسن اور خوبی ملی، اب اُس سے آگے حُسن کا کوئی وجود نہیں ہے۔ آقا علیہ السلام کی ذات کے علاوہ ہر چیز حسین ہو کر بھی حسین تر کی طرف بڑھ سکتی ہے۔ کامل ہو کر بھی کامل تر کی طرف بڑھ سکتی ہے۔ perfect ہو کر بھی further perfection کا سفر جاری رکھ سکتی ہے اور اس کا کوئی end نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عالمِ مکاں میں بھی جب آخری کنارے پر پہنچتے ہیں، تو اُس سے آگے کے حصے کو لامکاں کا نام دے دیا جاتا ہے۔ سدرۃ المنتہیٰ پر ہر شے کی انتہا نہیں ہوئی، حالانکہ کہہ دیا کہ یہ منتہا ہے، end ہو گیا مگر جس کو end کہا وہ بھی absolute end نہیں ہے، اُس کے بعد کی دنیا کو لامکاں کا نام دے دیا گیا۔

گویا ہم ہمیشہ تکمیل کے سفر میں رہتے ہیں اور تکمیل کے سفر میں بڑے مراحل اور منازل ہمیشہ ہوتی ہیں جنہیں انسان achieve کرتا چلا جاتا ہے۔ اگر وہ یہ سمجھ لے کہ تکمیل کا سفر تمام جہات سے (in all aspects) ختم ہو گیا ہے اور end ہوگئی ہے، اس سے آگے تکمیل کے لیے کوئی اور مرحلہ نہیں ہے تو پھر انسان کی محنت، کوشش (struggle) جامد (static) ہو جاتی ہے، اُس میں جمود آ جاتا ہے، تحرک (mobility) نہیں

رہتا، action نہیں رہتا، movement اور evolution نہیں رہتی۔ لہذا یاد رکھیں کہ ارتقاء کی صورت میں تکمیل کا سفر ہمیشہ جاری رہتا ہے۔

تجدیدِ دین اور احیائے اسلام کے لیے میں نے تحریک منہاج القرآن قائم کی تھی۔ اللہ رب العزت نے مجھے جس ذمہ داری اور نوکری کے لیے چنا اور احسان کیا، ایک لحاظ سے وہ تجدیدِ دین ہوچکی ہے اور دوسرے لحاظ (Sense) سے یہ سفر جاری ہے۔ دین اسلام نے چونکہ قیامت تک رہنا ہے، اس لیے یہ نہیں کہتے کہ اس کے بعد کسی کام کی ضرورت نہیں، یہ ایک ایسی تکمیل ہے جس کے مرحلے تسلسل سے جاری رہیں گے، میری زندگی میں بھی رہیں گے، میری زندگی کے بعد بھی رہیں گے اور پھر کئی مرحلے آگے بڑھتے رہیں گے۔

تکمیلِ تجدیدِ دین

تجدید دین کی تکمیل کیسے ہوچکی ہے؟ اس کو سمجھنے کے لیے اسلام کی چودہ سو سال کی تاریخ کو ذہن میں رکھیں اور یہ بات ذہن میں رہے کہ مجدد کاوش (struggle) کرتا ہے، فرائض ادا کرتا ہے تو اس کے کام اور خدمات کے اثرات (impact) موجودہ صدی کے اختتام اور اگلی صدی کے شروع میں ظاہر ہوتے ہیں۔

اس موقع پر میں آپ کو سابقہ صدیوں کے مجددین اور تحریک منہاج القرآن کا ایک موازنہ دینا چاہتا ہوں۔ چودہ سو برس کی تاریخ تجدیدِ دین اور تاریخ دعوت وعزیمت پر مختلف کتب ائمہ نے اپنی اپنی معلومات، معرفت اور فہم کے مطابق اپنے اپنے زمانے میں تحریر کی ہیں کہ کس شخصیت نے تجدیدِ دین کے حوالے سے کیا کام کیا ہے۔ اس موضوع پر لکھی گئی تمام کتب کا بغیر تعصب اور بغیر عقیدت کے بالکل صاف ذہن کے ساتھ درج ذیل سوالات کی روشنی میں غیر جانبدارانہ مطالعہ کریں:

۱۔ اس دور کے کیا حالات تھے؟

۲۔ اُس دور کی کیا کیا ضرورت تھی؟

۳۔ دینِ اسلام کے فروغ کے حوالے سے کیا کیا کمی تھی؟

۴۔ کس میدان میں تجدید کی ضرورت تھی؟

۵۔ دین کے کس کس گوشے میں مغلوبیت تھی؟

۶۔ کن تعلیمات اور اقدار پر کام ہونے بند ہوگئے تھے؟

۷۔ دین پر عمل کے لحاظ سے کیا ماحول تھا؟

۸۔ اس صدی کے مجدد نے کیا اور کس طریقے سے contribute کیا؟

۹۔ اُس مجدد کی مجددانہ خدمات کے کیا نتائج آئے اور کیا اثرات مرتب ہوئے؟

۱۰۔ اس کام نے سوسائٹی میں کیا تبدیلی پیدا کی؟

۱۱۔ اس مجدد نے دین کے اندر کس چیز کو غالب کیا جس کی وجہ سے امت نے بلا اختلاف اُن کے کام کو متفقہ طور پر اُس صدی کی تجدید کہا؟

چاہیں چودہ صدیوں کے کل مجددین کے کام کو پڑھ لیں، چاہیں تو کوئی دو چار مجدد جو امت مسلمہ کی تاریخ میں سب سے بڑے ہوئے اور جنہوں نے تجدید اور احیائے دین کا فریضہ ادا کیا، اُن کے کام کو چن لیں اور ان کی تمام contribution کا مطالعہ کریں اور پھر آج سے 38 سال قبل قائم ہونے والی تحریک منہاج القرآن کے کام اور خدمات کا بھی اسی تناظر میں مطالعہ کریں کہ 38 برس میں آج تک جو کچھ یہاں سے produce ہوا اور سوسائٹی اور امت کو ملا، اس نے تجدیدِ دین کے حوالے سے کیا کردار ادا کیا اور امت اور معاشرے پر اس کے کیا اثرات مرتب ہوئے؟

کون تجدیدِ دین کررہا ہے اور احیائے اسلام کے مشن پر کاربند ہے؟ اسے جاننے کے لیے مذکورہ بات کو پیمانہ بنالیں۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ آپ کو کسی سے عقیدت اور محبت ہے تو اُس کے کام کو تجدید کہہ لیں اور کسی سے اختلاف ہے تو اُس کے تجدیدی کام کا انکار کردیں۔ یہ آپ کی اور ہماری مرضی سے طے نہیں ہوگا بلکہ پورے تیرہ چودہ سو سال کے تجدیدی کاموں کا جو معیار ہے اُسی کو پیمانہ مقرر کرلیں اور اس پیمانہ پر منہاج القرآن کے کام کو پرکھ لیں۔

کسی سے جھگڑا کرنے، اختلاف کرنے، کسی کے کام کے انکار کرنے اور بحث وتکرار کی ضرورت نہیں۔ بس وہ مجددین، جن کو امت اور دنیا مانتی ہے کہ انہوں نے دین کی تجدید اپنی صدی میں کی، ان کے کام کا احاطہ کریں اور پھر

تحریک منہاج القرآن نے 38 سال میں جو خدمات سرانجام دیں، اس کے ساتھ موازنہ کرلیں، اس غیر جانبدارانہ و غیر متعصّبانہ تجزیہ سے یہ حقیقت آپ پر واضح ہوجائے گی کہ تحریک منہاج القرآن ہی اس صدی میں تجدیدِ دین کی تحریک ہے۔

اس تناظر میں کیے گئے موازنہ کے نتیجے میں اگر چودہ سو سال میں کسی ایک صدی کا کام بھی تحریک منہاج القرآن کے کام سے بڑھ جائے، تو بلا جھجک تحریک منہاج القرآن کی تجدیدی خدمات کا انکار کر دیں۔ تحریک منہاج القرآن کے کام میں موجود ہمہ گیریت و عالمگیریت ہی کی بناء پر میں ہمیشہ یہ کہتا ہوں کہ تحریک منہاج القرآن اس صدی کی تجدیدِ دین کی تحریک ہے۔

ذیل میں تحریک منہاج القرآن کی چند تجدیدی خدمات کا اجمالی خاکہ درج کیا جارہا ہے:

ا۔ تحریک کی علمی وفکری تجدیدی خدمات

تحریک منہاج القرآن 38 سال کے عرصے میں پانچ سو پچاس (550) سے زائد مطبوعہ کتب امت کو دے چکی ہے۔ اتنی تعداد میں کسی کی کتب کا اس کی زندگی میں شائع ہوجانا، تاریخ کا کوئی ایسا واقعہ میرے علم میں کبھی نہیں آیا۔ قرآن مجید کے فہم کے لیے عرفان القرآن امت اور انسانیت کو دیا ہے۔ جس کا دنیا کی کئی بڑی بڑی زبانوں میں ترجمہ ہوچکا ہے۔ صرف حدیث پر چھوٹی بڑی تمام کتابیں، اربعینات جیسے کتابچے (subject wise) ملا کر دو سو سے زائد کی تعداد میں اس تحریک نے امت کو دیئے ہیں۔ برصغیر میں کئی صدیوں سے حدیث پر کام اور لٹریچر کا پیدا ہونا بند ہو چکا تھا۔ چھ سات سو سال پہلے کے کیے ہوئے کاموں پر زیادہ تکیہ تھا۔ پچھلی ایک دو صدیوں میں کچھ کام ہوئے ہیں مگر وہ شروح اور حواشی تک محدود تھے۔ ہر موضوع کو حضور علیہ السلام کی حدیث کی شکل میں ایک compendium کے طور پر لوگوں کے ہاتھ تک پہنچایا اور علم الحدیث میں اتنا بڑا کام جو کئی صدیوں سے بند تھا، اسے الحمد للہ تحریک منہاج القرآن کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ نے امت کو عطا کیا۔ آج عالمِ مغرب اور عالمِ عرب بھی اس سے فائدہ اٹھا رہا ہے۔ علاوہ ازیں اسلام کی حقیقی تعلیمات پر مبنی ہر موضوع پر ثقہ اور مستند کتب بھی تحریک منہاج القرآن کا وہ تجدیدی کام ہے جس سے پوری دنیا میں اسلام کا معتدل و متوازن نظریہ (Moderate Vision) فروغ پارہا ہے۔

۲۔ فروغِ عشقِ رسول ﷺ

ماضی میں حضور علیہ السلام کی ذاتِ اقدس کے ساتھ عشق و محبت اور آقا علیہ السلام کا ادب اور تعظیم کا تصور، دوسرے خیالات اور افکار و نظریات کے غلبے کے باعث ختم ہوگیا تھا یا دب گیا تھا یا نہایت کمزور ہوگیا تھا۔ یہ concept دلیل سے خالی اور صرف رسمی (traditional) رہ گیا تھا۔ عقیدۂ محبتِ رسول ﷺ، عقیدۂ ادبِ رسول ﷺ، عقیدۂ نسبتِ رسول ﷺ کے پیچھے دلیل ختم ہوگئی تھی اور لوگ اس محبت کے تصور کو traditionally اور emotionally رکھتے تھے اور صرف اَن پڑھوں، جاہلوں میں یہ چیز گھرتی جارہی تھی۔ سوسائٹی، امت اور ہمارا یہ خطہ برصغیر پاک و ہند، مجموعی طور پر اس عقیدہ سے خالی ہوگیا تھا۔ میں یہ نہیں کہہ رہا کہ محبتِ رسول رہی نہیں تھی، نہیں بلکہ عشقِ رسول اور محبتِ رسول رسماً (traditionally) برقرار تھی مگر بہت سارے گھروں اور حلقوں سے نکل گئی تھی۔ عشق و محبتِ رسول ﷺ سے خالی دین، مذہب اور عقیدہ غالب اور طاقتور ہو گیا تھا۔ پڑھا لکھا طبقہ دوسری سوچ کی طرف متوجہ (attract) ہوگیا اور جو لوگ عشق و محبتِ رسول ﷺ کی بات کرنے والے تھے وہ پسماندہ تصور ہونے لگے۔ اُن میں بات کرنے کی جرأت نہ رہی۔ عشقِ رسول ﷺ، محبت رسول ﷺ، ادب رسول ﷺ، عظمت رسول ﷺ کے عقیدے کے دلائل تھے مگر یہ سارا خطہ عقیدے کی دلیل سے خالی ہوگیا تھا۔

اس عرصے میں دروس قرآن سے میں نے ابتداء کی، حلقات کیے، اجتماعات کیے، خطابات کیے، کتب تصنیف ہونا شروع ہوئیں، لٹریچر آیا اور پھر اتنی کتبِ حدیث اور دلائل کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر آ گیا کہ اب اس کو کوئی رد نہیں کرسکتا۔

یعنی ہم نے نہج، سوچ، فکر، کلچر تبدیل کر دیا اور محبت و عشقِ رسول اور میلاد النبی ﷺ کو اس سوسائٹی میں دوبارہ بطورِ کلچر بحال کر دیا۔ اس کو تجدیدِ دین کہتے ہیں کہ ہم نے سوچ کی طرز، فہم

اور کلچر بدل دیا ہے اور جو عقیدہ مغلوب تھا اُس کو غالب کر دیا ہے۔ اب اس پر کوئی طعن نہیں کر سکتا، کوئی celebrate کرے یا نہ کرے مگر کسی کی مجال نہیں ہے کہ کسی سمت سے عشقِ رسول ﷺ کے خلاف آواز اٹھے۔

۳۔ دہشتگردی کے خلاف فتویٰ

اسی طرح جب دہشتگردی اور انتہا پسندی کی لہر نے پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تو اسے چیلنج کرنے کی پوری مسلم دنیا میں کسی نے جرأت ہی نہیں کی۔ بس ایسے ہی مذمت (condemn) کرتے تھے مگر دلیل کی قوت کے ساتھ کوئی اُس کے سامنے کھڑا نہیں ہوا اور متبادل بیانیہ (counter narrative) پیش نہیں کیا۔ دہشتگردی اور انتہا پسندی کے خلاف آج کے دن تک بھی پوری مسلم دنیا میں counter narrative صرف منہاج القرآن نے پیش کیا۔ آج امریکہ، انگلینڈ، یورپ اور عرب دنیا میں اسلام کے حوالے سے جو ابحاث ہوتی ہیں اور جو لوگ اسلام کی تعلیمات کا دفاع کرتے ہیں اور counter terrorism کا narrative پیش کرتے ہیں تو اُن کے پاس الحمدللہ سوائے ہمارے کسی اور کا حوالہ ہی نہیں ہوتا۔ وہ دہشت گردی کے خلاف دیئے جانے والے ہمارے مبسوط فتویٰ اور کتب کا حوالہ پیش کرتے ہیں اور یہ تمام چیزیں صرف مبالغہ اور خالی دعویٰ ہی نہیں بلکہ یہ حقائق Online موجود ہیں۔

امریکہ اور یورپ میں موجود وہ غیر جانبدار غیر مسلم سکالر جو اسلام کی حقیقی تعلیمات سے آشنا ہیں، جب وہ مسلمانوں اور اسلام کی حمایت میں بات کرتے ہیں تو وہاں میرے فتویٰ اور کتابوں کا حوالہ دیتے ہیں۔ کئی ممالک میں ہمارا فتویٰ ان ممالک کی سرکاری compendium اور guideline بن گیا ہے۔ لہذا یہ تحریک منہاج القرآن کا تجدیدی کارنامہ ہے کہ اس نے دہشت گردی کے خلاف متبادل بیانیہ (counter narrative) پیش کیا ہے۔

۴۔ مؤثر طبقات میں پذیرائی

گزشتہ کچھ عرصہ سے اسلام کو practice کرنے والے لوگ بالکل انتہا پسند ہوگئے یا بالکل سیکولر ہو گئے۔ درمیان میں space ختم ہو گئی تھی یا بہت تھوڑی رہ گئی تھی جس میں لوگ معتدل (moderate) ہوں۔ یعنی اسلام کی اقدار کو رکھنے میں جھجک و شرم محسوس نہ کریں، ماڈرن بھی رہیں اور commitment بھی دین کے ساتھ رہے۔ نیز اُن کو کوئی moderate vision ملے جو سیکولر مزاج لوگوں کے لیے بھی قابل قبول ہو سکے۔ برصغیر پاک و ہند میں پچھلے ساٹھ ستر سال سے moderate vision رکھنے والا اور دین کی approach دینے والا کوئی نہیں رہ گیا تھا۔

ان حالات میں تحریک منہاج القرآن نے اسلام کا moderate vision اور version قوت اور طاقت کے ساتھ دنیا کے سامنے پیش کیا۔ آج الحمدللہ نہ صرف نوجوان نسل، پڑھا لکھا طبقہ بلکہ دنیا کی بڑی بڑی نامور شخصیات تحریک منہاج القرآن کی ممبر شپ لیتے ہوئے اعزاز محسوس کرتی ہیں۔ تحریک منہاج القرآن نے اسلام کا Moderate vision اس مضبوطی اور دلائل کی قوت کے ساتھ دنیا کے سامنے رکھا کہ نوجوان نسل کے اندر کا سویا ہوا اسلام پھر سے زندہ کر دیا ہے اور اُن کو پھر دینِ اسلام سے ایک رغبت و تعلق حاصل ہوگیا ہے۔ نوجوان نسل اور مؤثر لوگ دینی حلقے سے دور بھاگ گئے تھے، وہ کسی عالمِ دین یا دینی آدمی کا نام سننا گوارا نہیں کرتے تھے۔ تحریک نے احیاء اسلام کا یہ کام کیا کہ اُن کے اندر دین کی مری ہوئی وابستگی پھر سے زندہ کر دی۔

کارکنان کے لیے پیغام!

تحریک منہاج القرآن کے 38 سال کی خدمات اور اس کے نتائج و اثرات کا گزشتہ صدیوں میں ہونے والے تجدیدی کام سے موازنہ (compare) کیا جائے تو الحمدللہ تحریک کی تجدیدی خدمات گزشتہ صدیوں میں ہونے والی تجدیدی خدمات سے کئی گنا زیادہ نظر آئیں گی۔ اللہ رب العزت نے تحریک کو اس صدی کی تجدیدی تحریک کے طور پر منتخب فرمایا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا ایک بہت بڑا انعام ہے۔ کارکنان و رفقاء اس انعامِ خداوندی پر جتنا بھی شکر بجا لائیں کم ہے، مگر ابھی ہم نے جامد (static) نہیں ہونا بلکہ بہت کچھ کرنا

باقی ہے۔ ہم اپنی کاوشیں جاری رکھیں گے کہ آنے والی صدیوں میں بھی زمانے تحریک منہاج القرآن کی علمی وفکری خدمات سے نور لیتے رہیں اور تحریک کا فیض ہر خاص و عام تک پہنچے۔ لہٰذا اس تحریک کو آنے والی صدیوں تک پہنچانا، شمع سے شمع جلانا اور اگلے زمانوں کو روشن کرنا اور اگلی نسلوں کو منتقل کرنے کے اس مشن پر استقامت سے آگے بڑھتے رہیں۔ کارکنان و رفقاء تحریک! وہ لوگ جنہوں نے 1980ء میں میرے ساتھ مل کر اس تحریک کی بنیادیں رکھی تھیں اور آج کے کارکنان، تمام تنظیمات اور خواتین و حضرات رفقاء ان تمام کی کوششیں تحریک کی عالمی پذیرائی اور اسلام کے فروغ کی کاوشوں میں جمع ہیں اور تاریخ کا حصہ ہیں۔

ان شاء اللہ تعالیٰ ابھی ہم نے اس جدوجہد کو اسی طرح جاری رکھنا ہے اور انسانی تاریخ میں افقِ عالم پر اسلام کا معتبر حوالہ بننا ہے۔ اگلی نسلوں تک اصلاح کی ذمہ داری کم از کم ایک سو سال تک تحریک منہاج القرآن کے سپرد ہے۔ اگلی صدی کو اب اسلام کی حقیقی تعلیمات اور اسلام کے پرامن چہرہ کی وراثت تحریک منہاج القرآن نے سپرد کرنی ہے۔ ان شاء اللہ اگر استقامت و اخلاص سے رہے اور امانت و دیانت، محبت و اخلاص اور ریاضت و مجاہدے کو جاری رکھا تو اللہ تعالیٰ آپ کو بہت بلندیاں عطا فرمائے گا اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی بارگاہ سے ان شاء اللہ تعالیٰ آپ کو قبولیت کی مبارکبادیاں نصیب ہوں گی۔ ❁❁❁

انا للہ وانا الیہ راجعون

گذشتہ ماہ محترم وسیم افضل (سیکرٹری نظامت امور خارجہ) کے تایا جان محترم انور علی مغل، محترم امتیاز حسین اعوان (پرسنل سٹاف افیسر ٹو چیئرمین سپریم کونسل) کے خالہ زاد بھائی، محترم اخلاق احمد اور ملک عزیز سلطان (سردھی، چکوال) کی والدہ، محترم علامہ قاری ظہیر احمد (ڈائریکٹر منہاج القرآن اسلامک سنٹر ڈنمارک) کے والد محترم، محترم راجہ عبدالرزاق (سابق صدر منہاج القرآن کوٹلہ ارب علی خان) کی اہلیہ، محترم ڈاکٹر محمد ندیم قادری (جنرل سیکرٹری PAT حجرہ شاہ مقیم) کے والد محترم محمد حنیف، محترم سید مظفر حسین شاہ (مریدکے) کی والدہ، محترم دلاور حسین ربانی منہاجین (سمبڑیال۔ سیالکوٹ) کے والد، محترمہ باجی سمعیہ ناز (سابقہ ناظم دعوت PP-131) کی چچی جان، محترم عامر نواز (سیکرٹری میڈیا سیل PAT، PP-44) کی پھوپھو، محترم محمد شکیل (سیالکوٹ) کی ساس، محترم حافظ محمد یاسین سیفی (قصور) کے والد، محترم محمد نذیر مسلم شیخ (چک بھٹی) کا بیٹا، محترم محمد سلیم بٹ (سابقہ امیر سیالکوٹ) کی ہمشیرہ، محترم حاجی سرفراز احمد (سابقہ صدر PAT سیالکوٹ) کی ساس، محترم سعید اقبال بلوچ (سیالکوٹ) کی والدہ، محترم محمد سلیم (گوہد پور سیالکوٹ) کی والدہ، محترم پیر سید ظہیر الحسن شاہ (سیدے چک سیالکوٹ)، محترم حافظ شاہد سہیل (سیالکوٹ) کے والد، محترم حاجی محمد نواز (نیکا پورہ سیالکوٹ)، محترم محمد ارشد طہرانی (سیالکوٹ) کے بھائی، محترم حاجی محمد شریف نیر (سیالکوٹ)، محترم ملک ساجد حسین قادری لنگڑیال (سیالکوٹ) کے والد، محترم حافظ محمد علی (ڈسکہ) کے سسر، محترم بلال علی قادری (سیالکوٹ) کی دادی ساس، محترم بشارت علی (سیالکوٹ) کے والد، محترم چوہدری عباس علی گھمن (سیالکوٹ) کی اہلیہ، محترم محمد حفیظ چائنہ والے (فقیر یے والا قصور) کے تایا جان، محترم جاوید اقبال (جڑانوالہ) کے والد، محترم حاجی ظفر اقبال سیال (جڑانوالہ) کے کزن، محترم الیاس احمد قادری (آفس سیکرٹری تنظیمات) کا بھتیجا (ٹھوکر نیاز بیگ لاہور)، محترم محمد امین ساجد کمیانہ (اوکاڑہ) کی بھتیجی، محترم امجد علی قادری (موگہ امین پی پی 169) کے بھائی، محترم امتیاز حسین طاہر (لالیاں) کے والد، محترم بیدار بخت (لالیاں) کا جواں سالہ بھائی، محترم حاجی ذوالفقار علی ھرل (لالیاں) کی اہلیہ، محترم حکیم محمد ریاض (لالیاں) کی والدہ، محترم مختار حسین ھرل (لالیاں) کے چچا، محترم ڈاکٹر احمد علی (لالیاں) کے بھائی، محترم محمد سلیم (لالیاں) کے والد، محترم محمد حسنین کھرل (لالیاں) کا جواں سالہ بھائی، محترم سید محمود الحسن جعفری (گوجرانوالہ) کی نانی جان، محترم محمد شاہد فاروق (ضلعی ناظم گوجرہ) کی کزن، محترم حافظ مجاہد علی (گوجرہ) کی والدہ، محترم ماسٹر بابر حسین (گوجرہ) کے تایا جان، محترم عظیم تحریکی ساتھی (سابقہ صدر TMQ جدہ) کے سسر، محترم اعجاز مغل (منڈی بہاؤالدین) کے والد، محترم قاری محمد اشرف (چروٹ منڈی بہاؤالدین) کا بھانجا، محترم محمد قذافی (سوہاوہ منڈی بہاؤالدین) کی بیٹی، محترم محمد انور (کٹھیالہ شیخاں پھالیہ) کی والدہ، محترم رانا محمد ارشاد (جڑانوالہ) کے والد، محترم میاں مقبول رسول (منڈی بہاؤالدین) کی والدہ، محترم راجہ عبدالوحید (ناظم تحریک منہاج القرآن ضلع گجرات) کی والدہ اور محترم چوہدری محمد یعقوب چدھڑ (کوٹ بیلہ پنڈی بھٹیاں) کے داماد قضائے الٰہی سے انتقال فرما گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرکزی سیکرٹریٹ اور گوشہ درود میں موجود احباب نے جملہ مرحومین کی مغفرت و بخشش کے لئے خصوصی دعا کی۔ اللہ تعالیٰ مرحومین کے درجات بلند فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل اور اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین

تجدید دین، احیائے اسلام اور

اصلاح احوال کی عالمگیر تحریک

تحریک منہاج القرآن کے

38 ویں

یوم تاسیس

کے عظیم الشان اور پر مسرت موقع پر

ہم اس صدی کے عظیم مجدد

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے **ھدیہ تبرک** پیش کرتے ہیں

دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ قائد تحریک کے ساتھ وابستہ اس سنگت کو قائم و دائم رکھے

اور اصلاح احوال و تجدید دین کے اس سفر میں مزید کامیابیاں عطا فرمائے آمین

نیشنل ایگزیکٹو کونسل (NEC) منہاج القرآن انٹرنیشنل سپین

تحریک منہاج القرآن ایک تجدیدی تحریک ہے

عقائد کی اصلاح کیلئے صدی کا مجدد عصری تقاضے پورے کرتا ہے

اسلامی تعلیمات کو مسخ کرنے کی ہر کوشش کو شیخ الاسلام نے ناکام بنایا

ڈاکٹر حسن محی الدین القادری

اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍo (التین، ۹۵: ۴)

بے شک ہم نے انسان کو بہترین (اعتدال اور توازن والی) ساخت میں پیدا فرمایا ہےo

انسان کی تخلیق ایک عام تخلیق نہیں کہ انسان کو محض گوشت پوست کا ایک پیکر بنادیا ہو بلکہ اسے اللہ تعالیٰ نے انسانیت کے لیے ایک نمونہ حیات، رشد وہدایت کا پیکر، قائد، پیشوا، مربی، اُسوہ، قدوۃ اور پیامبر بنایا ہے اور اس کے اندر بہت سے اوصاف وکمالات اور خوبیاں رکھ کر احسنِ تقویم کے مقام پر فائز کردیا۔

اَحْسَنِ تَقْوِیْم کا مطلب یہ ہے کہ اللہ نے اُس کو perfection کے ساتھ پیدا کیا اور اُس کی شخصیت اور اُس کے اجزائے ترکیبی کے اندر balanced approach کو رکھا۔ اللہ رب العزت نے کوئی بھی aspect انسان کا ایسے نہیں رکھا کہ کل کو کوئی کہہ دے کہ کاش ایسے ہوتا۔ جو کچھ بھی ہمارے ذہن اور سوچ میں آسکتا تھا، بنانے والے نے سارا کمال اور جمال اُس انسان کے اندر چھپا دیا۔ اللہ رب العزت نے اُس انسان میں سب کچھ رکھنے کے بعد فرمایا:

کُنْتُ کَنْزًا مَخْفِیًّا، فَأَحْبَبْتُ أَنْ أُعْرَفَ فَخَلَقْتُ خَلْقًا.

(عجلونی، کشف الخفاء، ۲: ۱۷۳، الرقم: ۲۰۱۶)

میں درحقیقت ایک چھپا ہوا خزانہ تھا تو میں نے چاہا کہ اُس خزانے کی معرفت نصیب ہوجائے، تو اُس چھپے ہوئے خزانے کی معرفت عطا کرنے کے لیے میں نے اُس انسان کو پیدا کردیا۔ معلوم ہوا کہ انسان میں موجود سارے حُسن، خوبیاں، اوصاف وکمالات اللہ کے ہیں۔

ہر دور کی ضرورت کے مطابق انبیاء کی بعثت

اللہ رب العزت نے اپنے اوصاف اُس کا تعارف کروانے کے لیے انسان کے اندر بھی وہ خوبیاں پیدا کردیں جو مخلوق کی ضرورت تھیں۔ بعد ازاں مخلوق کو جس طرح کی ضررت ہوتی، اُس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے اس دور کے تقاضوں کے مطابق اپنا نبی، پیغمبر اور رسول مبعوث فرماتا رہا۔

اللہ رب العزت نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰٓی اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِیْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَی الْعٰلَمِیْنَo (آل عمران، ۳: ۳۳)

بے شک اللہ نے آدم (علیہ السلام) کو اور نوح (علیہ السلام) کو اور آلِ ابراہیم کو اور آلِ عمران کو سب جہان والوں پر (بزرگی میں) منتخب فرما لیاo

گویا اللہ رب العزت نے ہر زمانے، حالات اور تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے اپنے انبیاء کو منتخب فرمایا اور انسانیت کی طرف مبعوث فرمایا۔

۱۔ حضرت نوحؑ کو بھیجا تو اس وقت کے تقاضے کے مطابق بھیجا۔ فرمایا: فَلَبِثَ فِیْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِیْنَ عَامًا.

(العنکبوت، ۲۹: ۱۴)

"تو وہ ان میں پچاس برس کم ایک ہزار سال رہے"۔

نوح ﷺ کو اِتنی طویل المدت دعوت کے لیے اس لیے بھیجا کہ اُس دور میں دعوت الی اللہ سمجھ نہیں آتی تھی، لہذا وہاں پر اللہ رب العزت کو دعوت میں طوالت کی ضرورت تھی۔ طویل دعوت کے لیے صبر و استقامت اور برداشت کی ضرورت ہوتی ہے اس لیے ضرورت اُس نبی کی تھی جو تحمل و برداشت کے ساتھ قوم میں وقت گزار سکے، لہذا وہاں 950 سال کے طویل عرصہ کے باوجود برداشت کا وصف رکھنے والے نبی نوح ﷺ کو بھیجا گیا۔

۲۔ پھر ایک ایسا دور آیا کہ کفر کسی اور انداز میں بولنے لگا، وہاں scientific, logical دعوت کی ضرورت تھی، لہذا اس موقع پر حکمت و دانائی کے ساتھ، تحمل و برداشت wisdom اور scientific example کے ساتھ سمجھانے والے نبی حضرت ابراہیمؑ کو بھیج دیا۔ اللہ رب العزت نے انہیں وہی خوبیاں عطا کیں جو اُس دور کی ضرورت تھیں۔ فرمایا۔

اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌo (هود، ۱۱: ۷۵)

بے شک ابراہیم (ﷺ) بڑے متحمل مزاج، آہ و زاری کرنے والے، ہر حال میں ہماری طرف رجوع کرنے والے تھے۔

۳۔ پھر موسوی دور آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ ﷺ میں کچھ اور خوبیاں رکھ دیں۔ ارشاد فرمایا:

قَالَ يٰمُوْسٰٓى اِنِّى اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسٰلٰتِىْ وَبِكَلَامِىْ. (الاعراف، ۷: ۱۴۴)

ہم نے تمہیں اپنی رسالت اور اپنے کلام سے چن کر اپنی قوم کے لیے بھیج دیا۔

اُنہیں اُس دور کی دو خوبیاں دے دیں جو کام آنے والی تھیں:

۱۔ ید بیضا ۲۔ عصا

یہ فرعون کا دور تھا، یہاں جرأت، انقلابیت اور جوش وخروش کے ساتھ اُس کے دربار میں کھڑا ہونا تھا۔ اس دور میں جادوگروں کا دور دورہ تھا، لہذا اللہ نے موسیٰ ﷺ کو وہ خوبی دی جو اس دور میں کام آنے والی تھی۔ لہذا حضرت موسیٰ کو کلیم اللہ بھی بنایا اور یدِ بیضاء اور عصا بھی عطا فرمایا۔

گویا اُس دور کی جو کلچرل ضرورت تھی، اُس دور کا جو طرہ امتیاز تھا، جو کسی کی عظمت کو پرکھنے کا معیار تھا، اللہ رب العزت نے اُس معیار میں اپنے نبی کو انفرادیت عطا کر دی۔ عظمت وہی ہوتی ہے جو دور کی ضرورت کے مطابق ظاہر کی جائے۔

۴۔ حضرت یوسفؑ کا دور آیا تو خود حضرت یوسفؑ اپنی خوبیوں کا اظہار عزیز مصر کے دربار میں یوں کرتے ہیں:

قَالَ اجْعَلْنِىْ عَلٰى خَزَآئِنِ الْاَرْضِ اِنِّىْ حَفِيْظٌ عَلِيْمٌo
(یوسف، ۱۲: ۵۵)

یوسف (ﷺ) نے فرمایا: (اگر تم نے واقعی مجھ سے کوئی خاص کام لینا ہے تو) مجھے سرزمینِ (مصر) کے خزانوں پر (وزیر اور امین) مقرر کر دو، بے شک میں (ان کی) خوب حفاظت کرنے والا (اور اقتصادی امور کا) خوب جاننے والا ہوںo

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تعبیر الرؤیا کی خوبی بھی عطا کی، آپ کو امین بھی بنایا اور حفیظ بھی بنایا۔ پیکر حسن کمال بھی بنایا اور اُس کے ساتھ ساتھ مینجمنٹ کا فن بھی آپ کو عطا کیا۔ آپ کو agriculture industry کا بھی بانی بنایا، irrigation technology کا بھی ملکہ دیا۔ اچھی حکمرانی کے جوہر بھی آپ کو دیئے اور financial management بھی آپ کو دی۔ سب سے پہلے اگر morgage law گروی رکھوانے کا نظام وضع کرنے والی کوئی ہستی ہے تو وہ یوسف ﷺ ہیں۔ سب سے پہلے اِس کو ایک آسان طریقے سے انسانیت کی مدد کا tool حضرت یوسف ﷺ نے بنایا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکمت و دانائی بھی دی اور management بھی دی۔

۵۔ داؤد ﷺ کا دور آیا تو ان کو حکومت و سلطنت بھی دی اور حکمت بھی دی۔ فرمایا:

وَشَدَدْنَا مُلْكَهٗ وَاٰتَيْنٰهُ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِo
(ص، ۳۸: ۲۰)

"اور ہم نے اُن کے ملک و سلطنت کو مضبوط کر دیا تھا اور ہم نے انہیں حکمت و دانائی اور فیصلہ کن اندازِ خطاب عطا کیا تھا"۔

فصل الخطاب یعنی آپ کو وہ خطابت اور زبان میں سلاست دی کہ آپ جب کلام فرماتے تو وہ دلوں میں جگہ بناتا چلا جاتا تھا۔ آپ کو وہ سلطنت دی جس جیسی سلطنت کسی کے پاس نہیں اور سلطنت کو سنبھالنے کے لیے حکمت و دانائی بھی دی۔

۶۔ سلیمان ﷺ کا دور آیا تو فرمایا:

فَسَخَّرۡنَا لَهُ الرِّيۡحَ تَجۡرِیۡ بِاَمۡرِهٖ رُخَآءً حَيۡثُ اَصَابَo (ص، ۳۸: ۲۰)

یعنی ہم نے اُن کے لیے ہوا کو تابع کر دیا، وہ اُن کے حکم سے نرم نرم چلتی تھی جہاں کہیں (بھی) وہ پہنچنا چاہتےo

آپ کو تسخیر کا وہ فن اور قوت دے دی جس نے ہر شے کو آپ کے لیے مسخر کر دیا۔ ہوائیں بھی آپ کے اِذن سے چلتی تھیں، پرندے بھی آپ کے تابع ہوگئے، ملکوت السمٰوت والارض بھی آپ کے تابع ہوگئے، پھر شیاطین بھی آپ کے تابع کر دیئے۔ آپ کو اتنی بڑی سلطنت دے دی کہ ملکہ سبا جیسی بھی آپ کے سامنے جھکنے پر مجبور ہوگئی۔

اللہ رب العزت کا ایک سسٹم ہے، وہ management ایک ڈسپلن سے کرتا ہے۔ جس زمانے کی جو ضرورت ہوتی ہے، ان ہی خوبیوں اور شان کے حامل نبی کو بھیج کر اُس زمانے کی ضرورت پوری کرتا ہے، کسی بھی معاشرے میں کبھی نبی کو misfit نہیں کرتا۔

اللہ رب العزت اس زمانے کی ضرورت اور تقاضوں کو کبھی ایک ہی نبی سے پوری کر دیتا ہے اور کبھی دو، دو یا اس سے زائد انبیاء بھی ایک ہی دور میں مبعوث فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ضرورتِ وقت کبھی وحدت کے ساتھ پوری کرتا ہے، کبھی اجتماعیت کے ساتھ پوری کرتا ہے، کبھی تنہا پوری کرتا ہے، کبھی اِشتراک کے ساتھ پوری کرتا ہے کبھی حضرت موسیٰؑ کی درخواست پر حضرت ہارونؑ کو بھی ذمہ داریاں سونپ دیتا ہے۔ کبھی یعقوبؑ آئے تو اُن کا مشن یوسفؑ کے ساتھ مکمل ہو رہا ہے، کبھی زکریاؑ اور یحییٰؑ اکٹھے مشن کی تکمیل کر رہے ہیں۔

۷۔ انبیاء کرام کے اس سلسلہ میں پھر ایک وقت ایسا آیا کہ اس نے پیکر انسان کو جامعیت کے حُسن کے ساتھ حضور نبی اکرم ﷺ کی صورت میں مبعوث فرمایا۔ جملہ انبیاء کے اوصاف و کمالات کو جہاں حضور ﷺ کے اندر مجتمع فرمایا وہاں آپ ﷺ کے زمانے میں ساری ضروریات اکٹھی ہوگئیں، ظلم کی ساری کیفیات اور معاشرے کی تمام خرابیاں ایک جگہ جمع ہوگئیں، ہر طرح کا کفر، طغیانی، سرکشی، بطلان حق اور ہر طرح کی بُرائی اور گندگی ایک جگہ جمع ہوگئی، جب کائنات میں باطل کو ایک جگہ جمع کر دیا تو پھر حق کو بھی ایک جگہ جمع کر دیا۔ جب باطل طاقتور ہوکر ایک زمانے میں اکٹھا ہوگیا تو پھر خاتم الانبیاء حضور نبی اکرم ﷺ کو مبعوث فرمادیا۔

آقا ﷺ کا دور آیا تو فرمایا: اب میرے محبوب محمد مصطفیٰ ﷺ کو دیکھتے جاؤ، میرے محبوب کی ذات میں یوسف بھی ہے، عیسیٰ بھی ہے، موسیٰ بھی ہے، ابراہیم بھی ہے، آدم کا حُسن بھی ہے، شیث بھی ہے، ادریس بھی ہے، یونس بھی ہے، انہی کی ذات میں داؤد بھی ہے، سلیمان بھی ہے، یعقوب بھی ہے، اب جو رنگ دیکھنا چاہو، میرے مصطفیٰ ﷺ میں نظر آئے گا۔

اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی جامعیت اور اکملیت کے اندر سب کچھ جمع کردیا اور آپ ﷺ کو جامع الاوصاف والکمالات بنا دیا۔ کتاب بھی وہ دی جو جامع الکتب ہے، ذات وہ دے دی جو جامع الاوصاف ہے، نور وہ دے دیا جو جامع الانوار ہے، بشریت وہ دے دی جو جوامع البشر ہے۔ الغرض سب کچھ آپ ﷺ کی ذات میں جمع کر دیا۔

تقسیمِ فیضانِ مصطفیٰ ﷺ بصورتِ خلافت

آقا ﷺ نے اپنے اس کرم کو پھر آگے امت میں تقسیم کر دیا۔ حضور ﷺ کے بعد خلفائے راشدین کا دور شروع ہوا، پہلے خلیفہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میں فیضانِ نبوت کے چار رنگ جھلکے:

۱۔حلیمیت ۲۔بردباری ۳۔برداشت ۴۔تحمل

دوسرے خلیفہ سیدنا عمر فاروقؓ کے اندر فیضانِ نبوت میں سے جرأت، ہیبت، رعب اور انقلابیت کا رنگ دے دیا۔

تیسرے خلیفہ سیدنا عثمان غنیؓ میں فیضانِ نبوت میں سے سخا اور حیا کا رنگ دیا۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو فیضانِ نبوت میں سے شجاعت کا رنگ ملا۔ اس لیے کہ معلوم تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جس زمانے میں خلافت ملے گی اس زمانہ میں خوارج کا فتنہ ہوگا۔ حضرت علیؓ کو مولیٰ بنایا ہی اس لیے کہ اُس دور کو سنبھالنے کے لیے جس جرأت شجاعت اور قوت کی ضرورت تھی وہ ضرورت اُس دور کی سیدنا علی رضی اللہ عنہ پوری کر سکتے تھے۔

تقسیمِ فیضانِ مصطفیٰ ﷺ بصورتِ مجددین

انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ ختم ہوا تو خلفائے راشدین آئے ان کا دور ختم ہوا تو ائمہ و مجددین کا دور شروع ہوا جو قیامت تک جاری رہے گا۔

حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ اللهَ يَبْعَثُ لِهَذِهِ الْأُمَّةِ عَلَى رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يُجَدِّدُ لَهَا دِينَهَا.

(ابوداؤد، السنن، کتاب الملاحم، ۴: ۱۰۹، الرقم: ۴۲۹۱)

''اللہ تعالیٰ اس اُمت کے لیے ہر صدی کے آغاز میں کسی ایسے شخص کو مبعوث فرمائے گا جو اس (اُمت) کے لیے اس کے دین کی تجدید کرے گا۔''

یعنی ہر صدی کے ابتداء میں جب بھی کہیں میری امت کے عقائد کی اصلاح اور احوال میں تربیت کی ضرورت ہوگی، کہیں اخلاق و معاملات کی روح پھیکی پڑ رہی ہوگی، کہیں حدیث کے فہم میں کمزوری آرہی ہوگی، کہیں تخریج و تحقیق کی ضرورت ہوگی، کہیں توضیحات و تشریحات کی ضرورت ہوگی، کہیں انقلابیت کی ضرورت ہوگی تو ہر دور کی ان ضروریات کے پیش نظر اور وقت کے مطابق مجدد آ رہا ہوگا۔

یہ امر ذہن نشین رہے کہ مجدد خود نہیں آتا بلکہ اسے بھیجا جاتا ہے، اس لیے کہ حضور ﷺ کے مذکورہ فرمان میں إِنَّ اللهَ لَيَبْعَثُ کے الفاظ کا مطلب یہ ہے کہ

اللہ تعالیٰ مجددین کو بھی مبعوث کرتا ہے۔ چونکہ حضور نبی اکرم ﷺ کے بعد نبوت ختم ہوچکی ہے، لہٰذا اب کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا مگر مجدد ہر دور میں ضرور مبعوث ہوتے رہیں گے۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ ہر دور کی خوبیوں کے مطابق خود چُن کر مجدد مبعوث فرماتا رہے گا۔

پہلے اللہ رب العزت اپنے انبیاء کو براہِ راست بھیجتا تھا اور جب مجددین کا دور آیا تو پھر حضور ﷺ اپنے مجدد کو بھیجتے ہیں، اب جو حضور ﷺ کی منشاء ہے، اُس دور کے ویسے مجدد آتے ہیں۔ پتہ چلا مجدد بھیجتا خدا ہے مگر بارگاہِ مصطفیٰ ﷺ کے واسطے سے بھیجتا ہے۔

مجدد تو حضور ﷺ کی بارگاہ کا مظہر ہوتا ہے اور اللہ رب العزت نے حضور کی ذات سے وعدہ فرمایا ہے کہ

وَ لَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُوْلٰى. (الضحیٰ، ۹۳: ۴)

''اور بے شک (ہر) بعد کی گھڑی آپ کے لیے پہلی سے بہتر (یعنی باعثِ عظمت و رفعت) ہے''۔

محبوب آپ کی ہر آنے والی گھڑی پچھلی سے بلند سے بلند تر ہوتی چلی جائے گی، کرم آپ کا ہوگا مگر نظر کسی اور شکل میں آرہا ہوگا۔ بھرم حضور ﷺ کا ہوگا مگر شکل کسی اور کی ہوگی، وجود کسی اور کا ہوگا، کلام کسی اور کا ہوگا مگر عطا، خیرات اور خوراک حضور ﷺ کی ہوگی۔

تحریک منہاج القرآن ایک تجدیدی تحریک ہے

ہر دور میں جس جس جہت اس سے اصلاح کی ضرورت تھی اس صدی کا مجدد وہ ضرورت پوری کرتا رہا۔ پہلے مجددین اور شیوخ الاسلام میں امام شافعی، امام احمد بن حنبل، امام نسائی، امام اشعری، امام بیہقی، امام غزالی، فخر الدین رازی، ابن حجر عسقلانی، جلال الدین سیوطی، مجدد الف ثانی، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، علامہ شوکانی، بدر الدین عینی، قسطلانی، عسقلانی، ابن کثیر، امام احمد رضا خاں بریلوی نمایاں ہیں اور آج کے اس دور میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مجددِ وقت ہیں اور تحریک منہاج القرآن ایک تجدیدی تحریک ہے۔

تحریک منہاج القرآن کو ایک ایسی تجدیدی اور احیائے اسلام کی ایک علمبردار تحریک ہے جو عزت و ناموس مصطفیٰ کا پرچم اُٹھا کر چل رہی ہے، اللہ رب العزت نے اس کے اندر درج ذیل چھ (۶) پہلو رکھے ہیں جو اُسے انفرادیت و امتیاز عطا کرتے ہیں:

۱۔ تفکر ۲۔ تحقق ۳۔ تحرک

۴۔ تفقہ ۵۔ تصوف ۶۔ تحسن (حُسن)

اس تحریک کو اللہ تعالیٰ نے ہر اُس گوشے میں کمال دیا ہے جو ہمارے ذہن میں آسکتا ہے۔ ہر مجدد اپنے دور کی بنیادی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے آتا رہا۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ فلاں مجدد فلاں سے عظیم تھا، نہیں، عظیم خدا کی ذات ہے اور مصطفیٰ ﷺ کی ذات ہے۔ ہم یہ کہتے ہیں خدا اور خدا کے محبوب جسے چاہتے تھے، اُس دور میں مجدد بھیجتے چلے گئے۔ اُصول یہ ہوتا ہے کہ آنے والا پچھلوں کا فیض، خیرات اور ان کی عطا لے کر آتا ہے۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے اندر ہمیں گذشتہ

تمام مجددین اور شیوخ الاسلام کا رنگ نظر آتا ہے۔ گذشتہ مجددین میں سے کسی میں تحرک تھا تو کسی میں تفقہ، کسی میں تحقق تھا تو کسی میں تصوف یعنی اُس دور کی جو ضرورت ہوتی وہ مجدد اس حوالے سے خوبیوں کا مالک ہوتا۔

آج اللہ رب العزت نے ہم پر اور حضور ﷺ کی امت کے اِس زمانے پر کرم یہ کیا کہ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی صورت میں وہ مجدد عطا کیا جن کی ذات میں تفکر، تحقق، تحرک، تفقہ، تصوف اور تحسن سب کچھ جمع ہے۔

گذشتہ مجددین کے اوصاف پر ایک نظر

۱۔ امام احمد بن حنبل اپنے دور کے مفسر قرآن بھی تھے، دس لاکھ احادیث مبارک کے حافظ بھی تھے علم الجرح والتعدیل اور عربی لغت کے بھی بہت بڑے امام تھے، فقہ حنبلی کے بانی تھے۔ مسند احمد بن حنبل کے بھی مصنف تھے، عابد، زاہد، مالی سخاوت اور فیاضی والے بھی تھے، عقیدہ خلق قرآن پر حاکم وقت کے سامنے ڈٹ گئے۔

۲۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری کا دور آتا ہے۔ امیرالمومنین فی الحدیث بھی ہیں۔علم الجرح والتعدیل (سائنس آف حدیث) اور عربی لغت کے بھی امام ہیں۔ متکلم اور ماہر عقیدہ، مفکر، فلسفی، مصنف اور محقق بھی تھے۔ رمضان شریف میں 41 ختم قرآن کا معمول تھا۔ جتنی خوبیاں اُن کے لیے ضرورت تھیں، اللہ نے اُنہیں عطا کر دیں۔

۳۔ امام احمد بن شعیب النسائی کا دور آتا ہے۔ آپ کے زمانے میں تفسیر پر اُتنا کام نہیں ملتا مگر حدیث، فن حدیث، علل اور رجال کی معرفت میں اُن کو کمال تھا۔ سنن النسائی کے مصنف تھے۔ عبادت، تقویٰ، پرہیزگاری اور اُس دور کے مطابق خوبیاں اُنہیں دی گئیں۔

۴۔ امام بیہقی کا دور آتا ہے۔ احکام القرآن کے مصنف ہیں، جلیل القدر حافظ حدیث ہیں، علوم الحدیث کے عارف بھی تھے، فقہ اور اُصول فقہ پر بڑا کام تھا، بہت زیادہ تصانیف تھیں، تیس سال تک روزے کے ساتھ رہے۔

۵۔ امام ابو حامد الغزالی کا دور آتا ہے۔ یہ فلسفے، اجتہاد اور فقہ کا دور تھا۔ امام غزالی کو اللہ رب العزت نے اُس دور کی وہ خوبیاں دیں جس کی اُس دور میں ضرورت تھی۔ آپ اپنے وقت کے مجدد تھے، تفسیرِ قرآن اور علوم قرآن پر بھی آپ کی تصانیف ہیں۔ اپنے دور کے مجتہد اور فقیہ تھے، اُصول پر کام تھا، اختلاف فقہاء میں مہارت تامہ اُن کے پاس تھی، اپنے زمانے کے مایہ ناز مفکر اور فلسفی بھی تھے۔ آپ مشہور زمانہ کتاب احیاء العلوم الدین کے مصنف تھے۔ فصیح و بلیغ بھی تھے اور قلم بھی چلتا تھا، عبادت گزاری بھی تھی گویا زمانے کی ضرورت کے مطابق ان میں بڑی خوبیاں تھیں۔ مگر وقت کے طاغوت کے سامنے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر کھڑے ہو جانا، یہ ان کے مشن کا حصہ نہیں تھا۔

۶۔ امام فخر الدین رازی کا دور آتا ہے۔ آپ بلند پایہ شافعی فقہ کے امام، تفسیر الکبیر کے مصنف تھے۔ مجتہد، فقیہہ، متکلم، فصیح، بلیغ، مناظر، حکمت اور معقولات کے ماہر تھے۔ تفسیر، اُصول تفسیر اور فقہ پر آپ کی تصانیف ہیں مگر سیاسی خدمات نظر نہیں آتیں۔

۷۔ امام ابن حجر عسقلانی شیخ الاسلام ہوئے ہیں۔ اُن کے دور کو دیکھیں تو آپ نے قرآنی علوم، حدیث، رجال اور علل پر بھی کام کیا۔ فتح الباری کے بغیر کوئی عالم، عالم بن نہیں سکتا، کئی کتابیں بھی لکھی ہیں، فقہ الحدیث میں بھی مہارت تھی، مگر تحرک، تصوف اور باقی میادین آپ کے دور کی ضرورت نہیں تھے۔

۸۔ امام جلال الدین سیوطی کا دور آتا ہے، جوامع العلوم شخصیت تھے۔ تفسیر قرآن میں بھی ملکہ تھا، ممتاز محدث بھی تھے، بلند پایا فقیہہ بھی تھے۔ عقائد اہل سنت کی ترویج کے لیے بھی کام کیا، سیرت نگاری میں بھی آپ کا کام تھا۔ چھ سو کتابوں کے مصنف تھے، بلاغت کے بھی ماہر تھے، عابد بھی تھے، قلمی سیاست کی مگر میدان میں اُتر کر طاغوت کو للکارا نہیں۔ سب کچھ تھا مگر اللہ نے تحرک اُس وقت کی ضرورت نہیں بنایا۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے دور پر نظر

جب ہم شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے دور کی طرف نظر ڈالتے ہیں تو یہاں پر زبوں حالی کسی اور انداز میں نظر آتی ہے۔ علمی، فکری، سیاسی اور نظریاتی گراوٹ نظر آتی ہے۔ عقائد، سیرت، تصوف، روایت، درایت، فصاحت، فلسفے، نظریے اور اعتدال پسندی کے میدان میں اسلامی تعلیمات نئے انداز کے ساتھ اور سائنٹیفک توجیہات کے ساتھ پیش کرنے کا دور آ گیا۔

منطق کا دور ختم ہوگیا، سائنس کا دور آگیا۔ لاعلمی، جہالت، بے راہ روی اور بدعقیدگی کی انتہا ہوگئی اور یہ دور بڑھتا چلا گیا۔

ان ہمہ جہت خرابیوں کی وجہ سے آج تنہا خوبیوں والا مجدد نہیں بلکہ جامع خوبیوں والا مجدد چاہیے تھا، لہذا اللہ رب العزت نے آج کے دور میں حضور ﷺ کی جامعیت کے فیض کا امین شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کو بھیج دیا۔

اب شیخ الاسلام کی ذات میں مجددین کا رنگ بھی ہے، مفکرین کا رنگ بھی ہے، محدثین کا رنگ بھی ہے اور محققین کا رنگ بھی ہے۔

پاکستان سمیت دنیا کے 90 ممالک میں اسلام کی حقانیت اور اسلام کے مثبت و پرامن چہرہ کی شناخت و علامت آج شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری ہیں۔ دنیا بھر میں جب بھی اسلام پر کڑا وقت آیا اور اس کے چہرے کو مسخ کرنے کی کوشش کی گئی شیخ الاسلام نے ہر جہت سے اسلامی تعلیمات کا دفاع کیا۔

شیخ الاسلام خود دعویٰ نہیں کرتے بلکہ وقت خود بیانگ دہل اعلان کرتا ہے جب اس کی ضرورت پوری ہو رہی ہو۔ شیخ الاسلام فرماتے ہیں:

میں نے جب قوم کی زبوں حالی، گراوٹ، ظلم، جہالت، مظلومیت، محرومیت، مفقودیت، چہروں پر محرومیوں اور دقیانوسی سوچ کا حال دیکھا کہ اس قوم کو نہ اپنا تشخص حاصل ہے اور نہ ہی کوئی مخلص قیادت تو اُس وقت میں نے اپنے شیخ طریقت کے ہاتھ پر وعدہ کرلیا اور قرآن مجید پر میں نے عہد کرلیا کہ اے اللہ! تیرے محبوب کے واسطے سے، قدوۃ الاولیاء کے سامنے عہد کرتا ہوں کہ طاہرالقادری کی زندگی وقفِ انقلاب ہوگی۔

تحریک منہاج القرآن نے ہر تشنگی کو دور کیا

تحریک منہاج القرآن وہ تحریک ہے جس نے اِس دور کی ہر تشنگی کو دور کیا۔ تنظیم کی کمی تھی وہ بھی عطا کی۔۔۔ ایڈمنسٹریشن کی کمی تھی وہ بھی دی۔۔۔ مراکز بھی دیئے۔ organizational network بھی دیا۔۔۔ کہیں عقیدے کی کمی تھی تو اُس کی اصلاح بھی کی۔۔۔ خانقاہی نظام کمزور ہوگیا تو اسے مضبوط کیا۔۔۔ تصوف کا مفہوم لوگ غلط سمجھنے لگ گئے تو تصانیف اور خطابات کی صورت میں اصل تصوف بھی سمجھایا۔۔۔ عقیدہ صحیحہ کھوگیا تو اُس عقیدہ صحیحہ کو بحال بھی کیا۔۔۔ نوجوان دہشت گرد ہونے لگے تو اُن کو دہشت گردانہ خیالات سے نکال کر حضور ﷺ کا غلام بنادیا اور moderate کرتے ہوئے balanced approach سکھا دی۔۔۔ لوگ دین سے بیزار ہو رہے تھے تو دین کو خوبصورت انداز سے پیش کر دیا۔۔۔ منہاج القرآن کو امن، آشتی اور محبت کا گہوارہ بنا کر پیش کر دیا۔ لوگ انقلاب نہیں سمجھتے تھے لوگوں کو جرأت دی، تحرک دیا۔۔۔ مائیں، بہنیں اور بیٹیاں انقلابی جدوجہد کا حصہ نہیں ہوتی تھیں، آج حوا کی بیٹی کو بھی انقلابی جدوجہد کا حصہ بنادیا۔۔۔ آج بچے مصطفوی انقلاب کے پروانے، ستارے اور انقلابی بن رہے ہیں۔ یہاں بیٹی کو سیدہ عائشہ صدیقہؓ، سیدہ خدیجۃ الکبریٰؓ اور سیدہ زینبؓ کا غلام بنایا ہے۔

تحریک منہاج القرآن نے آج ایک نیا کلچر دے دیا ہے، ایک نئی سوسائٹی میں آپ کو اپنا آپ منوانا سکھا دیا ہے۔ شیخ الاسلام نے اپنی مثال سے آپ کو بے مثال بنا دیا۔ آپ کے کردار اور اخلاق میں اُن کا کردار نظر آنا چاہئے۔۔۔ آپ کے گفتار میں اُن کا گفتار ہونا چاہیے، آپ کے بولنے میں اُن کے بولنے کی جھلک نظر آنی چاہیے۔۔۔ آپ کی سیرت میں اُن کی سیرت کی جھلک نظر آنی چاہیے۔۔۔ جب میدان میں اُتریں تو آپ کی محنت میں اُن کی جدوجہد کا اثر نظر آنا چاہیے۔

یہ تجدیدی تحریک ہے اس نے رکنا نہیں بلکہ نسلوں تک چلنا ہے، آپ کی اولادوں تک آگے بڑھنا ہے، اِس فکر کو روکنا نہیں ہے۔ اگر ہم منہاج القرآن کو تجدیدی و فکری تحریک سمجھتے ہیں تو پھر اس کو اگلی نسلوں تک منتقل کرنا ہے۔ اپنی زندگیوں سے انقلاب کو شروع کریں اور معاشرے تک پہنچائیں۔ اپنے اوڑھنے بچھونے کو ویسے کر دیں جیسے شیخ الاسلام نے آپ کو سکھایا ہے۔ شیخ الاسلام سراپا انقلاب تب بنے کہ پہلے اپنی ذات سے شروع کرکے معاشرے کو انقلاب پہنچایا۔ اپنی ذات اور اپنی صفات کو بدلنا ہوگا اور شیخ الاسلام کے اِس انقلابی فکر اور تجدید و احیاء کی اِس تحریک کی فکر کو اپنی نسلوں تک منتقل کرنا ہوگا۔

اللہ تعالیٰ اِس فکر کو سمجھنے اِس پر عمل پیرا ہونے اور اِس کو اپنی زندگیوں کا اوڑھنا بچھونا بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ ❁❁

حقیقی انقلاب بیداریٔ شعور کا نام ہے

زندگی کو مقصدیت کی خوشبو سے ہم آہنگ کرنا ذہنی، فکری انقلاب ہے

منہاج القرآن انٹرنیشنل کے 38 ویں یوم تاسیس کے تناظر میں خصوصی تحریر

ڈاکٹر حسین محی الدین قادری

تاجدار کائنات ﷺ کی بعثتِ مبارکہ کا بنیادی مقصد انسانی حیات میں ہمہ گیر انقلاب برپا کرنا ہے۔ ہمہ گیر انقلاب زندگی کے جملہ پہلوؤں فکری، ایمانی، اخلاقی، انفرادی، اجتماعی، معاشرتی، معاشی، سیاسی اور بین الاقوامی پہلوؤں پر محیط ہوتا ہے۔ مذکورہ جملہ پہلوؤں کے تناظر میں انقلاب سے کیا مراد ہے اور یہ انقلاب متعلقہ حوالے سے کیا اثرات مرتب کرتا ہے؟ ذیل میں ان تمام پہلوؤں پر روشنی ڈالی جارہی ہے:

۱۔ ذہنی اور فکری انقلاب

ذہنی یا فکری انقلاب سے مراد انسانی فکر اور اُس کے شعور میں اُس مقصد کا اُجاگر ہونا ہے، جس مقصد کی خاطر اللہ رب العزت نے انسان کو پیدا فرمایا ہے۔ انسان کو اپنے ہونے کا مقصد اور اپنے وجود کی وجہ سمجھ آجائے، تو اُس کی زندگی سے بے مقصدیت کا خاتمہ ہوجاتا ہے۔ پس زندگی کو مقصدیت کی خوشبو نصیب ہو جائے تو اِسی کو ذہنی وفکری انقلاب کہتے ہیں۔

۲۔ ایمان اور یقین کی سطح پر انقلاب

ایمان کی سطح پر بھی انقلاب برپا ہوتا ہے اور یہ انقلاب تب نصیب ہوتا ہے جب بندے کا ایمان اُس کو یقین عطا کردے اور وہ یقین اِس قدر راسخ ہو کہ حجابات کا رفع ہونا بھی اُس کے یقین میں اضافہ نہ کر سکے بلکہ وہ بن دیکھے ہی یقین کے اس مقام پر فائز ہو جو مقام مشاہدہ کے بعد نصیب ہوتا ہے۔

ایمان کی سطح پر انقلاب کا برپا ہونا یہ ہے کہ بندے کا خدا کی ذات پر، ذاتِ مصطفیٰ ﷺ پر، آقا علیہ السلام کے آخری رسول اور نبی ہونے پر، غیب پر اور قیامت پر ایمان اور یقین اِس درجہ کمال پر پہنچ جائے کہ بعد میں اگر اُس کی نگاہ کے سامنے وہ امور واضح ہو جائیں، جس کے بارے میں وہ یقین رکھا کرتا تھا تو اُس کو اپنے یقین اور حقیقت میں کوئی فرق محسوس نہ ہو۔ وہ جان لے کہ اسے بغیر دیکھے جس شے پر یقین تھا، قیامت کے روز اُس کی نگاہ کے سامنے جب وہ شے آجائے تو اس حقیقت اور یقین میں ایک رتی برابر بھی فرق نہ پائے۔ اس کیفیت کا حصول اُس کے ایمان کی سطح پر انقلاب برپا ہونے سے ممکن ہے۔یہی وہ یقین ہے کہ جس کے بارے میں سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ارشادفرمایا:

اعلیٰ اور کمال یقین یہ ہے کہ پردہ ہٹ بھی جائے تو بھی یقین اتنا ہی رہے جتنا پہلے تھا۔ یعنی پردے کا ہٹنا، اُس کے یقین میں اضافے کا باعث نہ بنے۔ اس صورت میں پھر ہم کہہ سکتے ہیں کہ اللہ رب العزت نے فلاں شخص کے ایمان اور یقین کو انقلاب کی دولت سے نواز دیا ہے۔

یقین کی علامت کیا ہے؟

اگر انسان چاہے کہ میں اس امر کو پرکھوں کہ ایمان کی سطح پر میرے یقین کی حالت اور کیفیت کیا ہے؟ تو اُس کمال اور اعلیٰ یقین پر شہادت یہ ہے کہ بندہ اس یقینِ کامل کے بعد دنیا کے مختلف افکار سے مغلوب نہ ہوتا پھرے بلکہ اپنے اخلاق واعمال کو بہتر کرے۔ اُس کے یقین پر صبح شام یہ کیفیت طاری رہے کہ

میں نے تاجدار کائنات ﷺ سے محبت کی ہے تو اِس کا یقیناً صلہ آخرت میں نصیب ہوگا۔ اگر میں نے دینِ اسلام سے کسی بھی صورت عداوت کی ہے تو اللہ رب العزت کی بارگاہ سے یقیناً اس کی گرفت اُترے گی۔ اس کا یقین ہر لحہ اس مقام پر فائز ہو کہ جو کچھ میں کرتا ہوں، اِس کے بدلے میں جو کچھ مجھے نصیب ہوگا وہ مکافاتِ عمل کے طریقے سے ہے۔ اُس پر بس یہی ایک بات غالب رہے کہ اللہ اور اُس کے رسول کی قربت حاصل کرنے کا ایک ہی راستہ ہے کہ اپنے اعمال اور اخلاق سنواروں اور جیسے جیسے اپنے اخلاق و اعمال کو سنوارتا چلا جاؤں گا، ویسے ویسے خدا اور اس کے رسول کی قربت نصیب ہوتی چلی جائے گی۔

مذکورہ تمام باتوں پر اِتنا ہی یقین ہو کہ جتنا اُس کو اپنے ہونے پر ہے، تو یہ باتیں شہادت کا درجہ رکھتی ہیں۔ پھر یہ کہا جا سکتا ہے کہ ہاں اُس کے یقین نے اُس کے ایمان کو انقلاب آشنا کر دیا۔

۳۔ اخلاقی انقلاب

تاجدار کائنات ﷺ کی بعثت کا ایک مقصد اخلاقی انقلاب بھی برپا کرنا تھا۔ اخلاقی انقلاب یہ ہے کہ انسان کی زندگی رضائے الٰہی کے حصول کی خاطر فضائلِ اخلاق اور اعمال سے مزین ہو جائے۔ اُس کی زندگی کا مقصد اور محور یہ بن جائے کہ اُس نے رضائے الٰہی حاصل کرنی ہے۔ لہذا وہ اپنے اخلاق سنوارنے، اپنے اعمال و افکار کو پہلے سے بہتر کرنے اور اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی نگاہ میں بہتر انسان بننے کے لیے صبح شام کمربستہ ہو جائے۔ اگر اُس کی زندگی کا کُل مقصد فقط رضائے الٰہی کا حصول رہ جائے، تو پھر یہ کہا جا سکتا ہے کہ ہاں اِس کی زندگی میں اخلاقی سطح پر بھی انقلاب برپا ہو گیا۔

۴۔ اجتماعی زندگی میں انقلاب

تاجدارِ کائنات ﷺ کی بعثت مبارکہ کا ایک اور مقصد اجتماعی زندگی میں بھی انقلاب برپا کرنا ہے۔ درحقیقت اجتماعی زندگی اطاعت اور انحراف کے تضاد پر مشتمل ہے۔ اجتماعی زندگی میں کچھ لوگ اطاعت سے مزیّن ہوتے ہیں اور کچھ لوگ انحراف کے مرتکب ہوتے ہیں۔ جب اطاعت اور انحراف کو ایک جگہ جمع کر دیں تو اس کے نتیجے میں جو کچھ نظر آتا ہے اُس کو اجتماعی زندگی کہا جاتا ہے۔

اِسی اجتماعی زندگی کے کئی پہلو ہیں جن میں معاشرتی، معاشی اور سیاسی پہلو نمایاں ہیں۔ ہر پہلو میں اطاعت بھی ہے اور انحراف بھی ہے۔ اجتماعی زندگی میں جب ہر انحراف کو اطاعت سے بدل دیا جائے تو پھر کہا جاتا ہے کہ اجتماعی زندگی میں انقلاب برپا ہو گیا۔

مثال کے طور پر انسان معاشرتی یا انفرادی زندگی کے اندر اگر تفاخر، خود پسندی یا تکبر کا شکار ہو، تو اُسے انحراف کہیں گے اور اگر وہ تفاخر اور خود پسندی کو ترک کر کے حضور نبی اکرم ﷺ کے اس فرمان کے مصداق ہوجائے کہ ”تم میں سے کوئی شخص اُس وقت تک مومن ہی نہیں ہو سکتا، جب تک وہ اپنے بھائی کے لیے وہی نہ چاہے جو اپنے لیے چاہتا ہے“ تو پھر کہا جاتا ہے کہ اس نے انحراف کو اطاعت میں بدل دیا اور اپنی زندگی کو انقلاب آشنا کرلیا۔

ایک طرف یہ انحراف تھا کہ وہ خود پسندی اور اپنے اوپر فخر کرنے میں مبتلا تھا، دوسری طرف اب اپنی ہر بات، سوچ، حال اور اِس انحراف کو اخوت و بھائی چارے کے رشتے میں بدل دیتا ہے۔ گویا اس نے جب مسلک، مذہب یا برادری کے فرق کو مٹا دیا تو پھر اپنی انفرادی زندگی کو انحراف سے بدل کر اُس اطاعت میں لے آیا جسے اللہ رب العزت نے اخوت سے تعبیر فرمایا ہے۔ پس جب وہ اخوت کے رشتے میں بندھ گیا، تو اُس نے انحراف کو اطاعت سے بدل دیا اور یہی اجتماعی زندگی میں انقلاب کہلاتا ہے۔

۵۔ معاشرتی زندگی میں انقلاب

معاشرتی زندگی میں ہم اپنی ذاتی سوچ کے مطابق اچھائی اور برائی کے اعتبار سے لوگوں کو پرکھتے ہیں۔ اگر ہم اپنی سوچ سے نکل کر احکامِ الٰہی پر آجائیں کہ ہر سوچ کی بنیاد احکامِ الٰہیہ پر رکھیں، کسی کو بہتر جاننا ہے تو وہ بھی احکام الٰہیہ کی روشنی میں ہو، کسی کو بُرا جاننا ہے، تو وہ بھی احکامِ الٰہیہ کی روشنی میں ہو، یعنی اُس کے اندر اپنی سوچ، فکر اور سمجھ کا عمل دخل نہ ہو، تو معاشرتی زندگی میں انقلاب برپا ہوتا ہے۔ چونکہ معاشرتی زندگی اِنسان کے درمیان باہم رشتوں کا نام ہے، کہیں وہ رشتے خاندانی ہیں،

کہیں استاد اور شاگرد کے ہیں، کہیں حکمران اور رعایا کے ہیں، کہیں شیخ اور مرید کے ہیں، کہیں بہن بھائیوں کے ہیں، اِن رشتوں کے اندر سے اپنی ذاتی سوچ کو نکال کر اللہ کے حکم کی اطاعت وتعمیل میں آجانا، معاشرتی زندگی میں انقلاب کہلاتا ہے۔

۶۔ معاشی زندگی میں انقلاب

معاشی زندگی میں انقلاب برپا ہونے سے مراد یہ ہے کہ انسان اپنی ذات میں لالچ، بخل اور حرص کا شکار ہوتا ہے، اس صورتِ حال میں وہ انحراف کی زندگی میں ہوتا ہے لیکن جب وہ اِن بُری عادات اور امراض کو بدل دے، بخل کو وسعتِ قلبی اور سخاوت سے بدل دے اور اُس کی نگاہ میں نیکی کا معیار پھر وہی رہ جائے جو اللہ رب العزت نے عطا فرمایا ہے تو یہ عمل معاشی زندگی میں انقلاب سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں یہ امر واضح فرمادیا ہے کہ تم اُس وقت تک نیکی حاصل نہیں کر سکتے، جب تک تم اُس میں سے انفاق نہ کرو جو تمہاری نظر میں پسندیدہ ہے۔ جب انسان کی معاشی زندگی کا مطمعِ نظر اور بنیاد یہ آیت اور حکمِ خداوندی بن جائے، تو پھر وہ انحراف سے نکل کر اطاعت میں چلا جاتا ہے اور یہی اس کی معاشی زندگی میں انقلاب ہے۔

اس انقلاب کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ پہلے وہ بخیل تھا، صرف اپنے لیے سوچتا تھا، اپنے لیے کماتا تھا، اپنی ذات پر خرچ کرتا تھا، اب وہ بخل سے نکل کر ایثار اور قربانی والا ہوگیا۔ وہ اپنی ذات کو مشکل میں رکھ کر اللہ کے دین پر خرچ کرنے لگا۔ خدا کی کمزور اور نادار مخلوق پر خرچ کرنے لگا۔ غریبوں کا سہارا اور اُن کا مددگار بننے لگا۔ اب وہ بخیل نہیں بلکہ سخی ہوگیا۔ اب اس نے اپنے باطن میں پائے جانے والے بخل کو ترک کر دیا اور اللہ رب العزت کے حکم کی اطاعت میں رنگا گیا ہے۔

۷۔ سیاسی زندگی میں انقلاب

سیاسی زندگی کا پہلو بھی اُس وقت تک انقلاب آشنا نہیں ہوسکتا جب تک اِس کو بعثتِ مصطفیٰ ﷺ کی خوشبو نصیب نہ ہو۔ معاشرے میں رسہ کشی، فسادات، تکلیف، پریشانی کے دو عناصر (elements) ہیں: ۱۔محکوم ۲۔حاکم

یعنی ایک عوام، دوسرے حکمران۔ ایک حق دینے والا، ایک حق لینے والا۔ جب سیاسی زندگی کی بنیاد معاشرتی رسم ورواج اور اپنی ذاتی خواہشات پر رکھ دی جائے، تو معاشرہ فتنے کا شکار ہو جاتا ہے۔ اگر اِسی سیاسی زندگی کے پہلو کو انقلاب آشنا کر دیا جائے اور وہ انحراف سے بدل کر اطاعت میں چلی جائے تو یہی سیاسی زندگی خوشبو دار ہوجاتی ہے۔

یاد رکھیں! فرض اور حق کے درمیان ایک رشتہ پایا جاتا ہے، یہ الگ الگ شے نہیں ہے۔ کسی کا کچھ فرض ہے تو وہ دوسرے کا حق ہے، اسی طرح کسی کا کچھ حق ہے تو یقیناً وہ کسی کا فرض بھی ہے جو اُس نے دینا ہے۔ اگر ہر کوئی اللہ رب العزت کی اطاعت و احکامات اور شریعتِ محمدی ﷺ کی روشنی میں حق اور فرض کو سمجھ لے، تو جھگڑے ختم ہو جاتے ہیں۔ ہم اپنے حقوق اور فرائض کی بنیاد اپنی ذاتی خواہشات، معاشرتی کلچر، اپنی ضرورتوں، نفسانی خواہشات اور حرص و ہوس پر رکھتے ہیں، اُس کے نتیجے میں جو سیاسی نظام وجود میں آتا ہے اُس کی بنیاد فقط لوٹ کھسوٹ، قتل وغارت اور دہشت گردی ہوتی ہے۔ اُسی نظام کے اندر پھر عدالتیں بھی ہیں، جن کا کام انصاف مہیا کرنا ہے، وہ انصاف کی قربان گاہیں بن جاتی ہیں اور وہاں پھر انصاف نہیں دیا جاتا۔ اُس نظام کی بنیاد میں احکامِ خداوندی، آقا ﷺ کی تعلیمات اور شریعتِ محمدی سے انحراف ہے۔ جب اسی نظام میں تعلیماتِ قرآن، اطاعتِ مصطفیٰ ﷺ اور تعلیمات مصطفیٰ داخل ہو جائے، تو پھر یہی نظام خوبصورت بن جاتا ہے۔ اب یہ نظام لینے کی بجائے دینے والا بن جاتا ہے۔

۸۔ بین الاقوامی زندگی

بعثتِ نبوی ﷺ کے دیگر پہلوؤں کی طرح آپ ﷺ نے بین الاقوامی زندگی کو بھی انقلاب آشنا فرمایا۔ انسانی پہلوؤں میں بین الاقوامی زندگی بھی اپنی ایک خاص اہمیت رکھتی ہے۔ بین الاقوامی زندگی انسانی زندگی سے خارج نہیں ہوسکتی۔ جب ہم بین الاقوامی زندگی کو دیکھتے ہیں، تو وہاں پر ہمیں بہت سے سیاسی، معاشی اور معاشرتی مسائل نظر آتے ہیں۔ لہٰذا دیکھنا یہ ہے کہ بین الاقوامی سطح پر وہ کون سے اُمور ہیں جن کو انقلاب

آشنا کرنے کی ضرورت ہے؟

اِس کرہ ارض پر موجود مختلف ممالک اور اقوام اپنا وجود رکھتے ہیں۔ ہر قوم اور ملک، اپنے ذاتی مفاد کی خاطر دوسرے کو کچلنا چاہتا ہے۔ اپنے ذاتی عناد کی خاطر دوسری قوموں کو نیچا دکھانا چاہتا ہے، اپنے آپ کو طاقتور اور دوسرے کو کمزور کرنا چاہتا ہے۔ اُس کے نتیجے میں پھر کرۂ ارض پر بے پناہ جنگیں لڑی جاتی ہیں۔ فتنہ اور فساد برپا ہوتے ہیں، قتل وغارت ہوتی ہے، ملکی سطح پر سازشیں ہوتی ہیں، تاکہ طاقت کی مرکزیت اپنے لیے حاصل کی جاسکے۔ نتیجتاً بین الاقوامی زندگی انحراف کا شکار ہوجاتی ہے۔ جب اس بین الاقوامی زندگی کو اطاعت محمدی ﷺ اور اطاعت خداوندی نصیب ہو جائے، تو پھر یہ بین الاقوامی معاشرے بھی مہذب بن جاتے ہیں۔ جب تک وہ ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کی کوشش کرتے ہیں، تب تک اِن معاشروں کو مہذب نہیں کہا جاسکتا۔ وہ معاشرہ جس کو امن نصیب نہ ہو، وہ مہذب نہیں ہوسکتا۔

یہی وجہ ہے کہ مختلف ادوار میں مسلمانوں کی کئی اقوام برسرِ اقتدار آئیں۔ کہیں بنو امیہ برسرِاقتدار آگئے، کہیں بنوعباس، کہیں فاطمی، ان میں سے ہر کوئی اپنے نسب اور اپنی نسل پر فخر کرتا تھا اور اُس نے دوسری قوم کو نیچا دکھانے کی کوشش کی۔ جب تک اتفاق رہا تو وہ معاشرہ اطاعت والا معاشرہ تھا اور جب وہ اطاعت سے نکل کر اپنی ذاتی طاقت اور اہلیت کی بناء پر اپنے اقتدار کو طول دینے میں مصروف ہوگیا، تو وہ معاشرہ انحراف میں داخل ہوگیا اور پھر اُس کے بعد زوال کا شکار ہوگیا۔

آج مغربی (western) ممالک کی یہی صورتحال ہے۔ گو وہ اپنے آپ کو مہذب ممالک کہتے ہیں لیکن دیکھا جائے تو وہ کمزور ملکوں کو اور کمزور کرنا چاہتے ہیں، ان کی آزادی کو سلب کرنا چاہتے ہیں، اُن کے اوپر اپنی پالیسی کو مسلط کرنا چاہتے ہیں۔ درحقیقت یہ کسی مہذب قوم کی علامت نہیں۔

نظامِ امن کا قیام

تاجدارِ کائنات ﷺ کی بعثتِ مبارکہ بین الاقوامی زندگی میں بھی انقلاب برپا کرنے کے لیے ہوئی۔ یہ انقلاب کیسے پیدا کرنا تھا؟ اس حوالے سے اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ. (التوبة، ۹: ۳۳)

وہی (اللہ) ہے جس نے اپنے رسول (ﷺ) کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اس کو ہر دین پر غالب کر دے اگرچہ مشرکین کو برا لگےo

اِس آیت سے لوگ مختلف معنی اخذ کرتے ہیں کہ شاید اس کا مطلب ہے کہ باقی تمام مذاہب کو نیچا دکھا کر اسلام کو اونچا کرنا ہے۔ اس آیت کا اگر یہی مطلب لیں، تو پھر تو وہی تہذیب کے دائرے سے نکلنے والی بات ہوئی، لہٰذا اس آیت کے معنی میں موجود عالمگیریت اور وسعت کو سمجھنا ہوگا۔ آیئے! اس کے مفہوم کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں:

سوال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ کے نزدیک وہ دین جس کو لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ تمام انسانی کائنات پر غالب کرنا ہے وہ دین کیا ہے؟ قرآن اس کے جواب میں کہتا ہے:

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللهِ الْاِسْلَامُ. (آل عمران، ۳: ۱۹)

''بے شک دین اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے''۔

اب قرآن سے ہی پوچھتے ہیں کہ اسلام کیا ہے؟ تو اللہ رب العزت فرماتا ہے کہ اسلام تو سلامتی و امن ہے۔ دین سے مراد کیا ہے؟ فرمایا: دین سے مراد نظام ہے۔

خدا کے نزدیک دین درحقیقت اسلام ہے اور دین سے مراد نظام ہے۔ لہٰذا نظامِ دین سے مراد نظامِ امن ہے۔

معلوم ہوا آقا ﷺ کی ذات بابرکات کے ذریعے پوری دنیا پر ایسا نظام قائم کر دو کہ جو امن والا ہو، یعنی پوری دنیا کو امن کا گہوارہ بنا دو۔ یہاں یہ بات نہیں ہو رہی کہ دوسرے مذہب کو نیچا دکھا کر اپنے مذہب کی تعریف کرتے پھرو، بلکہ ایسا نظام قائم کر دو کہ جہاں پر ہر مذہبی طبقہ احترام محسوس کرے۔۔۔ جہاں پر ہر مذہب کی عزت ہو۔۔۔ ہر شخص اپنے مذہب کے مطابق عبادت کرسکے۔۔۔ ہر کسی کی عبادت گاہوں کا تحفظ ہو۔۔۔ ہر ایک کی مذہبی و دینی شخصیات اور بانیانِ دین کی عزت و ناموس کی حفاظت ہو۔۔۔ ہر ملک، ہر مذہب کی عزت کرنا جانتا ہو۔۔۔ باہمی احترامِ انسانیت ہو۔۔۔ ہر ملک امن کے دائرے میں رہے، وہ کسی پر جنگ مسلط نہ کرے اور نہ کسی کے نظامِ سیاست یا نظامِ معیشت میں مداخلت کرے۔

لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ سے مراد یہ ہے کہ کائناتِ انسانی پر نظامِ امن قائم کر دو تاکہ جھگڑے فساد ختم ہو جائیں اور ہر قوم کا ہر ہر فرد عزت سے زندگی گزارے۔ جب لوگ ایک دوسرے کا احترام کرنا سیکھ لیتے ہیں، ایک دوسرے کے حقوق و فرائض جان لیتے ہیں تو امن خود بخود قائم ہو جاتا ہے۔ جب کوئی بھی ملک دوسرے ملک کی خارجہ پالیسی، معاشی پالیسی اور سیاسی پالیسی میں کسی قسم کی مداخلت اور سازش نہ کرے، کوئی دوسرے ملک پر حملے اور دہشت گردی نہ کرے، کسی کو معاشی نقصان پہنچانے کی کوشش نہ کرے، کوئی قوم دوسری قوم کو بے عزت کرنے کی کوشش نہ کرے، جب یہ سازشیں بند ہو جائیں تو سوچیں یہ دنیا کتنا امن کا گہوارہ بن جائے گی۔ بس اللہ رب العزت یہی فرما رہا ہے کہ میرے محبوب ﷺ! اِس دنیا کو نظامِ امن قائم کر کے امن کا گہوارہ بنا دیں۔ آپ ﷺ نے درحقیقت اس تناظر میں بین الاقوامی سطح پر بھی انقلاب برپا فرما دیا اور دنیا کو امن کا گہوارہ بنا دیا۔

ہم اپنی زندگی میں انقلاب کیسے برپا کریں؟

انفرادی و اجتماعی زندگی میں انقلاب برپا کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ہمارے سامنے کوئی رول ماڈل بھی ہو جس کو دیکھتے ہوئے اور اس کے اسوہ پر عمل پیرا ہوتے ہوئے ہم اپنی زندگی میں انقلاب برپا کر سکیں۔ اس کے لیے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ.

فی الحقیقت تمہارے لیے رسول اللہ (ﷺ کی ذات) میں نہایت ہی حسین نمونۂ (حیات) ہے۔ (الاحزاب، ۳۳: ۲۱)

یعنی اگر زندگی میں انقلاب برپا کرنا چاہتے ہو تو پھر میرے محبوب ﷺ کو دیکھو کہ انہوں نے سیاسی، انفرادی، معاشی اجتماعی، قومی اور بین الاقوامی زندگی میں انقلاب کیسے برپا کیا۔

اب ذرا اپنی شعور کی آنکھوں سے وہ منظر دیکھیں کہ تاجدارِ کائنات ﷺ کیسے انقلاب کا سفر طے فرما رہے ہیں۔ فاران کی چوٹی پر پہلے وعظ سے لے کر شعبِ ابی طالب، طائف کی وادیوں میں تبلیغ کے دوران مشکلات اور پھر 13 سالہ کفارِ مکہ کے ظلم و ستم سہنے کے بعد، مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ ریاست مدینہ کو پہلی اسلامی ریاست بناتے ہوئے وہاں سیاسی انقلاب برپا کر کے دکھایا اور روئے زمین پر آپ ﷺ واحد سب سے عظیم راہنما بن گئے کہ جو اللہ رب العزت کے سب سے بڑے مطیع ہیں یعنی حکومت میں آ کر خدا کی اطاعت کر کے دکھائی۔

پھر معاشی زندگی میں مواخاتِ مدینہ کے ذریعے انقلاب برپا کیا۔ آقا ﷺ نے فرمایا بخل چھوڑو، جو تمہارے پاس ہے اس میں اپنے غریب بھائی کو بھی شریک کر لو۔ اسی بخیل طبقے کو ایثار و قربانی والا بنا کر اُن کی زندگی میں انقلاب برپا کر دیا۔ کسی نے کبھی سوچا نہ تھا کہ یہ بخیل کبھی ایثار و قربانی والے بن جائیں گے۔

پھر معاشرتی زندگی کے اندر میثاقِ مدینہ کے ذریعے انقلاب برپا کر دیا اور ہر کسی کو اُن کے فرائض اور حقوق سمجھا دیئے۔ جتنی قومیں بستی تھیں، اُن سب کو احترام سکھا دیا۔ فرمایا: کوئی کسی کی بے عزتی نہیں کر سکتا اور نہ ہی کوئی کسی کو نیچا دکھا سکتا ہے، تمام مذاہب اسی ایک ریاست کے باشندے ہیں۔ ہر کسی کا عزت سے جینا حق ہے۔

پھر فتح مکہ کے موقع پر اپنے دشمنوں کو معاف فرما دیا۔ گویا اپنے دشمن کو معاف کر دینا بھی اطاعتِ خداوندی ہے۔ لہٰذا بغض اور غصہ پال کر بدلہ لینا انحراف ہے جبکہ فاتحانہ شان سے معاف کر دینا یہ انقلاب ہے۔ پھر تاجدار کائنات ﷺ نے سوا لاکھ افراد کے سامنے عظیم بین الاقوامی خطبہ ارشاد فرما کر بین الاقوامی دنیا کے اندر بھی انقلاب برپا کر دیا۔ فرمایا کسی قوم کو نسل کی بنیاد پر دوسری قوم پر فخر نہیں ہے۔ فخر بس اُس پر ہے جو خدا کے قریب ہے۔ خطبہ حجۃ الوداع درحقیقت بین الاقوامی قیادت کے لیے تھا۔ اس خطبے نے تمام ممالک کو اور اِس کرہ ارض پر رہنے والی ہر قوم کو جینے اور جینے دو کا فلسفہ سمجھا دیا کہ نہ کسی کے کام میں مداخلت کرو، نہ اپنے کام میں مداخلت ہونے دو۔ لہٰذا اگر دنیا کی زندگی ایسی ہو جائے تو پھر وہ نظامِ امن قائم ہو جائے گا۔

اطاعتِ مصطفیٰ ﷺ میں ڈھلی تحریک

ہر دور اور ہر صدی میں جب انسانی معاشرے پر مصائب و آلام آتے ہیں تو پھر ہر صدی میں ایسی تحریکیں اٹھتی ہیں، جو تاجدار کائنات ﷺ کی اطاعت میں رنگی ہوتی ہیں۔ اُن تحریکوں کا ہر ہر فرد انحراف کو ترک کر کے اطاعت کو اپنا چکا ہوتا ہے۔ پھر وہ اُس صدی میں اِسی طرح انسانی زندگی کے ہر ہر پہلو کو انقلاب آشنا کرتی چلی جاتی ہے۔

سوال یہ ہے کہ صرف منہاج القرآن ہی کیوں تجدیدی جماعت ہے؟ صرف شیخ الاسلام ہی کیوں اِس صدی کے مجدد ہیں؟

اس سوال کا جواب یہ ہے کہ انقلاب ہمہ گیریت اور انقلاب ہمہ گیر تبدیلی کا نام ہے۔ جس صدی میں جو قیادت اور جو جماعت انسانی حیات کے اِسی طرح ہر ہر پہلو کو تبدیل کر رہی ہوگی، بس وہ ذات مجدد اور وہ جماعت تجدیدی جماعت ہے۔

تحریک منہاج القرآن اس لیے ایک تجدیدی تحریک ہے کہ

☆ جب معاشرے کے اندر لوگ ذہنی انحراف کا شکار تھے، تو اس تحریک نے اُن کو اللہ اور اُس کے رسول کے ساتھ وابستہ کیا۔

☆ جو ایمان کی سطح پر انحراف کا شکار تھے، اُن کو اطاعت سکھائی اور اُن کے ایمان کو مضبوط کیا ہے۔ وہ دنیا میں اِسی لیے ہر شے پر اللہ اور رسول ﷺ کی محبت کو ترجیح دیتے ہیں کیونکہ اُن کے ایمان کی سطح پر انقلاب برپا ہوا ہے۔

☆ تحریک منہاج القرآن اور اس کی قیادت نے اِس سر زمین پاکستان میں سیاسی پہلو کو بھی انقلاب آشنا کیا ہے، لوگوں کو اُن کے حقوق سمجھائے ہیں۔

☆ تحریک منہاج القرآن نے منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کے ذریعے اِس معاشرے کے اندر معاشی انقلاب برپا کرنے کی کوشش کی ہے۔ لوگوں کو سکھایا ہے کہ بخل کی زندگی سے نکلو اور اپنے غریب بھائیوں اور بہنوں کی ایثار وقربانی کے ساتھ مدد کیا کرو۔

☆ تحریک نے اِسی دور میں لوگوں کی اخلاقی اور روحانی تربیت کے ذریعے اُن کے اندر سے تفاخر، تکبر اور روحانی امراض نکالے ہیں۔ اُنہیں عاجزی و انکساری کرنے والا بندہ بننا سکھایا ہے یہ معاشرتی زندگی میں انقلاب ہے۔

☆ شیخ الاسلام جہاں انفرادی زندگی میں انفرادی تربیت کر رہے ہیں وہاں اجتماعی زندگی میں منہاج القرآن کے نیٹ ورک کے ذریعے 90 ملکوں کے اندر اجتماعی تربیت کا سامان بھی مہیا کر رہے ہیں۔

☆ آج پوری دنیا جب مذہب اور قوم کے نام پر دہشت گردی اور قتل وغارت گری کا شکار ہونے لگی، ممالک ایک دوسرے کا عرصہ زندگی تنگ کرنے لگے، ایک دوسرے پر حملے کرنے لگے، ایسے موقع پر شیخ الاسلام نے لوگوں کو احترام انسانیت کا درس دیا ہے، دہشت گردی کو کفر بتایا ہے، اسلام کا روشن چہرہ روشناس کروایا ہے اور لوگوں کو دوسرے لوگوں کا اور دوسرے مذاہب کا احترام کرنا سکھایا ہے۔

☆ آقا ﷺ کے اُس ہمہ گیری انقلاب کو بھی ذہن میں رکھیں کہ آپ ﷺ نے کس کس پہلو کو انقلاب آشنا کیا اور پھر اسوۂ رسول ﷺ پر عمل پیرا ہوتے ہوئے منہاج القرآن اور شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی کاوشوں کو دیکھیں تو یہ امر واضح ہوجاتا ہے کہ انسانی معاشرے کا ہر وہ پہلو جس میں تاجدار کائنات ﷺ نے انقلاب برپا کیا وہ پہلو منہاج القرآن کے دائرہ کار اور اُس کے کام سے خارج نہیں ہے۔ ہر پہلو پر آقا ﷺ کی سنت کی اتباع آج اِسی طرح انقلاب برپا کرنے کی کاوشیں جاری ہیں۔

منہاج القرآن کی ہمہ گیریت کا راز

یہ سب کیسے ممکن ہوا؟ یہ تب ہی ممکن ہوتا ہے جب سب سے پہلے انسان بطور شخص اپنے آپ کو انحراف کی زندگی سے نکال کر اطاعت کی زندگی میں ڈھال لے۔ اپنی زندگی کے ہر ہر پہلو کو تاجدارِ کائنات ﷺ کی محبت اور حضور کی سنتوں اور تعلیمات سے رنگ لے اور احادیث مبارکہ کا مظہر بن جائے۔ اُس کے بعد وہ ایسا خوشبو دار درخت بن جاتا ہے کہ جہاں بھی جاتا ہے معاشرے کو بھی انقلاب آشنا کرتا ہے۔

یاد رکھیں! انقلاب انسان کی انفرادی زندگی اور ذات سے شروع ہوتا ہے۔ پھر اجتماعی زندگی کو انقلاب میسر آتا ہے اور یہ تب ہی ممکن ہوتا ہے، جب اُس سے محبت ہو، جس کی اطاعت کی جا رہی ہے، بغیر محبت کے اطاعت مشکل ہو جاتی ہے، خوف سے تھوڑا عرصہ کام چلتا ہے، لیکن محبت ہوجائے تو پھر کوئی سامنے ہو یا نہ ہو، کام چلتا رہتا ہے۔

منہاج القرآن کے جملہ منصوبہ جات درحقیقت ایک مشق ہیں جو بار بار کرکے ہم اپنے دل کو یہ سمجھاتے ہیں کہ ہم سب آقا ﷺ کے دین کے نوکر اور خادم ہیں۔ وہ ہمارے محبوب ہیں۔ ہم ان ہی سے پیار کرتے ہیں۔ یہ محبت اِتنی پختہ اور کامل ہوجائے کہ پھر ہمیں اطاعت کرنے میں آسانی ہو جائے اور زندگی کا ہر ہر لمحہ اور ہر ہر عمل ہم اطاعتِ نبوی ﷺ میں ڈھالتے چلے جائیں۔ ❁❁❁❁❁

تجدید دین، احیائے اسلام اور

اصلاح احوال کی عالمگیر تحریک

تحریک منہاج القرآن کے

38 ویں

یوم تاسیس

کے عظیم الشان اور پرمسرت موقع پر

ہم اس صدی کے عظیم مجدد

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

کی انقلابی کاوشوں کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہیں

دعا گو ہیں کہ اس عظیم مشن کی رفاقت ہمیں ہمیشہ حاصل رہے۔ آمین

محمد اسلم بسراء قادری

(نائب صدر منہاج القرآن ضلع سیالکوٹ)

0300-6163493

نزد TCS آفس

سرکلر روڈ ڈسکہ

gulshanenoor786@gmail.com

خدمت اور اعتماد کے 5 سال

گلشن نور ٹریولز اینڈ ٹورز

عمرہ

آپ کے بجٹ کے عین مطابق عمرہ بکنگ جاری ہے

14 دن | 21 دن | 28 دن

21 دن کا مکمل عمرہ پیکیج صرف

69000

ہمارے ہاں خصوصی اور منفرد پیکیج

آپ کی سہولت کے مطابق دستیاب ہیں

ہمایوں قادری 052-6619844 / 0344-8959565 / 0300-4584299

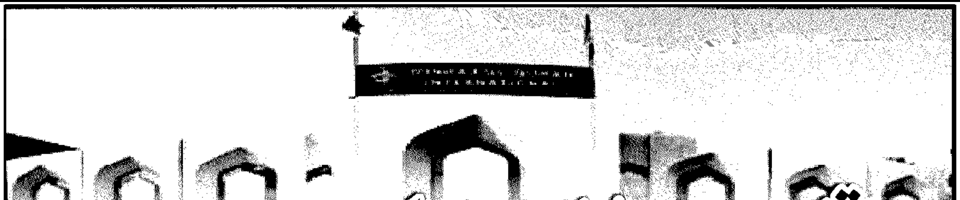

تحریک منہاج القرآن کے قیام کی ضرورت و اہمیت

احیائے اسلام اور اصلاحِ معاشرہ کے لیے تحریک منہاج القرآن نے انقلابی کردار ادا کیا

تحریر: جی ایم علوی

محرم الحرام 1400ھ بمطابق 21 نومبر 1979ء جب افق پر نئی صدی ہجری کا آفتاب طلوع ہوا، تو وطنِ عزیز میں ہر طرف بے یقینی کی صورت حال تھی۔ سرزمینِ پاک گوناگوں مسائل سے دو چار تھی۔ دین کی حقیقی روح اور اصل تعلیمات سے دوری، عالمی سطح پر فکری و نظریاتی پستی اور واضح مقصد نہ ہونے کے سبب مسلمان بے توقیری کی زندگی گزار رہے تھے۔ مسلمان بحیثیت ملت معاشی، سیاسی اور معاشرتی میدان میں بڑی تیزی سے زوال پذیر تھے۔ خصوصاً پاکستانی معاشرہ میں درج ذیل برائیاں ہر گزرتے لمحے کے ساتھ بڑھتی چلی جا رہی تھیں:

☆ تنگ نظری اور انتہا پسندی شدت سے پروان چڑھ رہی تھی۔

☆ فکر و عمل کا دائرہ کار محدود ہو چکا تھا۔ ہر طبقے اور جماعت نے اپنے ذوق کے مطابق دین کے ایک جزو کو کُل دین بنا لیا تھا۔

☆ مسلمانانِ پاکستان متعدد فرقوں میں بٹ چکے تھے۔

☆ منبر و محراب سے لے کر سماجی مجالس تک تکفیری رویہ (یعنی اپنے سوا دوسروں کو کافر قرار دینا) گفتگو کا لازمی حصہ بن چکا تھا۔ حد یہ ہوئی کہ وطنِ عزیز کے گلی کوچوں کے در و دیوار بھی ایک دوسرے کو کافر قرار دینے کے نفرت انگیز نعروں سے آلودہ کیے گئے۔

☆ روحانی مراکز علم و حکمت کا نور پھیلانے اور قلب و روح کا تصفیہ کرنے کے بجائے چند رُسوم و رواج اور توہمات کو متبادل دین بنا رہے تھے۔

☆ روحانی مجالس اولیاء اللہ کی تعلیمات کے فروغ کی بجائے میلوں، سرکسوں اور دیگر غیر شرعی تقاریب میں تبدیل ہو چکی تھیں۔

☆ اسلام کے تربیتی نظام ''تصوف'' کو روحانی بالیدگی اور باطنی تابندگی کے بجائے عقلی و فکری قویٰ کو معطل کرنے کا ذریعہ بنا لیا گیا۔

☆ ملک کے عدالتی نظام میں عدل و انصاف کی حکمرانی دم توڑ رہی تھی۔ ڈیڑھ سو سالہ پرانے عدالتی نظام نے پورے ملک کو حکمرانوں، سرمایہ داروں، جاگیرداروں اور بااثر افراد کی ذاتی جاگیر میں تبدیل کر دیا تھا۔

☆ فرسودہ، گھسے پٹے انتخابی نظام اور کلچر کے ذریعے نااہل، دہشت گرد، لٹیرے اور ملک دشمن عناصر ایوانِ اقتدار تک اپنا راستہ ہموار کر چکے تھے اور تبدیلی کا ہر راستہ مسدود ہو چکا تھا۔

☆ کرپشن، بدعنوانی، حرص و ہوس اور لوٹ مار کا کلچر ملکی معیشت پر قرضوں کا گراں بوجھ مسلط کر چکا تھا۔

☆ افرادِ معاشرہ کو ظلم و جبر، ناانصافی اور غربت کی زنجیروں میں جکڑ کر قوم سے ظلم کے خلاف جدوجہد کرنے کا جذبہ چھینا جا رہا تھا۔

☆ قوم کو حق و صداقت کی پاسداری کے جذبے سے اس قدر گریزاں کیا جا رہا تھا کہ سب بڑی دینی جماعتوں نے حق پرستی کو سیاست کا نام دے کر اپنے مقاصد سے نکال دیا اور شعوری و لاشعوری طور پر قوم کو اس نظام جبر سے سمجھوتہ کرنے اور اسی میں رہنے کی تلقین کی جا رہی تھی۔

☆ پاکستانی قیادت جہادِ افغانستان کے نام پر ملک پر عالمی جنگ مسلط کر چکی تھی۔ جہاد افغانستان کے ثمرات کے طور پر کلاشنکوف اور ہیروئین کلچر عام ہو رہا تھا۔

☆ ایک طرف فتنہ خوارج تیزی سے جڑیں مضبوط کر رہا تھا اور دوسری طرف فتنہ قادیانیت نئی توانائیوں کے ساتھ سر اٹھا رہا تھا۔

الغرض اِسلام اور اَمن دشمن طاقتیں اور نادان دوست مل کر ملک و قوم کو صفحہ ہستی سے مٹانے کی عالمی سازشوں میں مصروف عمل تھے۔ اندرونی و بیرونی دشمنوں کی اِن سازشوں کے باعث وطنِ عزیز میں ہر روز ایک نیا فتنہ جنم لے رہا تھا اور اِن فتنوں اور سازشوں کی کوکھ سے آئے روز نئے نئے حادثات ومسائل جنم لے رہے تھے۔

اِحیاءِ اِسلام کی جدوجہد کا تسلسل

تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ باطل جتنا بھی مضبوط ہو جائے، چاہے وہ دنیا بھر کی طاقت اور وسائل جمع کر لے، بالآخر وہ حق کے مقابلے میں ناکام و نامراد رہتا ہے۔ اِس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ صبر ورضا اور اِستقامت کا مظاہرہ کرنے والے اَہلِ حق کی مدد خود اللہ رب العزت فرماتا ہے۔ اللہ رب العزت اہلِ حق کی نصرت و اِعانت کے لیے ہر عہد میں ایک ایسی نابغہ روزگار ہستی پیدا فرماتا ہے جو اللہ کے فضل وکرم سے طوفانوں کا رُخ موڑ کر انسانیت کی تقدیر بدل دیتی ہے۔ اس عہد ساز شخصیت کے علم وحکمت اور دانش و بصیرت سے محض ایک طبقہ اورقوم نہیں بلکہ پوری اِنسانیت فیض پاتی ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے قیامت تک آنے والے مسلمانوں کو خوش خبری سناتے ہوئے ارشادفرمایا:

إِنَّ اللهَ يَبْعَثُ لِهٰذِهِ الْأُمَّةِ عَلَى رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يُجَدِّدُ لَهَا دِينَهَا.

(ابو داؤد، السنن، كتاب الملاحم، ۴: ۱۰۹، الرقم: ۴۲۹۱)

''اللہ تعالیٰ اِس اُمت کے لیے ہر صدی کے آغاز میں کسی ایسے شخص کو مبعوث فرمائے گا جو اس (اُمت) کے لیے اس کے دین کی تجدید کرے گا۔''

پیغمبرِ اسلام کے اس فرمان کی حامل ہستی مجدد کہلاتی ہے۔ یہ مجدد ہی ہوتا ہے جو نئی صدی کے نئے چیلنجز کا مقابلہ کرتا ہے اور اِسلام کی مٹتی ہوئی اقدار کو پھر سے زندہ کرتا ہے۔ نئی صدی ہجری کی اِبتداء سے جہاں اَمن دشمن طاقتیں اپنی شیطانی سازشوں کی منصوبہ بندی میں مصروف عمل تھیں وہاں اللہ رَب العزت کی کرم نوازی ہوئی کہ 1980 میں ہی شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے تحریک منہاج القرآن کی صورت میں عظیم تجدیدی تحریک کی بنیاد رکھی۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی قیادت میں یہ تجدیدی تحریک وطنِ عزیز اور پوری اُمت مسلمہ کے لیے طلوعِ صبحِ نو اور اِنسانیت کے لیے اَمن وسلامتی کی نوید جاں فزا ثابت ہوئی۔

اللہ رب العزت نے امتِ محمدیہ کو ہمہ جہت خصوصیات کی حامل ایک ایسی ہستی عطا فرمائی جس نے گزشتہ نصف صدی میں ملکی، قومی اور بین الاقوامی سطح پر پیدا ہونے والے ہر فتنے اور آنے والے ہر چیلنج کا مقابلہ کرتے ہوئے تجدید کا حق ادا کیا۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری ایسی ہستی ہیں جنہوں نے ایک ہزار کتب تحریر کر کے یورپ اور عرب وعجم کے شمعِ علم و حکمت کے پروانوں کی علمی تشنگی بجھائی۔ انہوں نے علم حدیث پر قلم اٹھایا تو تدوینِ حدیث کی تاریخ میں ایسے ایسے رشحات قلم عطا کیے کہ انسانیت دنگ رہ گئی۔ ''جامع السنۃ'' کی صورت میں علوم الحدیث کے ذخیرے میں ایک غیر معمولی اور جاوداں باب کا اضافہ کیا۔ محض چالیس سال سے بھی کم عرصہ میں کسی سرکاری مدد کے بغیر دنیا بھر میں مؤثر سیکڑوں تنظیمی اور تعلیمی اداروں پر مشتمل نیٹ ورک قائم کیا۔ وہ ایسی شخصیت ثابت ہوئے جنہوں نے اپنے صوفیانہ کردار و اخلاق سے شرق تا غرب لاکھوں فرزندانِ اسلام کو محبت کی لڑی میں پرو کر انہیں خدمتِ دین کے جذبے سے سرشار کر دیا۔

مجددِ رواں صدی نے نسبت محمدی ﷺ سے سرشار لاکھوں افراد کو عالم گیر مصطفوی انقلاب کا نعرہ مستانہ دے کر ان میں تن من دھن قربان کرنے کا جذبہ پیدا کیا۔ اسی طرح عقیدہ ختم نبوت کے خلاف سازشیں ہوں یا فتنہ قادیانیت، فتنہ انکارِ حجیت حدیث ہو یا انکارِ علمِ تصوف، کسی نے سود کا متبادل نظام مانگا یا احتساب کا لائحہ عمل، ملکی تعلیمی مسائل کا حل ہو یا نصاب تعلیم کی

پیچیدگیاں، 70 سالہ بوسیدہ عدالتی نظام کے مسائل ہوں یا مقروض معیشت کے مسائل، انتخابی نظام میں اصلاحات ہوں یا نظام انتخاب، بین الاقوامی سطح پر گستاخیِ رسول کا فتنہ ہو یا اہانتِ قرآن کا فتنہ، پوری دنیا میں دہشت گردی کا ناسور ہو یا تہذیبوں کے تصادم کا خطرہ، یورپ میں بسنے والے مسلمانوں کی integration کا معاملہ ہو یا ان کے معاشی استحکام کے مسائل، غیر مسلموں سے تعلقات کے مسائل ہوں یا رؤیتِ ہلال کے جھگڑے، ملکی عدالتوں میں گستاخِ رسول کی سزا کے تعین کا معاملہ ہو یا قادیانیوں کے اسلامی شعائر کے استعمال کا فتنہ، گستاخیِ اہل بیت کا فتنہ ہو یا خلفاء راشدین وصحابہ کرام کی شانِ اقدس میں اہانت کا معاملہ، الغرض پچھلی نصف صدی میں یہی وہ فقید المثال ہستی ہیں جنہوں نے ہر اٹھنے والے فتنے کا سر کچل دیا۔ انہوں نے ہر مسئلہ پر خواہ وہ علمی، فقہی، معاشی حتیٰ کہ سائنسی ہی کیوں نہ ہو انسانیت کی کامل راہنمائی کرتے ہوئے ہر چیلنج کا بھرپور مقابلہ کیا۔

اصلاحِ معاشرہ میں منہاج القرآن کا انقلابی کردار

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے نئی صدی ہجری کی ابتداء میں اسلام کے اِحیاء کے لیے تحریک منہاج القرآن کی بنیاد رکھی۔ منہاج القرآن انٹرنیشنل قرآن وسنت کی عظیم فکر پر مبنی دعوت وتبلیغ حق، اصلاح احوالِ امت اور فلاح معاشرہ کی ایسی پر امن ترقی پسند تجدیدی تحریک جس کی منزل ترویج واقامت اسلام ہے۔

منہاج القرآن کے درج ذیل مقاصد ہیں:

1۔ دعوت وتبلیغِ حق　　2۔ اصلاح احوالِ امت

3۔ تجدید واحیاءِ دین　　4۔ ترویج واقامت اسلام

5۔ فروغ علم　　6۔ اتحاد امت

7۔ عالمی قیامِ امن

اِس تحریک نے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی قیادت میں اپنے 38 سالہ سفر کے دوران جو کامیابیاں حاصل کیں اُن کا مختصر جائزہ پیش کیا جا رہا ہے تاکہ ماضی کے سفر کو دیکھ کر مستقبل کے وژن کو سمجھنے میں آسانی ہو۔

ا۔ فروغ عشق رسول ﷺ اور تحریکِ منہاج القرآن

ایک مسلمان کی زندگی کی سب سے قیمتی متاع حضور نبی اکرم ﷺ سے قلبی تعلق ہے۔ ایمان کے وجود، اعمال کی قبولیت اور قربِ الٰہی کا انحصار اسی تعلق کی مضبوطی پر استوار ہے۔ اسلام دشمن قوتوں نے گزشتہ صدی کے دوران مسلمانوں کو اپنے مرکز ایمان سے دور کرنے کے لیے دو فتنوں ''قادیانیت اور خارجیت'' کی تخم ریزی کی۔ ان دونوں فتنوں کو پروان چڑھانے کے لئے بدقسمتی سے وطن عزیز پاکستان کو مرکز بنایا گیا۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری اور تحریک منہاج القرآن کی 37 سالہ جدوجہد کے نتیجے میں یہ دونوں فتنے پنپ نہیں سکے۔ یوں تو فتنہ قادیانیت کے خلاف ملک بھر کے مسلمانوں نے بھرپور جدوجہد کی اور قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر اِس فتنے کا خاتمہ کر دیا تھا۔ 1984ء اور 1988ء میں جب اِس فتنے نے دوبارہ سر اٹھایا تو کمرہ عدالت میں دلائل دینے ہوں یا مینارِ پاکستان کے گراؤنڈ میں عالمی ختم نبوت کانفرنس میں مناظرے و مباہلے کا چیلنج ہو، اس تجدیدی تحریک نے ہر میدان میں اِس فتنے کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ اس پر مستزاد ہزاروں صفحات پر مشتمل کئی مؤقر اور تاریخی کتب کے ذریعے اِس فتنے کی حقیقت سب پر طشت از بام کی۔

تحریک منہاج القرآن کی سب سے بڑی جدوجہد خارجی فکر کے خلاف ہے۔ قریب تھا کہ خارجی فکر سینوں میں روشن محبت رسول ﷺ کے چراغوں کو گل کرتے ہوئے مسلمانوں کو حبِ رسول ﷺ اور ایمان کے نور سے محروم کر دیتی۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے علمی اور عملی دونوں سطحوں پر جدوجہد کرتے ہوئے دنیا بھر میں ہزاروں میلاد کانفرنسز سے فکری اور روحانی خطابات کیے، گلی محلوں میں لاکھوں محافلِ میلاد منعقد ہوئیں، میلاد النبی ﷺ، عشق ومحبتِ رسول ﷺ، عقیدہ رسالت، اور سیرت النبی ﷺ کے عنوان سے درجنوں کتب تحریر کی گئیں۔ 38 برس سے مسلسل عالمی میلاد کانفرنس کا انعقاد کیا جا رہا ہے، امت کے کردار و اَخلاق میں اِتباعِ رسول ﷺ پر زور دیا گیا، دنیا بھر میں

ہزاروں حلقاتِ درود اور منہاج القرآن کے مرکز پر گوشہ درود قائم کر کے اِس اُمت کا حضور اکرم ﷺ سے ٹوٹتا ہوا تعلق نہ صرف دوبارہ جوڑا بلکہ مضبوط تر کیا۔آج رسول نما تحریک کی 37 سالہ جدوجہد کے نتیجے میں خارجی طرزِفکر کو شکستِ فاش ہو چکی ہے ۔ بیرونی امداد پر خارجیت کو فروغ دینے والے اپنی غلطی کا برملا اعتراف کر رہے ہیں اور تیزی سے عشق و محبت رسول ﷺ کی طرف پلٹ رہے ہیں۔مجددِ رواں صدی کی شبانہ روز کاوشوں سے پوری دنیا پر خارجیت کی حقیقت بے نقاب ہو چکی ہے اورنئ نسلیں اِس فتنے سے محفوظ ہو رہی ہیں۔

۲۔ دینی علوم کے فروغ میں تحریک کا کردار

زندگی کے دیگر شعبوں کی طرح دینی علوم کے فروغ میں تحریکِ منہاج القرآن کا کردار آفاقی ہے۔ رسم و رواج اور روایت پرستی کے بجائے منہاج القرآن نے علم کے اِحیاء کا فریضہ بخوبی سرانجام دیا۔شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے معمولاتِ زندگی کے بیسیوں موضوعات پر 1,000 سے زائد کتب تحریر فرمائیں جن میں سے 550 سے زائد کتب اردو، عربی اور انگریزی میں شائع ہو چکی ہیں، جبکہ باقی اشاعت کے مختلف مراحل میں ہیں۔ دیگر زبانوں میں ہونے والے تراجم ان کے علاوہ ہیں۔انہوں نے مختلف موضوعات پر 7,000 سے زائد ایمان افروز خطابات فرمائے۔دنیا بھر میں ہزاروں کالجز، یونیورسٹیز اور اداروں میں اسلام کے ہر ہر پہلو پر لیکچرز دیے۔ دنیا بھر میں ہزار ہا لائبریریز اور سیل سینٹرز قائم کیے گئے۔حدیث ،تصوف، فقہ اور عقائد اِسلامیہ کے خلاف اٹھنے والے ہر فتنے کا علمی و فکری بنیادوں پر مقابلہ کیا گیا۔علم الحدیث میں 30 جلدوں پر مشتمل جامع السنہ کی صورت میں تدوین حدیث کے باب میں 14 سوسالہ اسلامی تاریخ میں غیر معمولی کام کیا۔قرآن مجید کا جدید علمی، فکری، سائنسی اور تفسیری شان کا حامل ترجمہ کیا گیا جب کہ تفسیر پر کام تیزی سے جاری ہے۔الغرض تحریکِ منہاج القرآن نے ہزارہا خطابات، سیکڑوں کتب ، تعلیمی اداروں اور لائبریریز کے قیام کے ذریعے دینی علوم کے رجحان کو پھر سے زندہ کیا ہے۔

۳۔تعلیم وتربیت کے فروغ میں تحریک کا کردار

اگر ہم 40 سال قبل کے پاکستانی معاشرے پر نگاہ ڈالیں تو ہر طرف جہالت کے گھٹا ٹوپ اندھیرے دکھائی دیتے ہیں۔ افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ پاک سرزمین پر اسلامی تحقیق و اجتہاد کے دروازے بند ہو چکے تھے۔قرآن و حدیث سے بات کرنے کو تقلید کے خلاف سمجھا جاتا تھا۔علم دینی اور عصری دو مختلف اکائیوں میں بٹ چکا تھا اور دونوں کے درمیان ایک وسیع خلیج حائل ہو چکی تھی۔یہ روش ایک طرف تو معاشرے کو دین سے بیزار سیکولر بنا رہی تھی تو دوسری جانب صدیوں پرانے نصاب کے حامل اور عصری تقاضوں سے بے خبر مدارس تھے۔شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے اس ماحول میں پاکستانی معاشرے کو عصری اور دینی تقاضوں سے ہم آہنگ ایک مکمل تعلیمی نظام اور سیکڑوں تعلیمی ادارے دیئے۔ واضح رہے کہ منہاج القرآن دنیا کی وہ واحد NGO ہے جس نے دنیا بھر میں تعلیمی ادارے اپنے نام پر قائم کیے ہیں۔اس ضمن میں ایک چارٹرڈ یونیورسٹی، بیسیوں کالجز ، سیکڑوں سکولز اور دنیا بھر میں اسلامک سینٹرز نئی نسل کی کردار سازی میں مصروفِ عمل ہیں۔ یہ منہاج القرآن کی عظیم جدوجہد کا ثمر ہے کہ آج سیکڑوں اداروں میں دینی وعصری تعلیم کو یکجا کیا جا چکا ہے۔آج علماء اورا سکالرز قرآن وسنت سے تحقیق کو قبول کر رہے ہیں جب کہ جمود کے قفل ٹوٹ چکے ہیں۔

۴۔ بین المسالک امن اور رواداری کا فروغ

1980ء کی دہائی میں مسلکی منافرت اپنے عروج پر تھی۔ایک دوسرے پر کفر و شرک کے فتوئے لگانا عام تھا۔ دوسرے مسلک کے فرد کے ساتھ گفتگو کرنا، اُس سے تعلق رکھنا اورحتی کہ دوسرے مسلک کی مسجد میں نماز کی اَدائیگی تک کو جائز نہیں سمجھا جاتا تھا۔ اِسلام دشمن قوتوں کی سازشوں اور نادان دوستوں کی وجہ سے گزشتہ 40 سال میں کئی مواقع ایسے بھی آئے ہیں کہ قریب تھا کہ ملک میں فرقہ وارانہ قتل و غارت گری شروع ہو جائے اور بات چلتے چلتے خانہ جنگی تک پہنچ جائے۔ متنازع اور نفرت آمیز موضوعات پر سیکڑوں تصانیف شائع

ہوئیں، جہاد کے نام پر کئی فسادی تنظیمیں بنیں، کئی جیش اور سپاہ بنیں، پُرامن تنظیموں اور سیاسی تنظیموں نے بھی اپنے عسکری ونگز قائم کیے اور ہزاروں مسلکی جماعتوں کے رہنما اور کارکن قتل ہوئے۔

منہاج القرآن نے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی قیادت میں ان مایوس کن حالات میں اَمن و رواداری اور محبت کی ایسی شمع جلائی کہ کل تک ایک دوسرے کو کافر و مشرک کہنے والے آج سیاسی و مذہبی جدوجہد ایک پلیٹ فارم پر کرنے میں خوشی محسوس کر رہے ہیں۔ تحریک منہاج القرآن نے خدمت دین کے لیے اپنے دروازے ہر مسلک اور ہر مذہب کے لیے کھلے رکھے۔ کبھی اعلامیہ وحدت کی شکل میں باہمی اشتراک کا سبق دیا، تو کبھی تحفظِ ناموس اہلبیت اور تحفظِ ناموس صحابہ کی صورت میں منافرت پھلانے والے ہر فتنے کا تدارک کیا۔ یہ شیخ الاسلام کی ذات ہی ہے جنہوں نے کبھی دفاع شانِ علیؓ کی صورت میں گستاخی اہلبیت کے فتنے کا خاتمہ کیا تو کبھی دفاع شانِ صدیق اکبر و عمر فاروقؓ کی صورت میں ناموس صحابہ کا تحفظ کیا۔ گزشتہ نصف صدی کی پاکستانی تاریخ سے منہاج القرآن کا مساوات، بھائی چارے اور امن و آشتی پر مبنی کردار کبھی بھی فراموش نہیں کیا جاسکتا۔

۵۔ اصلاحِ احوال میں تحریک کا کردار

تحریک منہاج القرآن بنیادی طور پر قرآن و حدیث کی فکر پر مبنی اصلاحِ اَحوال کی عالمگیر تحریک ہے۔ 38 سال قبل جب معاشرہ محفلِ ذکر، شب بیداری، اِجتماعی مسنون اعتکاف، نفلی اعتکاف، تربیتی کیمپ اور روحانی اجتماعات جیسے عنوانات سے نا آشنا تھا، اُس دور میں منہاج القرآن نے اپنی مجددانہ جدوجہد کا آغاز دروس تصوف اور ماہانہ شب بیداریوں سے کیا۔ طویل مدت تک ملک بھر میں ہفتہ وار محافل ذکر، ماہانہ شب بیداری، تربیتی کیمپوں کا انعقاد تحصیل اور یونین کونسل کی سطح تک جاری رہا۔ جبکہ بیرونی دنیا میں لاکھوں نوجوانوں کی اصلاح احوال کی جدوجہد الہدایہ کیمپوں کے ذریعے کئی سالوں سے جاری ہے۔ سالانہ مسنون اعتکاف میں ہزار ہا افراد 24 گھنٹے عبادت و بندگی میں مصروف ہوتے ہیں۔ تین دہائیوں سے 27 رمضان المبارک کے موقع پر سالانہ روحانی اجتماع لاکھوں لوگوں کی توبہ کا ذریعہ بن چکا ہے۔ تصوف اور اخلاق حسنہ کے عنوان پر ہزاروں لیکچرز آج بھی اصلاح احوال کا باعث بن رہے ہیں۔

اِس پرفتن معاشرے میں رہتے ہوئے لاکھوں کارکنان کے کردار وعمل میں اِس قدر تبدیلی پیدا کرنا کہ معاشرہ اُن کے کردار وعمل کی مثال دے، الحمد للہ یہ تحریک منہاج القرآن کا اصلاح احوال کی عظیم جدوجہد کا نتیجہ ہے۔

۶۔ عقائد اسلامی کا دفاع اور فروغ

قیام پاکستان سے قبل ہی پاکستان میں آنے والی خارجی فکر نے سب سے پہلا حملہ مسلمانوں کے عقائد خصوصاً عقیدہ رسالت کے مختلف پہلوؤں پر کیا۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے ایسے ماحول میں ہر عقیدے کا علمی اور عملی دونوں انداز سے دفاع کیا۔ انہوں نے ہر عقیدے پر قرآن و حدیث کی روشنی میں متعدد کتب تحریر فرمائیں۔ ''کتاب التوحید'' کے نام سے عقیدہ توحید کی وضاحت پر اردو زبان میں سب سے ضخیم تصنیف تحریر فرمائی۔ انہوں نے عقائد اوراُن سے متعلق موضوعات پر ایک سو سے زائد کتب کی اشاعت کے ساتھ ساتھ دنیا بھر میں ہزاروں مقامات پر لاکھوں افراد کے مجمع عام سے خطابات کے ذریعے عقائدِ اسلامیہ کا دفاع کیا۔ گستاخی رسالت اور قادیانیت کی صورت میں پیدا ہونے والے اعتقادی فتنوں کا عدالت میں مقابلہ کرتے ہوئے اُن کے خلاف قانون سازی میں کلیدی کردار ادا کیا۔

۷۔ دہشت گردی اور فتنہ خوارج کے خاتمے میں کردار

موجودہ دور میں مسلمانوں کو سب سے زیادہ نقصان دہشت گردی کے مکروہ فتنہ نے پہنچایا ہے۔ جس وقت اِس فتنے کے بیج بوئے جارہے تھے اُس وقت شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری اور منہاج القرآن کے لاکھوں کارکنان دنیا بھر میں اَمن و محبت کے چراغ جلا رہے تھے۔ جب وطن عزیز میں دہشت گردی کی لہر کا آغاز ہوا تو عالمِ کفر نے اِس فتنے کو مسلمانوں کے ساتھ جوڑ کر دینِ اسلام کو بدنام کرنے کی سازش کی۔ اس سنگین صورت حال میں مجددِ رواں صدی شیخ الاسلام

ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے صدی کے سب سے بڑے فتنے کے تدارک کے لیے عالمی میڈیا پر سیکڑوں انٹرویوز اور دنیا بھر میں ہزاروں کانفرنسز، اجتماعات میں لیکچرز اور دہشت گردی و فتنہ خوارج کے خلاف فتویٰ اور دہشت گردی کے خلاف چار درجن کتب پر مشتمل امن نصاب کے ذریعے تن تنہا مجددانہ کردار ادا کیا ہے۔ یوں انہوں نے دنیا بھر سے مجددِ رواں صدی کا کردار تسلیم کرایا۔

۸۔ عوامی شعور کی بیداری میں کردار

گزشتہ 70 سالوں سے پوری قوم ظلم اور جبر کی چکی میں پس رہی تھی۔ سیاسی و مذہبی جماعتیں اپنے مفادات کے سبب ظالمانہ نظام کا حصہ بن کر اس کے محافظ کا کردار ادا کر رہی تھیں۔ کوئی بھی سیاسی اور دینی جماعت اِس ظالمانہ نظام سے ٹکر لینے کے لیے تیار نہ تھی۔ نوبت یہاں تک پہنچ چکی تھی کہ لاکھوں کی تعداد میں افرادی قوت رکھنے والی مذہبی جماعتوں نے طلبِ حقوق کی جنگ کو سیاست کا نام دے کر اپنے مقاصد سے نکال دیا تھا۔

تحریک منہاج القرآن نے مذہبی و اخلاقی خدمات کے ساتھ ساتھ اس ماحول میں نظام کی تبدیلی کے لیے سیاسی جدوجہد کا علم بھی بلند کیا۔ ظالم حکمرانوں نے خوف و ہراس پھیلانے اور ظلم کے خلاف جدوجہد سے روکنے کے لیے 17 جون 2014ء کو سیاسی ظلم و بربریت کی انتہا کرتے ہوئے مردوزن کی تمیز کیے بغیر نہتے کارکنوں پر گولیوں کی بارش کردی جس سے 14 شہید اور 100 کارکن زخمی ہوئے۔ مصطفوی انقلاب کے مقصد کی تکمیل کے لیے انقلاب مارچ کا اہتمام کیا گیا تو ملک بھر سے معصوم اور بے گناہ کارکنوں کو گرفتار کر کے جیلوں میں ڈال دیا گیا اور انقلابی قافلوں پر ظلم کے پہاڑ توڑے گئے۔ بعد ازاں تحریک منہاج القرآن اور پاکستان عوامی تحریک کے کارکنوں نے 70 دن پر مشتمل انقلابی دھرنے میں شدید موسم، آنسو گیس و گولیوں، شیلنگ، کھانے، پانی اور دیگر ضروریاتِ زندگی کی شدید کمی استقامت سے برداشت کر کے شجاعت کی انمٹ داستان رقم کر دی۔ آج کوئی بھی طبقہ کسی بھی شکل میں احتجاج کرے، آئین کی شق 62، 63 کے نفاذ میں کوئی بھی آواز بلند ہو، کسی ٹی وی چینل پر نظام کی تبدیلی کا تذکرہ کیا جائے تو یہ سب درحقیقت قائدِ انقلاب ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی جرأت و بہادری کی للکار کی بازگشت ہوتی ہے۔

۹۔ بین المذاہب رواداری کا فروغ

بین المذاہب رواداری اور امن کے فروغ میں منہاج القرآن کا کردار 38 سالہ انقلابی جدوجہد پر محیط ہے۔ مسلمانوں اور مسیحیوں کے درمیان نفرتوں کے خاتمے کے لیے مسلم کرسچین ڈائیلاگ فورم اور شعبہ انٹرفیتھ ریلیشنز کا قیام عمل میں لایا گیا۔ تحریک منہاج القرآن کی مرکزی مسجد میں مسیحی برادری نے اپنے مذہب کے مطابق عبادت بجا لائی۔ 24 ستمبر 2011ء کو لندن میں ہونے والی عالمی 'رسولِ رحمت ﷺ کانفرنس' میں چھ بڑے مذاہب کو جمع کر کے عالمی اَمن کی دعا کی گئی۔ یہ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی عظیم جدوجہد کا نتیجہ ہے کہ عالمی سطح پر اُمتِ مسلمہ کے خلاف نفرت میں بتدریج کمی واقع ہو رہی ہے اور دُوسرے مذاہب مسلمانوں کے قریب آنا شروع ہوگئے ہیں۔ وہ مسلمانوں کے تہواروں کے مواقع پر اپنے ہاں ضیافتوں کا اِہتمام کرتے ہیں، پاکستان کے گرجا گھروں میں بھی محافلِ میلادِ مصطفی ﷺ کا اِنعقاد شروع ہو چکا ہے۔ یہاں تک کہ توہین آمیز خاکوں کے خلاف مسیحیوں نے مسلمانوں کے نبی ﷺ کے حق میں پروگرام منعقد کیے۔ اِسی طرح 2010ء میں Facebook پر توہین آمیز خاکے بنانے کا مقابلہ کرانے کے اِعلان پر آرگنائزر کو خود مغربی دُنیا کی طرف سے شدید مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا، نتیجتاً ناپاک جسارت پر مبنی یہ مقابلہ منسوخ کر دیا گیا

اِسی مذہبی رواداری کا نتیجہ ہے کہ اب یورپ میں مسلمانوں کے دِینی تہواروں کے موقع پر غیر مسلم ممالک کے حکمران اور قائدین مسلمانوں کو مبارک باد دیتے ہیں اور اُن کے لیے نیک تمناؤں کا اِظہار بھی کرتے ہیں۔ اِسی طرح برطانیہ کے وزیر اعظم تک نے عیدالاضحیٰ کے موقع پر وزیر اعظم سیکرٹریٹ میں پہلی بار عید ملن پارٹی کا اِہتمام کیا جس میں مسلم عمائدین کو دعوت دی گئی۔ یہ تاریخ میں اپنی نوعیت کا پہلا واقعہ ہے جب سارے پروگرام کے دوران میں برطانیہ کا مشہور نعت خواں گروپ 'عاشقِ رسول' درود و سلام کا وِرد کرتا رہا۔ مغربی حکومتوں

اور دیگر سیاسی شخصیات اور سماجی و معاشرتی تنظیموں کی طرف سے اُن ممالک میں رہنے والے مسلمانوں کے لیے عید ملن پارٹیز کا اِہتمام ایک معمول بن چکا ہے۔

۱۰۔ عالمی سطح پر تحفظ ناموس رسالت میں کردار

جب وطن عزیز میں تحفظ ناموس رسالت کا چیلنج پیش آیا تو شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے علمی وعملی دونوں محاذوں پر ناموسِ رسالت کا حقیقی دفاع کیا۔واضح رہے کہ گستاخیِ رسالت پر موت کی سزا کا قانون اس سے قبل موجود نہ تھا۔1985ء میں وفاقی شرعی عدالت میں اس قانون پر بحث کا آغاز ہوا تو ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے اس پر تین دن تک مسلسل بھرپور دلائل دیئے۔ عدالت شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے دلائل کی روشنی میں حتمی فیصلے تک پہنچی اور قانون کا مسودہ تیار کیا گیا جسے صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق نے بطور آرڈیننس جاری کیا۔ بعد ازاں قومی اسمبلی نے منظور کرکے C–295 قانون کی شکل میں نافذ کر دیا۔

اسی طرح جب بین الاقوامی سطح پر اَمن اور انسانیت دشمن طاقتوں اور طبقات کی جانب سے گستاخی رسالت کے ذریعے مسلمانوں میں اشتعال پیدا کرنے کی کوشش کی گئی تو شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے عالمی رہنماؤں کو خطوط تحریر کرکے تمام مذاہب کے رہنماؤں کے احترام کے لیے قوانین واضح کرنے کی دعوت دی۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے چند سال قبل ڈنمارک میں منعقدہ کانفرنس میں یہودیوں اور مسیحیوں کے اعتراض کا جواب دیتے ہوئے ان پر واضح کیا کہ انبیاء کی گستاخی کی سزا کے قانون کی ابتداء سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے دور اقدس میں ہوئی۔ان کے دور میں اللہ، نبی اور آسمانی کتاب کی گستاخی پر سنگ سار کرنے کی سزا مقرر تھی اور اس قانون پر سزائیں بھی دی گئیں۔یہ قانون سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے دور تک جاری رہا۔شیخ الاسلام نے واضح کیا کہ ہمارے نبی ﷺ نے سابقہ انبیاء کرام علیہم السلام کے بنائے ہوئے قانون کو جاری (continue) رکھا ہے۔ اس علمی جدوجہد کے نتیجے میں الحمد للہ اب گستاخی کے اس فتنے کا سد باب ہوگیا ہے۔

۱۱۔ عالمگیر دعوتی و تنظیمی نیٹ ورک کا قیام

جس دور میں خدمت دین کی جدوجہد کو تنظیمی سطح پر فعال کرنے کا افراد معاشرہ میں کوئی مزاج نہیں تھا، شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے اُس دور میں منہاج القرآن کے نام سے تنظیمی جدوجہد کا آغاز کیا۔ 38 سالوں میں یونین کونسل سے لے کر عالمی تنظیمات کا جال بچھا کر لاکھوں کارکنان اور عہدیداران کو منظّم انداز میں احیاء اسلام کی خاطر جدوجہد کرنے کا سلیقہ سکھایا۔ تحریکِ منہاج القرآن معاشرے میں رضاء الٰہی کے حصول کی خاطر خدمت دین کا فریضہ سر انجام دینے کے لیے لاکھوں عہدیداران کی تربیت کر کے انہیں اِصلاح معاشرہ اور نام کی تبدیلی کے لئے جدوجہد کا جذبہ پیدا کر رہی ہے۔ لاکھوں کارکنان کے ذریعے امن و محبت اور رواداری کے فروغ کی جدوجہد یقیناً وطن عزیز اور امت مسلمہ کے روشن مستقبل کی نوید لائے گی۔

۱۲۔ یورپ میں اسلام کا دفاع

پاکستان سے یورپ اور امریکہ میں نقل مکانی کرنے والے مسلمان کسی دوسرے مسلک یا مذہب کی مذہبی تقاریب میں شریک نہیں ہوتے تھے حالانکہ بدلتے تقاضوں کے مطابق اب انہیں ایک ایسے معاشرے میں ایڈجسٹ ہونا تھا جہاں اس کا پڑوسی غیر مسلم تھا۔ جہاں میلوں تک کوئی مسجد موجود نہ تھی، جہاں حلال گوشت تلاش کرنا جوئے شیر لانے کے مترادف تھا، جہاں سکولوں میں اسلامیات کی تعلیم کا نام ونشان تک نہ تھا۔ جہاں ہر وقت یہ دھڑکا لگا رہے کہ پھر کسی نائن الیون (9/11) کے بعد ہمیں راتوں رات ملک چھوڑنا پڑ سکتا ہے۔اپنے ایمان کا تحفظ کرنا، نسلِ نو کا ایمان بچانا، ان کی دینی تعلیم وتربیت کرنا اور پھر انہیں بہترین عصری تعلیم دے کر معاشرے کا مفید شہری بنانا ایک ایسی آزمائش تھی جس کی سنگینی کو سمجھنا آسان نہیں ہے۔

تحریک منہاج القرآن نے 100 سے زائد ممالک میں تنظیمات اور دفاتر قائم کرکے یورپ میں بسنے والوں کو خدمت دین کے لیے ایک منظّم پلیٹ فارم عطا کیا، بیرونی دنیا میں 70 سے زائد ممالک میں مساجد، اسلامک سینٹرز اور دینی تعلیم کے مراکز قائم کیے جہاں بچوں اور ان کے والدین کے لیے

روزانہ اور ہفتہ وار کلاسز کی شکل میں دینی تعلیم و تربیت کا اہتمام کیا گیا۔ ہفتہ وار حلقہ درود وفکر، ماہانہ اجتماعات، محافل میلاد، الہدایہ تربیتی کیمپ، سیمینار اور پروگراموں کا ایسا جال بچھایا کہ نوجوان نسل کو دینی و اخلاقی تربیت کے لیے مکمل ماحول میسر آیا۔منہاج یونیورسٹی کے سیکڑوں اسکالرز کو دنیا بھر میں بھجوا کر یورپ میں مسلمانوں کی اگلی نسلوں کی تعلیم و تربیت کا مستقل بندوبست کیا۔ بیسیوں ٹی وی چینلز پر انٹرویوز دیئے ،سیکڑوں یونیورسٹیز، کالجز اور اداروں میں حضور نبی اکرم ﷺ کی شانِ رحمت اوراسلام کے تصورِ جہاد پرمؤثر اور فکر انگیز خطابات کیے اور ان مواقع پر سوال و جواب کی نشستیں بھی منعقد کی گئیں۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے الہدایہ کیمپوں کے ذریعے یورپ کے مسلمانوں کو انتہا پسندی اور تنگ نظری سے بچاتے ہوئے امن و رواداری کا حقیقی درس دے کر یورپ میں مسلمانوں کا مستقبل محفوظ کردیا۔ اس انقلابی جدوجہد کے نتیجے میں یورپ کے مسلمانوں کا وقار بلند ہوا اور انہیں عزت و احترام اور جرأت کے ساتھ جینا نصیب ہوا ہے۔

۱۳۔ دنیا بھر میں فلاح انسانیت میں تحریک کا کردار

تحریک منہاج القرآن کے قیام کا مقصد نظام کی تبدیلی کے ذریعے اِقتدارمحبِّ وطن لوگوں کومنتقل کرنا اور وطن عزیز کو اسلامی جمہوری فلاحی ریاست میں تبدیل کرنا ہے۔تحریک منہاج القرآن جہاں فلاحی معاشرے کے لیے تبدیلی نظام کی جدوجہد جاری رکھے ہوئے ہے وہاں ملکی اور بین الاقوامی سطح پر فلاح انسانیت کا بیڑہ بھی اٹھائے ہوئے ہے۔منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کے ذریعے دنیا بھرمیں تعلیمی اداروں کا قیام، مستحق طلبہ کو اسکالر شپس، بے سہارا/غریب خاندانوں کے لیے اجتماعی شادیوں کابندوبست، زلزلہ اور سیلاب زدگان کی امداد، آغوش (یتیم بچوں کی کفالت کا پاکستان کاسب سے بڑاادارہ)، بیت الزہرء ا، فری ایمبولینس سروس، ڈسپینسریز، بلڈ بینک، زچہ بچہ ہسپتال اورخواتین کے لیے دستکاری سینٹرز جیسے سیکڑوں پراجیکٹس گزشتہ کئی عشروں سے کامیابی سے جاری رکھے ہوئے ہیں۔

مذکورہ بالا خدمات تحریک منہاج القرآن کی 38 سالہ تجدیدی خدمات کا ایک معمولی سا تعارف ہے۔ دیکھا جائے تو عالمی سطح پر انسانی خدمات کی بیسیوں جہات ایسی ہیں جن کا تعارف یہاں طوالت سے بچنے کے لیے شامل نہیں کیا جا رہا۔ انسانیت کی فلاح کے لئے یہ تمام تر خدمات تحریک منہاج القرآن کے کارکنان کی شان دار کارکردگی ہے۔تحریکِ منہاج القرآن کے کارکنان نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا کے حصول کے لیے اپنے قائد کے حکم پر38 سالوں سے ہر ناممکن کوممکن کر دکھایا ہے۔تحریکِ منہاج القران انٹرنیشنل کا شاندار ماضی اس بات کی ضمانت دیتا ہے کہ آئندہ صفحات میں پیش کیا جانے والا وژن تحریک کے کارکنان کے لیے قطعاً مشکل ہدف نہیں ہے۔

تحریکِ منہاج القرآن انٹرنیشنل کی تین دہائیوں سے جاری جدوجہد بتاتی ہے کہ یہ تحریک کوئی روایتی سیاسی یا مذہبی جماعت نہیں ہے بلکہ یہ مجددِ رواں صدی شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی قیادت میں مقامی سطح سے لے کر عالمی افق تک تمام چیلنجز سے نبرد آزما تجدیدی تحریک ہے۔ اس کا عزم مصطفوی انقلاب ہے۔ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہم پندرھویں صدی ہجری کے تجدیدی کارواں کے راہرو ہیں۔ اللہ رب العزت کا ہم پر یہ احسانِ عظیم ہے کہ ہمیں مجددِ رواں صدی کی قیادت میسر آئی۔ یہ ہم نہیں کہتے بلکہ حقائق خود بتاتے ہیں کہ دنیا بھر میں نہ تو کوئی قائد ہمارے قائد جیسا، نہ ہی کوئی تحریک ہماری تحریک جیسی اور نہ ہی کسی جماعت کے کارکن ہمارے جرأت و بہادری اور استقامت کے پیکر کارکنوں جیسے ہیں۔بس ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنی توانائیوں کومجتمع کر کے قائدِ انقلاب ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے بتائے ہوئے اصولوں پر عمل پیرا ہوکر اپنا تن من اور دھن تحریک کے نام پر وقف کر دیں۔حقائق بتا رہے ہیں کہ وہ دن زیادہ دور نہیں جب تحریکِ منہاج القرآن کے جھنڈے تلے مصطفوی انقلاب کا سورج طلوع ہوگا۔ظلم، ناانصافی اور ظالمانہ سیاسی نظام کی ظلمتیں اپنی موت آپ مر جائیں گی اور دنیا بھر میں ہر طرف علم و نور اور اَمن و آشتی کے لہراتے ہوئے پھریرے دورِ خلافتِ راشدہ کی یاد تازہ کررہے ہوں گے۔ ان شاءاللہ۔

❁❁❁❁❁

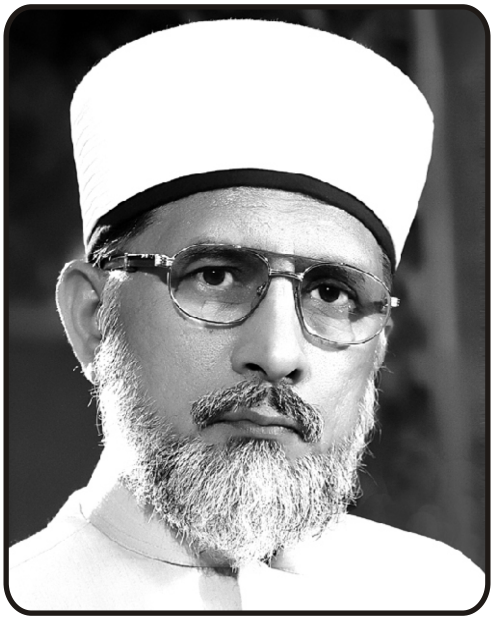

تجدید دین، احیائے اسلام اور

اصلاح احوال کی عالمگیر تحریک

تحریک منہاج القرآن

38 ویں

یوم تاسیس

کے عظیم الشان اور پر مسرت موقع پر

ہم مجدّدِ رواں صدی شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

کو انتھک اور شبانہ روز کاوشوں کے ذریعے

اس تحریک کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچانے پر

دل کی اتھاہ گہرائیوں سے **ہدیہ تبرک** پیش کرتے ہیں

دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں عمر خضر عطا فرمائے اور ان کی

قیادت اس عالمگیر تحریک کو منزل مقصود پر پہنچائے: آمین

نیشنل ایگزیکٹو کونسل (NEC) منہاج القرآن انٹرنیشنل ڈنمارک

مجھے یقین ہے کہ چشمہ یہیں سے نکلے گا

اسوۂ یوسف علیہ السلام کی روشنی میں کارکنان کے لیے انقلاب آفریں پیغام

تحریک کا 38 سالہ سفر بتاتا ہے اللہ نے ہر آزمائش کے بعد پہلے سے زیادہ قوت عطا کی

غلام مرتضیٰ علوی (مرکزی ناظمِ تربیت)

اللہ رب العزت کی رحمت فیصلہ کرتی ہے کہ سرزمینِ مصر میں لاکھوں جبینیں جو بتوں کے سامنے سربسجود ہیں، انہیں توحید آشنا کیا جائے اور انسان کو اِس ذلت و پستی سے نکالا جائے کہ وہ اپنے ہی ہاتھوں سے بنائے ہوئے بتوں کو سجدہ کرتے ہیں۔ رحمت حق نے اہل مصر کو نعمتِ ایمان سے سرفراز کرنے کے لیے مصر سے ہزاروں کلومیٹر دور ملک فلسطین کی بستی کنعان میں حضرت یعقوبؑ کے فرزند حضرت یوسفؑ کو خواب دکھایا کہ 11 ستارے سورج اور چاند اسے سجدہ کررہے ہیں۔ اللہ نے چند سال کی عمر میں یہ خواب دکھا کر اس پر واضح کردیا کہ تمہیں اللہ ایسے کام کی ہمت اور توفیق عنایت فرمائے گا جس پر سورج و چاند تمہیں سجدہ کریں گے۔ یوسف علیہ السلام نے اپنا خواب اپنے والد گرامی یعقوب علیہ السلام کو سنایا تو انہوں نے بیٹے کو نصیحت کی کہ یہ خواب اپنے بھائیوں کو نہ سنانا وہ تمہارے خلاف سازش کریں گے۔

جو خدشہ تھا وہی ہوا۔ جب خواب بھائیوں کے علم میں آیا تو انہوں نے سوچا کہ پہلے تو ہم یہ برداشت کررہے ہیں کہ باپ ہم دس بھائیوں سے زیادہ تنہا یوسف سے پیار کرتا ہے اور اب نبوت بھی یوسفؑ کو ملے گی اور ہمیں یوسف کو سجدہ بھی کرنا پڑے گا۔ وہ حسد میں مبتلا ہوگئے اور انہوں نے یوسف علیہ السلام کو باپ کی نگاہوں سے دور کرنے کے لیے کافی غوروفکر کے بعد کنویں میں پھینکنے کا پروگرام بنایا۔ انہوں نے یوسفؑ کو بے دردی سے کنویں میں لٹکایا اور رسی کاٹ دی۔ اُدھر رحمت حق نے جبرائیل کو حکم دیا کہ میرے یوسف کو تکلیف نہ پہنچے۔ جبرائیل علیہ السلام نے یوسف علیہ السلام کی حفاظت کی اور اللہ نے اپنے بندے یوسف علیہ السلام کو 3 دن کنویں میں باحفاظت رکھا اور پھر مصر جانے والے ایک قافلے کو اُس کے متعین راستے سے ہٹا کر کنوئیں کے پاس لایا اور پانی کی تلاش میں یوسف علیہ السلام کو قافلے کے سپرد کردیا۔

بھائیوں نے دیکھا کہ یوسف علیہ السلام کو قافلے والوں نے نکال لیا ہے تو انہوں نے چند دراھم کے عوض بیچا اور بعد ازاں قافلے والوں نے یوسف علیہ السلام کو مصر کے بازار میں بیچ کر منافع کمایا۔ دوسری طرف اس رحمٰن و رحیم رب نے مصر کے وزیر خزانہ قطفیر کے گھرانے میں بیٹے کی جگہ خالی رکھی تھی اور یوں مصر کے وزیر خزانہ (عزیز مصر) نے یوسف علیہ السلام کو خریدا اور گھر لاکر اسے بیٹا بنالیا اور اسی طرح اس کہانی کا ایک مرحلہ مکمل ہوا۔

بھائی یوسف علیہ السلام کو جلا وطن کرنے میں کامیاب ہوئے، قافلے والے مال کمانے میں کامیاب ہوئے لیکن درحقیقت یہ اُن کی کامیابی نہ تھی بلکہ اللہ رب العزت نے اپنی حکمت ومنشاء سے اہلِ مصر کو دولت ایمان سے سرفراز کرنے کے لیے یوسفؑ کو مصر میں بلانے کے اسباب قائم فرمائے۔ ارشادفرمایا:

وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوسُفَ فِي الْاَرْضِ وَلِنُعَلِّمَهٗ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ وَاللهُ غَالِبٌ عَلٰٓى اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ

النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ. (یوسف، ۱۲: ۲۱)

''اور اس طرح ہم نے یوسف (ﷺ) کو زمین (مصر) میں استحکام بخشا اور یہ اس لیے کہ ہم اسے باتوں کے انجام تک پہنچنا (یعنی علمِ تعبیرِ رؤیا) سکھائیں، اور اللہ اپنے کام پر غالب ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے''۔

اس آیت میں اللہ رب العزت نے تین باتوں کا واضح اعلان فرمایا:

۱۔ یوسف کو مصر میں ٹھکانا عطا کیا۔

۲۔ اللہ اپنے کام پر غالب ہے۔

۳۔ اکثر لوگ اس بات کو بھول جاتے ہیں کہ اللہ اپنے فیصلوں پر عملدرآمد پر قدرت رکھتا ہے۔ جسے وہ عظمت اور فضیلت عطا کرنا چاہے تو ساری کائنات مل کر بھی اُسے اس کے فیصلے پر عملدرآمد سے روک نہیں سکتی۔

اگلہ مرحلہ آتا ہے سارا مصر حسن یوسف پر فریفتہ ہوجاتا ہے۔ ایسے میں عزیز مصر کی زوجہ آپ کی جسمانی محبت میں مبتلاء ہوجاتی ہیں اور آپ کا قرب پانا چاہتی ہیں۔ عزیز مصر کی زوجہ نے یوسف علیہ السلام کا قرب پانے کے لیے کئی حربے استعمال کئے لیکن یوسف علیہ السلام نے اخلاص اور پاکدامنی سے شر کی ہر سازش کو ناکام بنادیا۔ جب عزیز مصر کی زوجہ نے دیکھا کہ میرا ہر حربہ ناکام ہوچکا ہے تو اُس نے آپ کا قرب حاصل کرنے کے لیے اپنے محل کے سات دروازے بند کئے، انہیں تالے لگائے اور حجرہ خاص میں یوسف علیہ السلام کو تنہا کر کے اپنی قربت کی طرف دعوت دی۔ اس لمحے بند دروازوں کو دیکھ کر سیدنا یوسف علیہ السلام نے اپنے مولیٰ کو پکارا اور عرض کی کہ باری تعالیٰ میں تیری اطاعت اور فرمانبرداری پر قائم رہنا چاہتا ہوں تو مجھے اس کے شر سے محفوظ فرما۔

اللہ رب العزت نے فرمایا میرے بندے تو اسباب کا محتاج ہے، میں خالق ہوں میں کسی سبب کا محتاج نہیں، قدم اٹھانا تیرا کام ہے اور بند دروازے کھولنا میرا کام ہے۔ سیدنا یوسف علیہ السلام نے قدم اٹھایا تو اور جس بند دروازے کی طرف بڑھے وہ دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا۔

دروازے کے پاس محل کے دوسرے لوگ بھی مل گئے، زلیخا نے جب اُن لوگوں کو دیکھا تو حضرت یوسفؑ کی پاکدامنی پر الزام لگادیا۔ اس صورتِ حال میں حضرت یوسفؑ سے اپنی بے گناہی پر ثبوت طلب کیا گیا تو انہوں نے قریب ہی موجود ایک شیر خوار بچے کی طرف اشارہ کردیا۔ بچہ بھی حضرت یوسفؑ کا اشارہ دیکھ کر بول اٹھا:

اِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ. وَاِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ. (یوسف، ۱۲: ۲۶،۲۷)

''اگر اس کا قمیض آگے سے پھٹا ہوا ہے تو یہ سچی ہے اور وہ جھوٹوں میں سے ہے۔ اور اگر اس کا قمیض پیچھے سے پھٹا ہوا ہے تو یہ جھوٹی ہے اور وہ سچوں میں سے ہے''۔

اللہ رب العزت نے اپنے بندے کو نہ صرف عزیز مصر کی زوجہ کے شر سے محفوظ رکھا بلکہ بچے سے گواہی دلوا کر آپ کی عزت و ناموس کو عزیز مصر کی نگاہوں میں بحال رکھا۔ جب عزیز مصر کی زوجہ کی تمام چالیں ناکام ہوگئیں اور وہ مصر کے اشرافیہ کی نگاہوں میں بدنام ہوگئیں تو اُس نے یوسف علیہ السلام کو جیل بھجوانے کا فیصلہ کیا۔ یہاں پر کہانی کا دوسرا مرحلہ مکمل ہوا۔

یوسف علیہ السلام کی نگاہ اپنے عظیم مقصد پر مرکوز تھی۔ آپ نے دیکھا کہ پہلے ایک عزیز مصر کی زوجہ تھی اب دیگر عورتیں بھی برائی کی دعوت دینے میں شریک ہوگئیں ہیں تو آپ نے اللہ کے حضور عرض کی باری تعالیٰ:

رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا يَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَيْهِ.

''(اب زنانِ مصر بھی زلیخا کی ہمنوا بن گئی تھیں) یوسف (ﷺ) نے (سب کی باتیں سن کر) عرض کیا: اے میرے رب! مجھے قید خانہ اس کام سے کہیں زیادہ محبوب ہے جس کی طرف یہ مجھے بلاتی ہیں''۔ (یوسف، ۱۲: ۳۳)

جب رب کائنات نے ایک طرف زنانِ مصر کی سازشیں اور دوسری طرف سیدنا یوسف علیہ السلام کی طہارت اور پاکدامنی پر استقامت دیکھی تو اس نے اہلیانِ مصر کی تقدیر بدلنے اور اپنی قدرت کاملہ دکھانے کے لیے اپنی منصوبہ بندی کو آگے بڑھایا۔ خالق نے یوسف علیہ السلام کی مشن کی تکمیل کے لیے ایک ایسی جماعت کا انتخاب کیا جو نیک و پارسا نہ تھے، متقی

و پرہیزگار نہ تھے بلکہ بڑے بڑے جرائم کے مرتکب افراد تھے اللہ نے پورے مصر کے سب سے بڑے مجرموں کا انتخاب کرکے بتادیا کہ میں جس کو چاہوں جس منصب کے لیے چاہوں اور جیسی ذمہ داری چاہوں عطا کردوں۔ اللہ تعالیٰ نے مصر کی سب سے بدنام جیل میں قید سب سے بڑے مجرموں کو یوسف علیہ السلام کا صحابی بناکر جماعتِ حق تشکیل دینے کا فیصلہ کیا اور یوسف علیہ السلام کی قید کو ترجیح دینے کی درخواست قبول فرماتے ہوئے اللہ رب العزت نے جواب دیا:

فَاسْتَجَابَ لَهُ رَبُّهُ فَصَرَفَ عَنْهُ كَيْدَهُنَّ. (یوسف، ۱۲: ۳۴)

''سو ان کے رب نے ان کی دعا قبول فرما لی اور عورتوں کے مکر و فریب کو ان سے دور کر دیا''۔

اللہ نے اپنے بندے کو عزیز مصر کے محل سے نکال کر قید خانے میں منتقل کردیا۔ قید خانے میں یوسف علیہ السلام نے مظلوموں کی مدد، قید خانے کی صفائی اور نظام کی بہتری میں وہ کردار ادا کیا کہ آپ جیل میں تمام قیدیوں کی ہر دل عزیز شخصیت بن گئے۔ مجرم اپنے گناہوں کی توبہ کے لیے آپ کی ذات میں وسیلہ تلاش کرنے لگے۔

قید خانے میں دو قیدی اور لائے گئے جن پر بادشاہ کو زہر دینے کا الزام تھا۔ ان قیدیوں کو خواب آیا تو دونوں نے اپنا خواب یوسف علیہ السلام کو سنایا اور آپ سے تعبیر پوچھی۔ یوسف علیہ السلام نے ان کو تعبیر بتائی۔ جس کے بارے میں آپ کو یقین تھا کہ وہ رہائی پائے گا اور دوبارہ بادشاہ کی خدمت پر مامور ہوگا اسے فرمانے لگے:

اذْكُرْنِي عِندَ رَبِّكَ فَأَنسَاهُ الشَّيْطَانُ ذِكْرَ رَبِّهِ.

''اپنے بادشاہ کے پاس میرا ذکر کر دینا (شاید اسے یاد آ جائے کہ ایک اور بے گناہ بھی قید میں ہے) مگر شیطان نے اسے اپنے بادشاہ کے پاس (وہ) ذکر کرنا بھلا دیا''۔ (یوسف، ۱۲:۴۲)

سیدنا یوسف علیہ السلام نے جب اس قیدی کو بادشاہ کے ہاں سفارش کے لیے کہا تو اللہ رب العزت کو آپ کی یہ ادا پسند نہ آئی۔ اللہ رب العزت نے حضرت جبرائیل امین کو قید خانے میں یوسف علیہ السلام کے پاس بھیجا اور کہا کہ میرے یوسف سے چند سوال پوچھو۔ جبرائیل امین نے یوسف علیہ السلام سے عرض کی کہ اللہ پوچھ رہا ہے کہ اے یوسف آپ کو زندگی کس نے عطا کی۔ آپ نے فرمایا: اللہ نے۔

جبرائیل امین نے پوچھا کہ اللہ پوچھ رہا ہے کہ آپ کو باپ کی آنکھوں کا تارہ کس نے بنایا؟ آپ نے فرمایا: اللہ نے۔

جبرائیل امین نے سوال کیا کہ آپ کو آپ کے بھائی قتل کرنا چاہتے تھے، کس نے آپ کی جان بچائی؟ فرمایا: اللہ نے۔

جبرائیل امین نے پوچھا کہ آپ کو کنویں میں سے کس نے نکالا؟ آپ نے فرمایا: اللہ نے۔

پوچھا کہ زلیخا کے محل میں عورتوں کے شر سے آپ کو کس نے بچایا؟ فرمایا: اللہ نے۔

اس پر جبرائیل امین نے عرض کی کہ وہی رب العزت آپ سے پوچھتا ہے کہ میرے یوسف اگر آج تک ہر موقع پر میں نے بچایا ہے تو کیا میں آپ کو قید خانے سے نہیں نکال سکتا۔ آپ اس قیدی کے ذریعے بندے (بادشاہ) کی طرف کیوں متوجہ ہوئے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اس پر اللہ کی بارگاہ میں توبہ کی اور عرض کیا: اے جبرائیل کیا اللہ ناراض ہے؟ جبرائیل امین نے کہا: نہیں، ناراض نہیں ہے لیکن اسے آپ کا بندے کی طرف متوجہ ہونا پسند نہیں آیا۔ اس پر اللہ رب العزت نے فیصلہ فرمایا:

فَلَبِثَ فِي السِّجْنِ بِضْعَ سِنِينَ. (یوسف، ۱۲: ۴۲)

''نتیجتاً یوسف (ﷺ) کئی سال تک قید خانہ میں ٹھہرے رہے''۔

یوں اللہ رب العزت نے اپنے بندے کا قید خانے میں قیام کئی سال بڑھا دیا۔ اللہ رب العزت نے نہ سالوں کا تعین کیا اور نہ ہی اسے قید قرار دیا بلکہ صرف یہ فرمایا کہ وہ کچھ عرصہ (سال) مزید ٹھہرے رہے۔

جیل میں اللہ نے یوسف علیہ السلام کا قیام کیوں بڑھایا؟ قیام کے زمانے کا تعین کیوں نہ فرمایا؟ آزمائش یا تکلیف یا تربیت کی مدت کے تعین کا انحصار کس پر ہوتا ہے؟ قدرت منتظر تھی کہ اصحابِ یوسف کی تعداد مکمل ہو تو انہیں اپنی منزل کے حصول کے لیے رہائی عطا کی جائے۔ مجرموں کی تربیت کرکے انہیں محبِّ وطن شہری بنانے، انہیں 7 سال کی قحط کی مشقت بھری زندگی میں جدوجہد کرنے اور مصری قوم کو دنیا اور آخرت

سنوارنے کے اہل بنانے کے لیے اللہ رب العزت نے قید خانے میں آپ کا قیام بڑھا دیا۔

اللہ تعالیٰ نے لفظ بضع کا استعمال کیا جو کہ عربی لغت میں 3 سے 9 سال کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ گویا مدت کا تعین مقصود نہ تھا بلکہ آنے والی مشکلات کے پیش نظر تیاری کے لیے وقت مقصود تھا۔ اللہ رب العزت نے جب دیکھا کہ اب یوسف علیہ السلام کے کردار و اخلاق سے تقریباً تمام قیدیوں نے قبولِ اسلام کرلیا ہے اور یوسف علیہ السلام کی تربیت سے قوم کے بڑے مجرم، قوم پر آنے والے عذاب کو ٹالنے کے لیے پرعزم دکھائی دیتے ہیں تو خالق کائنات نے یوسف علیہ السلام کو مصر کا مالک و مختار بنانے کے لیے اپنے اولوہی منصوبے کو حتمی شکل دی۔

بادشاہ نے خواب دیکھا کہ سات موٹی گائیں ہیں جنہیں 7 دبلی پتلی گائیں کھا رہی ہیں اور اسی طرح گندم کے 7 خوشے ہیں جو دانوں سے بھرے ہیں اور 7 بالیاں ہیں جو کہ سوکھی ہوئی ہیں۔ وہ مسلسل ایسے خواب آنے سے سخت پریشان ہوا تو اس نے ملک کے تمام تعبیر بتانے والے معبروں کو بلایا مگر وہ خواب کی تعبیر نہ بتا سکے جب وہ سب عاجز آ گئے تو پھر اس شخص کو یوسف علیہ السلام کی یاد آئی جیسے آپ علیہ السلام نے کہا تھا کہ بادشاہ کے پاس میرا ذکر کرنا۔ وہ شخص بادشاہ سے اجازت لے کر جلدی سے قید خانے پہنچا اور یوسف علیہ السلام کو بادشاہ کا سارا خواب سن کر تعبیر پوچھی۔

یوسف علیہ السلام نے خواب سنانے والے کو نہ طعنہ دیا اور نہ شرمندہ کیا کہ تمہیں تو کئی سال پہلے کہا تھا کہ بادشاہ کے پاس میرا ذکر کرنا اور تم بھول گئے۔ آپ نے یہ طعنہ بھی نہ دیا کہ جس ملک میں مجھے ناحق کئی سالوں سے جیل میں قید کیا گیا، ہے میں ان پر آنے والی تکلیف کا حل کیوں بتاؤں۔ آپؑ نے ان کے کسی عمل کا طعنہ نہ دیا بلکہ پورے اخلاص کے ساتھ آنے والی قحط کی آزمائش سے باخبر کیا، سالہا سال خوشحالی میں غلہ جمع کرنے کا نہ صرف مشورہ دیا بلکہ گندم کو خراب ہونے بالیوں سمیت جمع کرنے کی ترکیب بتائی اور کفایت شعاری سے بچانے کے لیے مکمل لائحہ عمل عطا کیا۔

پچھلی مرتبہ تعبیر بتانے کے بعد یوسف علیہ السلام نے اسی شخص سے فرمایا تھا کہ بادشاہ کے پاس میرا ذکر کرنا لیکن اس دفعہ آپ نے کوئی مطالبہ نہ کیا۔ پہلی مرتبہ جب اپنا ذکر کیا تھا تو اللہ نے قید کئی سال بڑھا دی اور جب اس کی رضا پر راضی رہے تو اسی لمحے رہائی کا پیغام آگیا۔

بادشاہ نے زلیخا کی طرف سے یوسفؑ پر لگائے گئے الزام کی تحقیق کی اور بالآخر آپ کو بے گناہ پایا۔ جب آپ پر لگایا گیا الزام غلط ثابت ہوگیا تو آپ قید خانے سے بادشاہ کے محل میں پہنچ گئے۔ جب بادشاہ سے ملاقات ہوئی تو اُس نے آپ کو وزارتِ خزانہ (زراعت وخزانہ) کا مالک و مختار بنادیا۔ جب یوسف علیہ السلام کو خزانہ کا قلمدان مل گیا تو اللہ رب العزت نے اپنا وہی جملہ دھرا کر فرمایا:

كَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِي الْاَرْضِ. (یوسف، ۱۲ : ۲۱)

”اس طرح ہم نے یوسف (ؑ) کو زمین (مصر) میں استحکام بخشا“۔

یعنی اللہ رب العزت نے قتل کا ارادہ کرنے والوں، مصر کے بازار میں غلام بنا کر بیچنے والوں، سازشیں کرنے والوں اور سالہا سال قید رکھنے اور اذیت دینے والوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: یوں ہم نے یوسف علیہ السلام کو مصر میں اقتدار اور تمکن عطا کیا اور ہم اپنے فیصلوں کی تکمیل پر قدرت رکھتے ہیں۔

قصہ حضرت یوسفؑ کے قابلِ توجہ پہلو

اس پورے واقعہ میں حسب ذیل پہلو قابل توجہ ہیں:

۱۔ خالق کائنات نے یوسف علیہ السلام کی جدوجہد کی ابتداء سے انتہاء تک ہر مرحلے پر خوابوں کے ذریعے رہنمائی کی اور انہیں اس کی تعبیر کا علم بھی عطا فرمایا۔

۲۔ بھائی حسد میں مبتلا ہوکر یہ سوچتے رہے کہ ہم نے کنعان سے نکال کر یوسف علیہ السلام کو باپ کی نظروں سے دور کردیا۔ لیکن اللہ نے اسی تکلیف کو یوسفؑ کی ترقی کا راستہ بنادیا۔

۳۔ حسد ایسی لعنت ہے جو کہ انبیاء کی اولاد کو بھی سگے بھائیوں کو قتل کرنے کے لیے تیار کردیتی ہے۔

۴۔ بھائیوں کا یوسف علیہ السلام پر تشدد، کنویں میں پھینکنا اور قافلے والوں کو فروخت کرنا ان مع العسر یسرا (ہر تکلیف

کے بعد آسانی ہے) کے فرمان خداوندی کی روشنی میں اصلاً یوسف کو کنعان سے مصر منتقل کرنے کا ذریعہ بنا۔

۵۔ اس ساری کہانی سے واضح ہوتا ہے کہ پوری دنیا کی شیطانی طاقتیں جمع بھی ہوجائیں تو وہ رب کے فیصلے کو بدل نہیں سکتیں۔

۶۔ شر سے بچنے کا ہر راستہ جب بند ہوجائے اور انسان اللہ پر توکل کرکے جدوجہد جاری رکھے تو اللہ بند دروازے کھول دیتا ہے۔

۷۔ اللہ رب العزت کے پلان کے مطابق وقتِ مقررہ پر ہی رہائی میسر آتی ہے۔

۸۔ انسان کا کام جہدِ مسلسل کرنا ہے، کس مرحلے کو کتنا طویل ہونا ہے اور کتنی اور کیسی مشکلات آنی ہیں، یہ خالق طے کرتا ہے۔

۹۔ وہ رسی کے کٹنے تک صبر آزماتا ہے اور پھر گرنے سے پہلے فرشتوں کی مدد اتار دیتا ہے۔

۱۰۔ وہ غلامی سے گزار کر آقا بنانے اور تختے سے تخت پر بٹھانے پر قادر ہے۔

۱۱۔ وہ ہاتھ لگوائے بغیر تالے کھلواتا ہے اور دشمن کو انجام دکھا کر اہلِ حق کو منزل عطا کرتا ہے۔

۱۲۔ اللہ رب العزت اولوالعزم انبیاء اور صالحین کو بچپن سے بڑھاپے تک مسلسل آزمائشوں سے گزارتا ہے۔ آزمائشیں جس قدر طویل ہوتی ہیں، عظمت و رفعت بھی اسی قدر بلند عطا ہوتی ہے۔

۱۳۔ اس قصہ سے ایک واضح پیغام یہ بھی ملتا ہے کہ حاسدین کو بالآخر حق کے سامنے جھکنا پڑتا ہے۔

۱۴۔ دشمن کی ہر سازش اور حق کے راستے کی ہر تکلیف اہلِ حق کی تربیت اور کامیابی کا زینہ بنتی ہے۔

۱۵۔ قصہ یوسف ہمیں سمجھاتا ہے کہ ہر بند دروازہ میں ایک راستہ کھلا ہوتا ہے۔

جب وہ زیرِ خنجر ذبح نہ ہونے دے، کنویں میں ڈبو کر بھی مرنے نہ دے، بازاروں میں فروخت کرواکر شہزادہ بنادے، جب بند دروازوں میں سے بھی راستے بنادے، جب وہ زمانے کے مجرموں کو قوم کا مسیحا بنادے، جب معمولی سی بات پر دشمن کو عاجز کرکے اہل حق کے سامنے جھکادے اور جب حال میں بٹھا کر مستقبل دکھا دے تو پھر قافلۂ حق کا ہر رفیق تن من سے پکار اٹھتا ہے۔

ے کوئی تو ہے جو نظامِ ہستی چلا رہا ہے، وہی خدا ہے

یقین اپنی معراج پر پہنچ کر وجد کرتے ہوئے کہتا ہے:

ے پورے قد سے جو کھڑا ہوں تو یہ تیرا ہے کرم
مجھ کو جھکنے نہیں دیتا سہارا تیرا

راہ حق کے مسافر کو جب یہ دکھائی دے کہ کوئی ہے جو اسے اپنی نگاہوں میں رکھے ہوئے ہے کوئی ہے جو اسے ہر لمحے گرنے سے بچا رہا ہے۔ جب یہ صدا سنائی دینے لگے (**فانک باعیننا**) تو پھر اس قافلے کو منزل پر پہنچنے سے کوئی روک نہیں سکتا۔

جب اپنا قافلہ عزم و یقین سے نکلے گا
جہاں سے چاہیں گے راستہ وہیں سے نکلے گا
وطن کی مٹی مجھے ایڑیاں رگڑنے دے
مجھے یقیں ہے کہ چشمہ یہیں سے نکلے گا

معزز قارئین اب آئیں قصہ یوسف کی روشنی میں ایک اور مصر (ملک) کی کہانی سنتے ہیں۔ ایک آزاد قوم تھی جس کو غلام بنالیا گیا۔ ظلم و جبر اور غلامی کے 70 سال گزر چکے تھے اس کے اندرونی خلفشار اور نااتفاقی سے اس کا نجات دہندہ وطن چھوڑ کر جاچکا تھا۔ اسے راضی کرنے کی کوششیں ناکام ہوچکی تھیں ایسے میں رب کائنات کی رحمت کو جوش آیا اور اس نے اس قوم کے نجات دہندہ کو خواب دکھایا آنکھیں بند ہوئیں تو رحمۃ للعالمین خود خواب میں تشریف لائے اور فرمایا محمد علی جناح اٹھو اور برصغیر جاکر مسلمانان ہند کے لیے الگ وطن کے حصول کی جدوجہد کرو میں تمہارے ساتھ ہوں۔ یوں واضح حکم دیا کہ تعبیر پوچھنی نہ پڑی اور آپ پاکستان تشریف لائے اور اقبال کے خواب کو چند سالوں میں تعبیر دے کر دنیا کے نقشے پر دوسری اسلامی ریاست قائم کرکے دکھادی۔

کچھ ہی عرصہ گزرا اور وہ اس دنیا فانی سے کوچ کر گئے۔ آپ کے بعد آنے والے اس خطہ زمین کو حقیقی اسلامی نظریاتی ریاست نہ بناسکے۔ قوم اور امت مسلمہ پر زوال کے سائے گہرے ہونے لگے اور اس نوزائیدہ ریاست کو کچلنے کے منصوبے بننے لگے تو ایک ہستی نے غلاف کعبہ تھام کر اللہ کے حضور گڑگڑا کر عرض کی: باری تعالیٰ ایک ایسا بیٹا عطا فرما جو اس قوم اور امت کے دکھوں کا مداوا کرسکے جو احیاء اسلام کا خواب شرمندہ

تعبیر کرسکے۔ درد بھری اس التجا پر اللہ نے کرم کیا اور ڈاکٹر فریدالدین قادری کو رحمۃ للعالمین نے خواب میں خوشخبری عطا فرمائی کہ ہم آپ کو اس التجا کے نتیجہ میں طاہر کی بشارت دیتے ہیں۔ اس خوشخبری کے نتیجہ میں 19 فروری 1951ء میں ڈاکٹر فریدالدین قادری کے گھر میں اللہ نے بیٹا عطا فرمایا جس کا نام انہوں نے محمد طاہر رکھا۔

محمد طاہرالقادری نے 22 سال کی عمر میں دینی وعصری علوم کی تکمیل کے ساتھ ساتھ انقلابات عالم اور قرآن وحدیث کا انقلابی مطالعہ مکمل کرکے 1973ء میں ملک اور دنیا کے نظام کو بدلنے کا عزم کرلیا تھا۔ 1980ء میں نئی ہجری صدی کے آغاز کے موقع پر منہاج القرآن کے نام سے احیاء اسلام کی عالمگیر تحریک کی بنیاد رکھی۔

معزز کارکنان تحریک 1980ء سے 2018ء تک ان 38 سالوں میں سینکڑوں آزمائشیں آئیں مخالفتوں کے طوفان آئے مگر ہر آزمائش میں کارکنان کی ثابت قدمی نے انہیں نئی منزلیں عطا کی۔

اگر ہم اس 38 سالہ سفر کو دیکھیں تو دو طرح کی آزمائشیں نظر آتی ہیں:

۱۔ یہاں بھی بھائی حسد میں مبتلا ہوئے اور کئی طبقات آج تک حسد کی آگ میں جل رہے ہیں۔

۲۔ اتحاد امت کا علم بلند کیا تو شیعیت کے فتوے لگائے گئے۔

۳۔ عشق رسول ﷺ کو فروغ دیا تو کفرو شرک کے فتوے لگائے گئے۔

۴۔ جب جاپان سے امریکہ تک دنیا بھر میں امت کے احیاء کے لیے قدم اٹھایا تو بیرون ملک قیام کے طعنے دیئے جانے لگے۔

۵۔ قوم کا اللہ سے رشتہ بندگی مضبوط کرنے، توبہ و استغفار اور عبادت کا ذوق پیدا کرنے کے لیے سالانہ اجتماعی مسنون اعتکاف شروع کیا تو فتویٰ کا بازار گرم ہوگیا۔

٦۔ دور حاضر کے تقاضوں کے مطابق علمی، فکری، اعتقادی اور جدید سائنسی علوم کی روشنی میں جب ترجمہ قرآن عرفان القرآن منظر عام پر آیا تو قدامت پرست حاسد طبقے نے ترجمہ عرفان القرآن کے خلاف پروگرام کیے۔

۷۔ ہزاروں علماء، متعدد سیاسی و مذہبی جماعتوں اور تنظیموں نے کفرو شرک کے فتوے لگائے اور شیخ الاسلام کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا۔

۸۔ تحریک منہاج القرآن اور شیخ الاسلام پر حضور نبی اکرم ﷺ کی عطاؤں، نوازشات (خوابوں اور بشارات) کا آج تک مذاق اڑایا جاتا ہے۔

۹۔ قوم اور امت کی راہنمائی کے لیے 1000 سے زائد کتب کا ذخیرہ تیار کیا تو حاسدین نے کہا کہ اپنے طلبہ سے کتابیں لکھ کر اپنے نام سے چھپوا لیتے ہیں۔

اس علمی، فکری اور دینی جدوجہد کے ساتھ ساتھ جب شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے تبدیلی نظام کی جدوجہد کی خاطر سیاست میں قدم رکھا تو ملک بھر کا سیاسی طبقہ بھی آپ کے مخالف ہوگیا۔ ڈاکٹر طاہرالقادری نے جب 1989ء میں تبدیلی نظام کی جدوجہد کا آغاز کیا تو ظلم وجبر کے اس نظام نے ڈاکٹر طاہرالقادری پر تبدیلی کے سارے دروازے بند کردیئے۔

۱۔ جب نظام کو بدلنے کی عملی جدوجہد کے لیے پاکستان عوامی تحریک بنائی تو نظام کے محافظوں نے نعرہ لگایا یہ تو اچھے لوگ ہیں انہیں سیاست میں نہیں آنا چاہیے۔

۲۔ سیاست نہیں ریاست بچاؤ کا علَم بلند کیا تو کینیڈین نیشنیلٹی کا الزام لگاکر ملک بھر طوفانِ بدتمیزی برپا کیا گیا۔

۳۔ بڑے بڑے سیٹھ اور ملک قیمت لگانے کے لیے آئے مگر اس مردحق کو خریدا نہ جاسکا۔

۴۔ 5 سے زائد قاتلانہ حملے کئے لیکن اللہ نے جان بچالی۔

۵۔ ایک سابقہ ڈکیٹیر نے جیتنے والے گھوڑوں کی فہرست دے کر کہا انہیں عوامی تحریک میں شامل کرلیں اور جیت کر اسمبلی میں آجائیں۔ ڈاکٹر طاہرالقادری نے کہا میں اس نظام سے سمجھوتہ کرنے کے لیے تیار نہیں۔ ہر دور میں کردارکشی کی گئی اور عدالتی انتقام کا نشانہ بنایا گیا۔

٦۔ جب 23 دسمبر 2012ء کو پوری دنیا کے سامنے جعلی اور مک مکا کی جمہوریت اور فرسودہ استحصالی اور ظالمانہ نظام انتخاب کے خلاف نعرہ بلند کیا تو پورے ملک کے میڈیا نے دہری شہریت اور جمہوریت کو ڈی ریل کرنے کا الزام لگادیا۔

۷۔ تبدیلی نظام کا شعور بیدار کرنے کے لیے جب لانگ مارچ کیا تو جاتی عمرہ میں ملک کی تمام سیاسی و مذہبی جماعتوں نے اتحاد کرکے طاہرالقادری اور عوامی تحریک کی مخالفت اور کردار کشی کی مہم کا آغاز کردیا۔

۸۔ 2013ء کے الیکشن میں جب عوامی تحریک اس کرپٹ سسٹم سے بائیکاٹ کا اعلان کیا تو پھر جمہوریت کو ڈی ریل کرنے کا الزام لگایا گیا۔

اعلاء کلمہ حق کا فریضہ ادا کرنے اور کرپٹ نظام کے خاتمے کے لیے جدوجہد کو منظّم کرنے اور انقلابی جدوجہد کو حتمی مرحلے میں داخل کرنے کا فیصلہ کرتے ہوئے 11 مئی 2014ء کو جب یوم اقامت منایا اور ملک بھر میں 60 مقامات پر لاکھوں افراد کو جمع کرکے تبدیلی نظام کا پیغام دیا تو ظلم و جبر پر لرزہ طاری ہوگیا۔

دوسری طرف اندرونی اور بیرونی طاقتوں نے دیکھا کہ ہم نے ہر حربہ استعمال کرچکے ہیں یہ شخص نہ بکتا اور نہ نظام سے سمجھوتہ کرتا ہے۔ یہ شخص اگر اپنی جدوجہد سے عوام میں شعور پیدا کرنے میں کامیاب ہوگیا تو اس نظام کا تختہ الٹ جائے گا لہذا اس کو اور اس کی جماعت کو صفحہ ہستی سے مٹادیا جائے اور پھر شر اور شیطان 17 جون 2014ء کو اپنی پوری قوت اور طاقت لے کر اعلاء کلمہ حق کی اس آواز کو ہمیشہ کے لیے دبانے کے لیے آگیا۔

قصہ یوسف کو دہرائیں تو سمجھ آتا ہے کہ کنویں میں لٹکنے اور رسی کے کٹنے تک صبر آزمایا جاتا ہے اور اگر کوئی ثابت قدم رہے تو پھر پانی میں ڈوبنے کے بعد بھی زندہ بچا لیا جاتا ہے۔ 17 جون کو جب گولیوں کی بوچھاڑ آئی اور لاشیں گرنے لگیں تو رب کائنات نے دیکھا کہ یہ تو جان سے بھی گزر گئے اور صبر کا دامن نہیں چھوڑا تو پھر اللہ نے ان کی شہادت کے صدقے تحریک کو ایک نئی زندگی عطا کیا۔

چشمہ یہیں سے نکلے گا

عظیم انقلابی کارکنو! اگر ہم جبرائیل امین کی طرف سے یوسف علیہ السلام سے کئے گئے سوالوں کی روشنی میں اپنے اوپر اللہ کے ہونے والے کرم کو دیکھیں تو یقین اور مستحکم ہوجاتا ہے۔ ہمیں 1990ء الیکشنز میں کامیابی نہیں ہوئی تو 1998ء میں ہمیں نئی زندگی کس نے عطا کی؟ اللہ نے، جب 2003ء میں پھر کامیابی میسر نہ آئی کیا اس خالق نے ہمیں 23 دسمبر 2012ء کو ایک نئی زندگی نہیں عطا کی۔ 2013ء کے پہلے دھرنے کے بعد جب ہم انتخابی نظام کی تبدیلی کا معاہدہ اور اقرار کرواکر واپس آئے تو اس وقت کے قوم کے طعنوں کے باوجود ہمیں کس نے دوبارہ دوسرے دھرنے کے لیے منظّم ہونے کی جرات عطا کی اللہ نے، کیا 17 جون اور 31-30 اگست کی رات بے پناہ حکومتی ظلم و ستم کے باوجود اس نے ہمیں پھر سے اٹھ کھڑے ہونے اور نظام سے ٹکرانے کی ہمت نہیں عطا کی؟

کیا خالق کائنات نے ظلم کروانے والوں کو اقتدار سے محروم کرکے قید خانے نہیں پہنچادیا؟ جس شخصیت پر قاتلانہ حملے کئے جائیں، ہر موڑ پر اسے جھکنے پر مجبور کیا جائے، جس تحریک کی کرہ ارضی پر سب سے زیادہ مخالفت کی جائے، اس تحریک کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے لیے سرعام میڈیا کی موجودگی میں گولیاں مار کر 14 شہید اور سینکڑوں زخمی کردیئے جائیں۔ تمام سیاسی جماعتیں جس کے خلاف متحد ہوجائیں پھر بھی زندہ رہے اور 38 سال مسلسل جدوجہد جاری رکھے۔ یہ سب فقط اس وجہ سے ہے کہ

مجھ کو جھکنے نہیں دیتا ہے سہارا تیرا

تحریک منہاج القرآن کا 38 سالہ ماضی بتاتا ہے کہ ہر موڑ پر اللہ اور اس کے حبیب کے کرم سے اسے صفحہ ہستی سے مٹنے سے نہ صرف بچایا بلکہ اللہ نے ہر آزمائش کے بعد تحریک کو پہلے سے بڑھ کر قوت عطا فرمائی۔ باطل نظام اور اس کے محافظ جتنے چاہیں دروازے بند کرلیں، ظلم و ستم کا جتنا چاہیں بازار گرم کرلیں انصاف کے حصول میں جیسی چاہیں رکاوٹ ڈال لیں۔ اللہ اور اس کے حبیب کی مدد و نصرت سے کامیابی کا چشمہ یہیں سے نکلے گا اور اہل حق کو کامیابی میسر آئے گی۔

جو خالق ابراہیم کے لیے آگ کو گلزار بنادے، نوح علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کو کشتی میں بٹھا کر بچالے جو یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ میں زندہ رکھ سکتا ہے جو زکریا علیہ السلام کو بڑھاپے میں اولاد دے سکتا ہے جو رب مریم علیہا السلام

کو بند کرے میں بے موسمی پھل عطا کرتا ہے جو عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمانوں پر اٹھا لیتا ہے جو اسماعیل کی ایڑیوں سے چشمے نکال سکتا ہے جو چھری کے نیچے سے اسماعیل کو زندہ بچا لیتا ہے جو یوسف علیہ السلام کو بھائیوں، کنویں اور زوجہ عزیز مصر کے شر سے بچا سکتا ہے وہی خالق و مالک ان شاء اللہ مدد فرمائے گا اور راستہ نکال دے گا، سابقہ 38 سالوں میں ہر طوفان کا مقابلہ کرنے کی ہمت عطا کرنا، زندہ رکھنا اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ وہ خالق تحریک منہاج القرآن کو اپنی منزل عطا کرے گا۔

حقیقی تبدیلی کی امید۔۔شیخ الاسلام ڈاکٹر طاہرالقادری

پچھلی نصف صدی میں اس امت اور انسانیت کو جو چیلنجز درپیش ہوئے، جتنے فتنے آئے اور جو مسائل پیدا ہوئے ان کا جواب تنہا شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے دیا۔ ہمیں نصف صدی کا لمحہ لمحہ یاد ہے جب اس قوم کو سیاسی چیلنج درپیش ہوئے تو ڈاکٹر طاہرالقادری نے 70 سالہ سیاسی مسائل کا حل دیا، دہشت گردی اور خوارج کے خلاف فتویٰ دیا، دہشت گردوں سے مذاکرات کے ڈھونگ کو بے نقاب کیا۔ احتساب کے لیے ہر حکومت کو واضح لائحہ عمل دیا، ملکی تعلیمی مسائل کا واضح اور آسان حل دیا، 10 لاکھ افراد کو شریک اقتدار کرنے کا منصوبہ دیا۔ انتخابی نظام میں اصلاحات اور اس کا طریقہ کار واضح کیا۔

جب وطن عزیز عملی فتنے اٹھے تو ڈاکٹر طاہرالقادری نے اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ خزانہ علم کی بدولت ہر فتنے کا مقابلہ کیا۔ کئی صدیوں سے طاری علمی وفقہی جمود کا خاتمہ کیا، کسی نے حجیت حدیث سے انکار یا ضعف حدیث کا فتنہ گھڑا، کسی نے تصوف کو افیون کہا یا کسی نے اسے متبادل دین قرار دیا۔ کسی نے فقہ حنفی کی عملی ثقاہت پر اعتراض کیا یا امام اعظم ابوحنیفہ کی ذات پر، شیخ الاسلام ڈاکٹر طاہرالقادری نے دلائل کی قوت سے ہر فتنے کا مقابلہ کرکے اس فتنے کا خاتمہ کیا۔

جب ملک بھر کے علماء رجم کو حد ثابت نہ کرسکے، قادیانیوں کی درخواست خارج نہ کرواسکے، گستاخی رسالت کا قانون نہ بنواسکے تو شیخ الاسلام ڈاکٹر طاہرالقادری نے ہر موقعہ پر عدالت میں کئی دنوں کے دلائل سے قوانین بنوائے۔

جب وطن عزیز کو معاشی چیلنج درپیش ہوئے وہ چاہے بلاسود بنکاری نظام ہو یا کرپشن کے خاتمے کا لائحہ عمل، عوامی معاشی مسائل کا حل ہو یا ملکی قرضوں کی ادائیگی کا معاملہ شیخ الاسلام نے ہر ہر میدان میں قوم اور حکمرانوں کی راہنمائی کا فریضہ سرانجام دیا ہے۔

فرقہ واریت کا جن آزاد ہوجائے، یا فتنہ قادیانیت سر اٹھانے کوئی اہلبیت اطہار کی گستاخی کرے یا صحابہ و خلفائے راشدین کی شان وعظمت کے خلاف زبان کھولے، کوئی حضور ﷺ کے میلاد پر اعتراض کرے یا شان وعظمت اولیاء کو تسلیم نہ کرے۔ جب امت سیدنا امام محمد مہدی علیہ السلام کی آمد اور ظہور کے عقیدہ کے حوالے سے تشکیک کا شکار ہوجائے یا خارجیت کا بڑھتا ہوا طوفان ان تمام اعتقادی پہلوؤں پر قوم حتی کہ پوری امت مسلمہ کی تنہا جس ہستی نے راہنمائی کی اور ان فتنوں کا خاتمہ کیا وہ شیخ الاسلام ڈاکٹر طاہرالقادری کی ذات ہے۔

لاکھوں مسلمانوں کا یورپی معاشرے میں Adjust ہونا، اس معاشرے میں اپنی نسلوں کو حلال وحرام کی تمیز پر قائم رکھنا، دیگر مذاہب کے ساتھ Integration کیسے ممکن ہے؟ دہشت گردی کے بڑھتے ہوئے ناسور کے باعث مسلمانوں کے خلاف پیدا ہونے والی نفرت کا خاتمہ کیسے ممکن ہے۔ یورپ میں بسنے والے مسلمانوں کے مزدور طبقات کی نسلیں بھی مزدور ہی رہیں گی یا مستحکم ہوکر معاشرے کی ترقی میں اپنا کردار ادا کریں گی۔ خصوصاً یورپ کی سرزمین سے حضور نبی اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی پر یورپ کے مسلمانوں کا کیا کردار ہونا چاہئے۔

یورپی معاشرے میں نئی نسلوں کی دینی تعلیم وتربیت کے مسائل ہوں یا یہودیوں اور عیسائیوں کے ساتھ مل کر رہنے کے معاملات، یورپی نوجوانوں سے تنگ نظری اور انتہا پسندی کو کیسے ختم کیا جائے، برطانیہ میں اہانت قرآن کا معاملہ ہو یا انڈیا میں بڑھتا ہوا خارجی فتنہ الغرض یہ وہ مسائل تھے جو امت مسلمہ کو درپیش تھے۔ شرق سے غرب ایک ہستی ہے جس نے امت کے مسائل کو سمجھا اس پر تحقیق کی اور امت مسلمہ کی راہنمائی کا فریضہ سرانجام دیا۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر طاہرالقادری نے نہ صرف راہنمائی کی بلکہ پوری دنیا کے دورے کئے، دنیا بھر کی

یونیورسٹیز، بار کونسلز، حکومتی اور سول اداروں، پارلیمنٹ اور عوامی سطح پر منعقدہ کانفرنسز، اجتماعات اور سیمینارز سے خطابات کئے اور یورپ میں مسلمانوں کو عزت وقار سے جینا سکھایا۔

عالمی سطح پر دہشت گردی کا بڑھتا ہوا ناسور ہو یا مذاہب کے درمیان تصادم کی فضا (Clash of Civilization) شیخ الاسلام ڈاکٹر طاہرالقادری نے انسانیت کی بہتری کے لیے بین المذاہب رواداری کو اس قدر فروغ دیا کہ آج یہ فتنے بھی دم توڑ چکے ہیں۔

الغرض پچھلی نصف صدی کے مسائل فتنوں اور چیلنجز کا جائزہ لیا جائے تو اس حقیقت کا اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری ہی وہ شخصیت ہیں جنہوں نے پوری امت حتی کہ انسانیت کی حقیقی راہنمائی کی۔

معزز کارکنان تحریک جیسے اللہ رب العزت نے شیخ الاسلام ڈاکٹر طاہرالقادری کو گذشتہ نصف صدی میں ملک وقوم، امت مسلمہ حتی کہ پوری نسل انسانی کی راہنمائی کرنے انہیں ہر طرح کے فتنوں اور چیلنج سے نمٹنے کا سلیقہ عطا کیا ہے۔ ان شاء اللہ اسی طرح اللہ ہی کے کرم سے اگلی نصف صدی تک انسانیت کی راہنمائی کا فریضہ بھی منہاج القرآن ہی ادا کرے گا۔ نہ صرف اس پوری صدی میں بلکہ صدیوں تک منہاج القرآن اپنی شناخت کے ساتھ قائم رہے گا اور امت کی راہنمائی کا فریضہ ادا کرتا رہے گا۔

Vision 2025 اور ہماری منزل

پاکستان عوامی تحریک، تحریک منہاج القرآن کا سیاسی ونگ ہے اور شیخ الاسلام ڈاکٹر طاہرالقادری کے وژن اور راہنمائی میں مصطفوی انقلاب کی جدوجہد میں مصروف عمل ہے۔ پاکستان عوامی تحریک محض ایک سیاسی جماعت نہیں بلکہ ایک فکری تشخص رکھنے والی تحریک ہے۔ پاکستان عوامی تحریک آئین قانون اور جمہوریت پر پختہ یقین رکھتی ہے۔ پاکستان عوامی تحریک کی منزل نظام کی تبدیلی ہے۔ حالیہ الیکشن میں پاکستان عوامی تحریک نے دیکھا کہ ساری سیاسی جماعتوں بشمول تبدیلی کی خواہشمند تحریکوں نے اسی فرسودہ گلے سڑے نظام کو ہی بحال رکھنے کا فیصلہ کرلیا ہے۔ ساری جماعتوں نے مل کر آئین کی شقوں 62,63 کو عملاً کالعدم قرار دے دیا ہے۔

امیدواران کے نئے اور پرانے فارموں اور حلف ناموں میں تبدیلی کے کھیل میں انہوں نے دوبارہ ہر کرپٹ بدعنوان اور رسہ گیروں کو الیکشن لڑنے کا پورا پورا موقعہ دیا اور ہر جماعت نے الیکشن فنڈ اور پارٹی فنڈ کے نام پر امیدواروں سے کروڑوں خرچ کر کے الیکشن جیتے عوامی تحریک نے ایسے سیاسی کلچر جو آئین اور قانون کے صریحاً خلاف ہو حصہ بننے کے لیے تیار نہی ہے۔

تحریک منہاج القرآن پاکستان عوامی تحریک اور اس کے تمام فورم کی جدوجہد کا مقصد اولین نظام کی تبدیلی ہے۔ ہم نے کسی بھی مرحلے میں اس کرپٹ نظام سے سمجھوتہ نہیں کیا۔ لہذا شیخ الاسلام نے پاکستان عوامی تحریک سمیت تمام فورمز کو Vision25 کے مطابق افرادی قوت میں غیر معمولی اضافے کا ہدف دیا ہے۔ افرادی قوت میں اضافے کا ہدف وہی ہے جو شیخ الاسلام نے جماعت انقلاب کے دیا تھا یعنی ایک کروڑ نمازیوں کا ہدف۔ اس ہدف میں سے 2025ء تک تحریک اور اس کے تمام فورمز کی ذمہ داری ہے کہ وہ 10 لاکھ افراد کو تحریک کا رفیق بنائیں اور 20 لاکھ افراد کو مشن سے وابستہ کریں۔ گویا 2025ء تک 30 لاکھ نمازیوں کی تیاری مکمل کرنی ہے۔ لہذا تمام فورمز کے تمام کارکنان اپنی جدوجہد کو تیز تر کریں تاکہ ہم 2025ء تک اپنا ہدف مکمل کرلیں۔ یہ جدوجہد اس یقین کے ساتھ کریں کہ جس رب العالمین نے ماضی میں اہل حق کو غالب کیا وہ رب اب بھی اس پر قادر ہے بلکہ اس کا فیصلہ ہے۔

كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ. (المجادلة، ٥٨: ٢١)

’’اللہ نے لکھ دیا ہے کہ یقیناً میں اور میرے رسول ضرور غالب ہوکر رہیں گے‘‘۔

یہ تحریک بھی اسوہ رسول ﷺ کی روشنی میں مصطفوی انقلاب کے لیے سرگرم عمل ہے جوکہ اسی جدوجہد کا تسلسل ہے۔ اللہ اور اس کے رسول کی مدد و نصرت سے ان شاء اللہ تحریک اپنی منزل تک پہنچے گی۔

❁❁❁❁❁

تحریک منہاج القرآن کا نظامِ تربیت

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے 38 سال کے مختصر
عرصہ میں اپنی علمی، فکری، روحانی اور تنظیمی تربیت سے
علم، امن اور محبت کا پیغام دنیا کے کونے کونے میں پھیلایا

رپورٹ: محمد منہاج الدین قادری (سینئر نائب ناظم تربیت)

تربیت ایک ایسا لائحہ عمل ہے جس کے ذریعے کم افرادی قوت سے محدود وسائل اور مختصر وقت میں غیر معمولی نتائج حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے اپنی علمی، فکری، روحانی اور تنظیمی تربیت سے اس دورِ فتن میں محدود وسائل کے ساتھ محض 38 سالوں میں دنیا بھر میں لاکھوں کارکنان پر مشتمل علم، امن اور محبت پھیلانے والی سب سے بڑی تحریک قائم کی۔ تحریک منہاج القرآن متعدد جہتوں پر اپنے کارکنان اور افرادِ معاشرہ کی تربیت کے لئے سرگرمِ عمل ہے۔ تحریک کے قیام کے ساتھ ہی نظامتِ تربیت کا قیام بھی عمل میں لایا گیا۔ اس نظامت کا بنیادی مقصد وابستگان، رفقاء، کارکنان اور تنظیمی عہدیداران کے ساتھ ساتھ عوام الناس کیلئے زندگی کے ہر شعبے میں تربیت کا سامان فراہم کرنا ہے۔ اس حوالے سے نظامتِ تربیت حسبِ ذیل پہلوؤں پر اپنی خدمات جاری رکھے ہوئے ہے:

1۔ اخلاقی و روحانی تربیت
2۔ تنظیمی و انتظامی تربیت
3۔ علمی و تعلیمی تربیت
4۔ فکری و نظریاتی تربیت
5۔ پیشہ وارانہ تربیت
6۔ تربیتِ اطفال
7۔ مرکزی تعلیمی اداروں میں تربیتی خدمات
8۔ مرکزی شعبہ جات میں خدمات

1۔ اخلاقی و روحانی تربیت

اصلاحِ احوالِ امت تحریک منہاج القرآن کے بنیادی مقاصد میں سے ہے۔ تحریک کی ابتداء دروسِ تصوف سے ہوئی اور کارکنان کی اخلاقی و روحانی تربیت کے لئے ماہانہ شب بیداری کو ذریعہ بنایا گیا۔ اُن شب بیداریوں کے اثرات آج بھی کارکنان کے کردار سے جھلکتے ہیں۔ اسی تربیت کا نتیجہ ہے کہ آج اگر ایک طرف پاکستان کا میڈیا، کارکنانِ تحریک کے کردار کی عظمت کا اعتراف کرتا ہے اور یہ اعلان کرتا ہے کہ اگر پُرامن احتجاج کا سلیقہ سیکھنا ہے تو منہاج القرآن کے کارکنان سے سیکھو تو دوسری طرف یورپ میں منہاج القرآن کے ممبران کے یورپی معاشرے میں پُر امن، ترقی پسند اور بین المذاہب رواداری کے کردار پر تحقیق کے بعد ایم فل اور پی ایچ ڈی کی ڈگریز جاری کی جارہی ہیں۔

کارکنان کی اخلاقی روحانی تربیت کے لئے ملک بھر میں حلقات درود، سوشل میڈیا کے ذریعے شیخ الاسلام کے خطابات اور متعدد شہروں میں روحانی اجتماعات اور محافل ذکر جاری ہیں اخلاقی و روحانی تربیت کے لیے نظامتِ تربیت حسبِ ذیل خدمات کو جاری رکھے ہوئے ہے:

۱۔ مرکز پر ماہانہ ختم الصلوٰۃ علی النبی ﷺ
۲۔ گوشہ درود میں گوشہ نشینان کو تربیتی لیکچرز
۳۔ انفرادی اصلاحِ احوال کے لئے منہاج العمل کا احیاء

۴۔ تحصیل/پی پی حلقہ جات کی سطح پر ماہانہ مجلس ختم الصلوۃ علی النبی ﷺ کا انعقاد

2۔ تنظیمی و انتظامی تربیت

تحریک کے عہدیداران اور قائدین کو فرائضِ منصبی بہتر طور پر ادا کرنے اور تحریک کی تمام سرگرمیوں سے مطلوبہ مقاصد کے حصول کو یقینی بنانے کے لیے نظامت تربیت حسب ذیل سطحوں پر اپنی خدمات جاری رکھے ہوئے ہے:

۱۔ مرکزی نظامتِ تربیت اور نظامتِ تنظیمات کے اشتراک سے ٹریننگ آف ٹرینرز TOT کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ اس کیمپ میں ضلعی سطح کے تنظیمی عہدیداران میں ایسے افراد کو مدعو کیا جاتا ہے جو بطور ٹرینرز مرکز سے ٹریننگ حاصل کریں اور اپنے اپنے اضلاع میں عہدیداران کی تنظیمی تربیت کا فریضہ سرانجام دیں۔

۲۔ مرکزی نظامتِ تربیت کے عہدیداران کے ساتھ ساتھ مرکزی کیمپ میں شرکت کرنے والے ٹرینرز کے ذریعے بھی الحمد للہ ملک بھر میں اضلاع اور صوبائی حلقہ جات میں تنظیمی تربیتی کیمپس منعقد ہوتے ہیں۔ ان کیمپس کے ذریعے سیکڑوں عہدیداران اور ذمہ داران فکری و نظریاتی اور تنظیمی و انتظامی تربیت حاصل کرتے ہیں۔

3۔ علمی و تعلیمی تربیت

علمی و تعلیمی تربیت کے حوالے سے نظامتِ تربیت حسب ذیل پہلوؤں پر کام کر رہی ہے:

۱۔ منہاج ٹریننگ اکیڈمی، نظامتِ تربیت کے زیر اہتمام مرکزی سطح پر عرفان القرآن کورس کے لیے معلمین و معلمات کی ٹریننگ کے کیمپس منعقد کئے جاتے ہیں۔ علاوہ ازیں مختلف اضلاع میں بھی ان کیمپس کا انعقاد کیا جاتا ہے۔

۲۔ مرکزی سطح اور ضلعی سطح پر ہونے والے ٹریننگ کیمپس میں جن سکالرز نے عرفان القرآن کورس ٹریننگ مکمل کی ہے، انہوں نے بھی اپنے علاقوں میں کلاسز کا آغاز کر رکھا ہے جس کے نتیجے میں ملک بھر کے مختلف مقامات پر یہ کلاسز کامیابی کے ساتھ جاری و ساری ہیں۔

۳۔ ملک بھر میں معلمین و معلمات کے نیٹ ورک کو مزید مضبوط کرنے کے لئے ضلعی سطح پر 10 روزہ عرفان القرآن کورس کیمپ برائے قرآن سکالرز کے بعد ضلع بھر میں عرفان القرآن اکیڈمیز کا قیام عمل میں لایا جارہا ہے جس کے لئے مقامی ادارہ جات، منہاج القرآن ماڈل سکولز، مدارس کو عرفان القرآن اکیڈمی کا درجہ دے کر شام کے اوقات میں عرفان القرآن کورس و دیگر کورسز کی کلاسز کا آغاز کیا گیا ہے۔

۴۔ تدریس میں ملٹی میڈیا کے بڑھتے ہوئے رجحانات اور بالخصوص Online تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ کے لئے مرکزی نظامت تربیت نے اپنے تمام کورسز کی Multi Media Presentations بنا کر رکھی ہیں۔ الحمدللہ مختصر عرصہ میں پانچ کورسز کی Presentations کو مکمل کر لیا گیا ہے اور اس سے مدد لیتے ہوئے تدریس بھی جاری ہے۔

4۔ فکری و نظریاتی تربیت

فکری واضحیت رکھنے والے کارکنان کسی بھی تحریک کا قیمتی سرمایہ ہوتے ہیں۔ مشن سے متعلق مخالفین کی طرف سے پیدا کئے گئے شکوک و شبہات کے ازالے اور کارکنان کی وفاداری و استقامت میں اضافے کے لئے ان کی فکری و نظریاتی تربیت اشد ضروری ہے۔ کارکنان کی فکری و نظریاتی تربیت کے لیے شیخ الاسلام کی براہِ راست رہنمائی میں نظامتِ تربیت کے تحت تربیتی کیمپس، ورکشاپس اور ورکرز کنونشنز کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ ان کیمپس میں فکری و نظریاتی تربیت کا بھرپور اہتمام کیا جاتا ہے۔

☆ فکری و نظریاتی تربیت کے تحت متعدد تربیتی کیمپس کروانے کے ساتھ ساتھ مرکزی نظامت تربیت اور منہاج ایجوکیشن سوسائٹی MES کے باہمی اشتراک سے MES کے تحت چلنے والے سکولز کے سٹاف کی ٹریننگ کے لئے مختلف شہروں میں قائم تعلیمی ادارہ جات میں بھی کیمپس کا انعقاد کیا جاتا ہے۔

5۔ پیشہ وارانہ تربیت

حال ہی میں نظامتِ تربیت تحریک منہاج القرآن نے

پیشہ وارانہ تربیت کے اس نئے پہلو کا آغاز کیا ہے۔ مرکزی سٹاف اورمنہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کے تحت فیلڈ میں خدمات سرانجام دینے والے فلاحی اداروں کے سٹاف، انتظامی کمیٹیوں کی پیشہ وارانہ تربیت کا انتظام اور متعلقہ شعبہ کی پیشہ وارانہ تربیت میں نظامتِ تربیت معاونت کرتی ہے۔

اس سلسلہ میں مرکزی سٹاف کی ٹریننگ کے لئے نظامتِ ایڈمن اور نظامتِ تربیت دونوں نظامتیں مل کر آفس سیکرٹریز، کمپیوٹر آپریٹرز، نائب ناظمین اور ناظمین کی پیشہ وارانہ صلاحیتوں میں اضافے کے لئے خصوصی تربیتی کیمپس اور شارٹ کورسز کا اہتمام کرتی ہیں۔

ملک بھر میں قائم ویلفیئر اداروں کے استحکام اور ان کے قیام کے مقاصد کی تکمیل کے لئے ان اداروں کے سٹاف اور ان کی انتظامی کمیٹیوں کی ٹریننگ اشد ضروری ہے۔ اس سلسلہ میں نظامتِ تربیت، تنظیمات اور منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن تینوں نظامتیں مل کر پیشہ وارانہ تربیتی کیمپس کا انعقاد کرتی ہیں۔

6۔تربیتِ اطفال بذریعہ کڈز فیسٹول

نظامت تربیت کے زیر اہتمام مڈل اور بالخصوص پرائمری سطح کے بچوں کی علمی،فکری ،اخلاقی و روحانی اور اعتقادی پختگی اورخصوصا آغوش کے بچوں کی تربیت کے لئے ایک ماہانہ پروگرام کڈز فیسٹول کا تین سال قبل آغاز کیا گیا تھا۔حسنِ قراءت،حسنِ نعت ،حسنِ سیرت ،حسنِ تقریر جیسے علوم وفنون میں مہارت پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ اخلاقی ،روحانی ،فکری اور اعتقادی تربیت کو اس فیسٹول کا حصہ بنایا گیا ہے۔اس پروگرام کا ایک مکمل سلیبس بھی تشکیل دیا گیا ہے۔اس میں ویڈیوز ،بچوں کے لئے اخلاقی کارٹون ،قصص الانبیاء اور محبت رسول ﷺ پیدا کرنے کے لئے ویڈیوز شامل ہیں۔گزشتہ سال ماہانہ پروگرام کے ساتھ ساتھ دو سالانہ نوعیت کے پروگرامز بھی کروائے گئے۔بالخصوص ماہ ربیع الاول کی مناسبت سے سالانہ کڈز میلاد فیسٹول کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ اب اس پروگرام کو ویمن لیگ کے سپرد کیا جاچکا ہے۔

7۔مرکزی تعلیمی ادارہ جات میں تربیتی خدمات

۱۔ نظامتِ تربیت نے کالج آف شریعہ میں جاری ELearning ڈیپارٹمنٹ کے جملہ سٹاف کی ٹریننگ کا فریضہ سرانجام دیا۔ اب تربیت پانے والے جملہ سٹاف ممبران پہلے سے بہتر انداز میں کلاسز پڑھا رہے ہیں۔ علاوہ ازیں کالج آف شریعہ میں الشھادۃ الثانویہ، العالیہ اور العالمیہ لیولز پر ماہانہ بنیادوں پر کم ازکم ایک تربیتی کیمپ کروایا جاتا ہے۔

۲۔ ہفتہ وار شب بیداری کا اہتمام اور الشھادۃ الثانویہ، العالیہ اور العالمیہ کی کلاسز میں ہفتہ وار دو دو لیکچرز دیئے جارہے ہیں۔

۳۔ اسی طریق پر منہاج کالج فار ویمن میں بھی تمام تربیتی امور کا آغاز کیا جاچکا ہے۔

8۔مرکزی شعبہ جات کے لیے مختلف خدمات

تربیتی حوالے سے تمام نظامتوں اورفورمز کے لیے نظامتِ تربیت اپنی خدمات فراہم کرتی رہتی ہے۔ اس سلسلہ میں مرکزی سطح پر موجود فورمز MYL,MSM اور بالخصوص MWL کو تربیتی امور میں نظامت اپنی خدمات فراہم کرتی ہے۔

☆ قرآن فہمی کے فروغ کے لئے مرکزی ویمن لیگ کے تحت ایک پروگرام ’’الھدایہ‘‘ کے نام سے شروع کیا گیا ہے۔ اس پروگرام کے معاشرتی سطح پر فروغ کے لئے معلمات بطور قرآن سکالرز تربیت ضروری تھی ۔اس ذمہ داری کو الحمد للہ مرکزی نظامت تربیت نے سرانجام دیا اور 80معلمات کوایک ماہ کی مکمل ٹریننگ دی۔ ٹریننگ مکمل کرنے کے بعد یہ معلمات مختلف علاقہ جات میں کلاسز کا آغاز بھی کر چکی ہیں۔اسی طرح ویمن لیگ کے شعبہ کورسز کے تحت ہونے والے تمام کورسز کے سلیبس کی فراہمی میں نظامت تربیت نے ہر سطح پر معاونت کی۔

مرکزی نظامت تربیت ایک نئے عزم ،ہمت ،حوصلے اور ولولے کے ساتھ رواں سال بھی خوب سے خوب تر کا سفر جاری رکھے ہوئے ہے۔ دعا ہے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی سرپرستی میں نظامتِ تربیت اس تحریک اور امت مسلمہ کے ہر فرد کی بہترین خدمت کرسکے آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

تحریک منہاج القرآن کے 38ویں یوم تاسیس کے موقع پر شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری
کی علمی، فکری اور تجدیدی خدمات کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہیں
شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری
کی اسلام کے علمی و عملی، اخلاقی و روحانی، تعلیمی و سائنسی
فقہی و قانونی، انقلابی و فکری اور عصری
موضوعات پر 550
سے زائد کتب
منہاج القرآن پبلیکیشنز 365-ایم ماڈل ٹاؤن لاہور
Ph : 042-111-140-140 (Ext: 153) 042-35165338
mqi.salespk@gmail.com www.minhaj.biz
منہاج القرآن سیل سنٹر
چٹرجی روڈ اردو بازار لاہور
Ph: 042-37360532

نوجوان ملک وقوم کا سرمایہ حیات

تحریکوں کی کامیابی میں نوجوانوں کا کردار مرکزی ہوتا ہے

ویژن 2025ء میں مقرر کیے گئے اہداف کا حصول یقینی بنائیں گے

تحریر: مظہر محمود علوی (مرکزی صدر منہاج یوتھ لیگ)

یہ ایک مسلّمہ حقیقت ہے کہ زمانہ جتنا بھی آگے سفر طے کرتا چلا جائے گا نوجوانوں کی اہمیت، کردار اور حیثیت بھی بڑھتی چلی جائے گی۔ ہر زندہ قوم، تحریک اور نظریہ جوانوں پر خصوصی توجہ دیتا ہے کیونکہ سب کو یہ معلوم ہے کہ اقوام وملل کو چلانے تحریکوں کو متحرک رکھنے اور افکار ونظریات کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لیے ہمیشہ نوجوان طبقے نے ہی بنیادی کردار ادا کیا۔ نوجوان بلند حوصلوں کے پیکر، جہدِ مسلسل اور جفاکشی کا عملی نمونہ ہوتے ہیں اور اپنے جذبوں، ولولوں اور ہمت سے منزل کے حصول کے لئے واپسی کے سب راستے مسمار کر دیتے ہیں اور خطرات کے سامنے سینہ سپر ہوتے ہوئے بالآخر فتح وکامرانی کو اپنے نام لکھوا کر ہی دم لیتے ہیں۔

لیکن اس حقیقت کو کبھی بھی جھٹلایا نہیں جاسکتا کہ جوانوں کا یوں جذبوں اور ولولوں سے سرشار ہوکر مشکلات سے ٹکرا جانا کسی اولوالعزم قیادت کی رہنمائی اور تربیت کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ اس حقیقت کو اگر ہم قیام پاکستان کے تناظر میں دیکھیں تو یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جائے گی کہ تحریک پاکستان کی جدوجہد میں جذبوں اور ولولوں سے سرشار عظیم نوجوانوں نے جو کردار ادا کیا وہ درحقیقت علامہ اقبالؒ کی فکری وشعوری تربیت اور قائداعظم محمد علی جناح کی ولولہ انگیز قیادت سے ہی ممکن ہوا۔

جرأت مند قیادت کی ضرورت

قیامِ پاکستان سے قبل برصغیر پاک و ہند میں انگریز سامراج اور ہندووں کے گٹھ جوڑ کے سامنے مسلمان کمزور تھے اور معاشی کمزوری، سیاسی محکومی، تعلیمی تقسیم اور مذہبی پابندیوں کی وجہ سے برصغیر پاک و ہند کے مسلمان موت و حیات کی کشمکش میں ہی زندگی بسر کر رہے تھے۔ ان حالات میں برصغیر کے مسلمانوں کو ایک ایسے رہنما کی ضرورت پیش آئی جو ان کے اندر سے احساس محرومی، مایوسی اور بے یقینی کی کیفیت کو ختم کرے اور دوسری طرف ان کے اندر خود داری، جرأت مندی اور یقین کی دولت پیدا کرتے ہوئے انہیں ایک آزاد خود مختار ریاست کے حصول کے لیے میدانِ عمل میں اتارے۔

تاریخِ انسانی گواہ ہے کہ ظلم وستم اور تاریکی کے حالات میں گھری قوم کو نکالنے کے لئے قدرت ہمیشہ بلند حوصلوں کی مالک، زیرک اور آزادی کے مفہوم سے آشنا قیادت کو میدانِ عمل میں اتارتی ہے جو قوم کو درست منزل کا راستہ دکھاتی ہے۔ ایسا ہی کچھ برصغیر کے مسلمانوں کے نصیب میں آیا کہ جب انہیں علامہ اقبالؒ جیسے نبض شناس مفکر و رہنما اور قائداعظم جیسی زیرک اور باکردار قیادت عطا ہوئی۔

اقبالؒ کے نزدیک قوم کی ترقی وعروج کا باعث مال و دولت کی کثرت سے نہیں بلکہ ایسے نوجوانوں کا وجود ہے جو ذہنی وجسمانی اعتبار سے صحت مند اور پاکیزہ کردار کے مالک ہوں۔ اسی لیے انہوں نے نوجوانوں میں اعتماد، حوصلہ اور ہمت پیدا کرنے کے لیے انہیں جا بجا شاہین اور عقاب کے القابات سے نوازا۔ اقبالؒ نے برصغیر کے ابتر حالات میں نوجوانوں کو بیدار کرنے کے لیے انہیں

ان کا قابل رشک ماضی بھی یاد کروایا اور نوجوانوں کے کردار کی طاقت کو شمشیر کی قوت سے زیادہ اہمیت دیتے ہوئے فرمایا:

اُس قوم کو شمشیر کی حاجت نہیں رہتی
ہو جس کے جوانوں کی خودی صورتِ فولاد

اقبالؒ کے پیغام کا نوجوانوں پر ایسا سحر انگیز اثر ہوا کہ وہ جوش، ولولے اور حوصلے کے ساتھ الگ ریاست پاکستان کے مطالبے کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے اور ایسے سرگرم ہوئے کہ الگ وطن حاصل کر کے ہی دم لیا۔

قیامِ پاکستان کے بعد نوجوانوں کی حالت زار

قیامِ پاکستان کے بعد ریاستِ پاکستان کی 70 سالہ تاریخ گواہ ہے کہ وطن عزیز میں علامہ اقبالؒ اور قائد اعظم کی فکر اور فرمودات کی جھلک نظر آنی تو دور کی بات، یہاں تو سب کچھ اس کے برعکس نظر آیا۔ خواہ تعلیمی نظام ہو یا معاشی نظام، سیاسی حالات ہوں یا اخلاقی و معاشرتی صورتحال ہر شعبہ آزاد خودمختار ریاستِ پاکستان میں زبوں حالی کا شکار ہی ملا۔ لمحہ فکریہ ہے کہ وہ نوجوان طبقہ جو ملک وقوم کا سرمایہ اور کل آبادی کا 60 فیصد ہے ہمارے نام نہاد حکمرانوں کی ترجیح ہی نہیں رہا جبکہ مصورِ پاکستان اور بانی پاکستان کے خطبات اور فرمودات میں جابجا نوجوان نسل کو ہی ترجیح دی گئی ہے۔

قیام پاکستان کے بعد شدت سے محسوس کیا گیا کہ جناح اور اقبالؒ کے فرمودات کی روشنی میں تعمیر پاکستان سے تکمیلِ پاکستان کے سفر میں نوجوان طبقے کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے اُسے پھر سے اقبالؒ کا شاہین اور قائد اعظم کے پاکستان کا سپاہی بنایا جائے تاکہ لاکھوں قربانیوں کا ثمر پاکستان کو اپنا اصل تشخص واپس دلایا جا سکے۔ پاکستان سے لاقانونیت، اقرباء پروری، بدامنی، بے روزگاری، کرپشن، غنڈہ گردی، تنگ نظری، انتہا پسندی اور دہشتگردی کا خاتمہ ہو سکے۔ وطنِ عزیز کا امن بحال ہو، خوشحالی کا دور دورہ ہو، نوجوان ڈگریاں ہونے کے باوجود بے روزگاری کی وجہ سے نہ تو جرائم میں ملوث ہوں اور نہ ہی خودکشیاں کریں۔

منہاج القرآن یوتھ لیگ: نوجوانوں کا نمائندہ فورم

ان تمام حالات کے پیشِ نظر شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے 30 نومبر 1988ء میں منہاج یوتھ لیگ کی صورت میں نوجوانوں کا ایک پلیٹ فارم بنایا جس کا بنیادی مقصد نوجوانوں میں وہی عقابی روح پیدا کرنا ہے جو قیامِ پاکستان کی جدوجہد کے لیے علامہ اقبالؒ نے پیدا کی تھی اور اب پاکستان کی تعمیر سے تکمیل کے اس سفر میں پھر سے اسی نہج پر نوجوانوں کی کردار سازی کے ذریعے انہیں تکمیلِ پاکستان جیسے عظیم مقصد کے لئے تیار کیا جائے۔

منہاج یوتھ لیگ نوجوانوں کا واحد نمائندہ فورم ہے جو ہر قسم کی لسانی، گروہی، مذہبی اور علاقائی تفریق سے پاک نوجوانوں کی ہمہ جہت اخلاقی، روحانی، تعلیمی، تکنیکی، عصری، تفریحی، شعوری، سیاسی، سماجی اور فلاحی پہلوؤں پر خالصتاً تربیت کر رہا ہے تاکہ ایک نوجوان نہ صرف اپنی زندگی میں خودداری، جواں مردی اور ہمت کا پیکر بنے بلکہ اپنے کردار، اخلاق اور زبان میں شائستگی پیدا کرتے ہوئے ملک وقوم کے لئے ہر شعبہ میں قیمتی سرمایہ ثابت ہو۔

شیخ الاسلام قائد انقلاب ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی منظوری سے تحریک منہاج القرآن کے آفاقی پیغام کو دنیا کے گوشے گوشے تک پہنچانے کیلئے وژن 2025ء دیا گیا ہے۔ وژن میں یوتھ سے متعلق جتنے بھی اہداف مقرر کیے گئے ہیں ان شاء اللہ تعالیٰ ان کے حصول میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا جائے گا۔ دعوت وتبلیغ، اصلاح احوالِ امت، تجدید واحیائے دین، ترویج واقامتِ اسلام، فروغ علم، اتحاد امت اور عالمی امن کے قیام کیلئے ویژن کی روشنی میں یوتھ لیگ اپنی تمام صلاحیتیں بروئے کار لائے گی اور شیخ الاسلام کے وژن کی روشنی میں جملہ اہداف کا حصول ممکن بنائے گی۔ اصلاح احوال امت کے لیے دعوت کے جملہ طریقہ کار اور ٹولز استعمال کیے جائیں گے۔ گوشہ درود کے حلقات ہوں یا تحصیل/ صوبائی سطح پر ماہانہ مجلس ختم الصلوۃ علی النبی ﷺ کا انعقاد ہو، ماہانہ دروس عرفان القرآن، عرفان الحدیث ہوں یا عرفان الفقہ یا عرفان التصوف، شیخ الاسلام کے خطابات و تصانیف سمیت دعوت کے جملہ تقاضے پورے کیے جائیں گے۔

آیئے ! نوجوانوں میں شاہینی صفات پیدا کرنے ،کردار کی عظمت کو زندہ کرنے اور تعمیرِ شخصیت جیسے عظیم مقصد کے حصول کے لیے منہاج یوتھ لیگ کا حصہ بنیں اور ہر شعبہ میں قائدانہ کردار ادا کریں۔

MINHAJ-UL-QURAN INTERNATIONAL
ONE TO ONE ONLINE CLASSES
Contact for more details
elearning@minhaj.org
www.eQuranClass.com
eLearningMQI
+92 321 64 28 511
CERTIFICATE
WILL BE AWARDED AT THE END OF THE COURSE.
Aqaaid Learning Course
Fiqh Learning Course
Hadith Learning Course
Sirat-ul-Rasool Learning Course
FEMALE Tutors Available

LAUREL HOME SCHOOLS
www.laurelhomeschools.edu.pk
NATIONWIDE
FRANCHISE OPPORTUNITY
WHY LHS ?
Affordable Franchise Fee
Low Investment
Free School Conversion Facility
Character Building Techniques & activities
Medical facility
Unique Islamic Curriculum
An investment in Education is an investment in our future
Investment that transforms your future!
contact us:
042-35114205-7
0345-6770036
0304-7089094

مصطفوی سٹوڈنٹس موومنٹ

طلبہ کی علمی وفکری تربیت کے لیے کوشاں

امر بالمعروف و نہی عن المنکر...... تربیت .... بیداریٔ شعور

عرفان یوسف (مرکزی صدر ایم ایس ایم)

مصطفوی سٹوڈنٹس موومنٹ معاشرے میں طلبہ کے حقوق، بیداری شعور اورنوجوانوں کی اخلاقی و روحانی تربیت کے لیے اپنا فعال کردار ادا کرنے میں مصروف عمل ہے۔ اپنے ماہانہ اور سالانہ ٹارگٹس کے حصول کے لیے مصطفوی سٹوڈنٹس موومنٹ درج ذیل جہات پر اپنی توجہ مرکوز کرکے مختلف دعوتی و تنظیمی پروگرامز کا انعقاد کرتی ہے اور اپنے اہداف کے حصول کو یقینی بناتی ہے:

۱۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر

۲۔ تربیت ۳۔ بیداری شعور

۱۔امر بالمعروف و نہی عن المنکر

MSM کے زیر اہتمام طلبہ کو فحاشی، عریانی اور بے راہ روی سے بچا کر ان کے دلوں میں آقا ﷺ کی محبت ڈالنے کیلئے ہفتہ وار درود سرکل کا اہتمام کیا جاتا ہے اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی دعوت دینے کیلئے قرآن سرکل پروگرامز کالج، یونیورسٹیز، تحصیل و ضلعی سطح پر منعقد کروائے جاتے ہیں۔ ان پروگرامز میں سیکڑوں طلبہ شریک ہوتے ہیں اور برے کاموں سے تائب ہو کر نیکی کے کاموں میں بڑھ چڑھ کے حصے لینے کا عزم کرتے ہیں۔

۲۔تربیت

کسی بھی معاشرے میں جب تک تعلیم کی ساتھ ساتھ طلبہ کی تربیت کے پہلوؤں پر توجہ مرکوز نہیں کی جائے گی، اس وقت تک طلبہ معاشرے میں بہتر طور پر اپنا کردار ادا نہیں کر پائیں گے۔ مصطفوی سٹوڈنٹس موومنٹ نے طلبہ کی تربیت کو اہمیت دیتے ہوئے مختلف طرح کے تربیتی پروگرامز کا انعقاد کرتی ہے۔ ان تربیتی پروگرامز میں درج ذیل پروگرامز نہایت اہمیت کے حامل ہیں:

۱۔روحانی وتربیتی ورکشاپس

۲۔Personality development ورکشاپس

۳۔گرمیوں کی چھٹیوں میں تین تین روزہ تفریحی وتربیتی کیمپس

۴۔ضلعی اور زونل سطح پر تنظیمی، تربیتی ورکشاپس

۳۔بیداریٔ شعور

مصطفوی سٹوڈنٹس موومنٹ پہلے دن سے قائد انقلاب کی دی ہوئی فکر اور نظریہ کو طلبہ کے دل و دماغ میں اتارنے کیلئے محوسفر ہے۔ اس مقصد کیلئے ملک بھر میں ہر سال مختلف عنوانات کے ساتھ بڑے بڑے شہروں و یونیورسٹیز میں بڑے بڑے پروگرامز اور کنونشنز کروائے جاتے ہیں، جس میں طلبہ کی بیداری شعور پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔

علاوہ ازیں مصطفوی سٹوڈنٹس موومنٹ کی منظّم سوشل میڈیا ٹیم بھی لاکھوں طلبہ تک مصطفوی پیغام پہنچانے کے لیے ہر وقت سرگرم رہتی ہے۔

سالانہ سرگرمیاں

مصطفوی سٹوڈنٹس موومنٹ اپنے اہداف کو پورا کرنے کیلئے ماہانہ بنیادوں پر تنظیمی کیلنڈر بھی مرتب کرتی ہے جس پر مرکز سے لے کر یونین کونسل سطح تک عمل درآمد کیا جاتا ہے۔ ہر ماہ کی تنظیمی سرگرمیوں کی تفصیل درج ذیل ہے:

1۔جنوری: ا۔ایک ماہ کیلئے ونٹر سٹڈی کیمپ کا انعقاد

۲۔''قومی طلبا کانفرنسز کا انعقاد

۳۔پاکستان بھر کے کالجز اور یونیورسٹیز کے باہر ''طلبا رابطہ مہم'' کے عنوان سے ممبرشپ کیمپس کا انعقاد

2۔فروری: ا۔یوم یکجہتی کشمیر کے سلسلہ میں تقریبات کا انعقاد

۲۔مرکزی وصوبائی عہدیداران کی زیرنگرانی ملک بھر کی تحصیل، کالج، ضلع ویونیورسٹی کی تنظیم نو

۳۔کالجز اور یونیورسٹیز میں قائد ڈے تقریبات کا اہتمام

3۔مارچ: یوم پاکستان کے حوالے سے پروگرامز اور استحکامِ پاکستان ریلیز کا انعقاد

4۔اپریل: ا۔تحصیلی وضلعی سطح پر تربیتی ورکشاپس کا انعقاد

۲۔تنظیمی استحکام پر توجہ

5۔مئی: ا۔تعلیم کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لیے ملک گیر مہم ''تعلیم سب کیلئے'' کا آغاز

۲۔تمام بڑے شہروں میں حقوقِ طلبہ مارچ

6۔جون: شہر اعتکاف میں شرکت اور طلبہ کی روحانی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے کے لیے مختلف کیمپس کا انعقاد

7۔جولائی: سیاحتی مقامات پر MSM کے ذمہ داران کے تین روزہ تفریحی وتربیتی کیمپس کا انعقاد

8۔اگست: ا۔تربیتی کیمپس کا انعقاد

۲۔جیوے پاکستان موٹرسائیکل ریلیز

۳۔''ہم سب کا پاکستان'' ریلیز

۴۔شجرکاری مہم کا آغاز۔جس میں ہر کارکن درخت لگاتا ہے۔

۵۔مختلف یونیورسٹیز کے باہر راہنمائے داخلہ کیمپس کا انعقاد

9۔ستمبر: ا۔6 ستمبر کو یوم دفاع کی مناسبت سے تقریبات کا اہتمام

۲۔کالجز کی تنظیم سازی وتنظیم نو

۳۔دہشت گردی وانتہاپسندی کے خلاف آگہی مہم

10۔اکتوبر: ا۔5 اکتوبر کو عالمی یوم تکریمِ اساتذہ کے موقع پر تقریبات کا اہتمام

۲۔ایم ایس ایم کے یوم تاسیس کے موقع پر تقریبات کا اہتمام

۳۔''امید پاکستان طلبہ کونشن'' ۴۔''امن کانفرنسز'' کا انعقاد

11۔نومبر: ا۔اقبال ڈے کی مناسبت سے تقریبات کا اہتمام

۲۔استقبال ربیع الاول کے سلسلہ میں ریلیز کا اہتمام

۳۔طلبہ رابطہ مہم کے سلسلہ میں پاکستان بھر کے گورنمنٹ ڈگری کالجز کے سامنے کیمپس کا انعقاد

۴۔کالج اور یونیورسٹیز میں کلین کالج/یونیورسٹی ڈے کا اہتمام

12۔دسمبر: ا۔پاکستان بھر میں محافل میلاد کا اہتمام

۲۔16 دسمبر کو سانحہ آرمی پبلک سکول کی مناسبت سے کالجز اور تحصیلات میں امن ریلیز کا انعقاد

۳۔یونیورسٹیز اور کالجز میں ختم نبوت کانفرنسز کا انعقاد

۴۔کالجز اور یونیورسٹیز میں چھٹیوں کے موقع پر مختلف سپورٹس ایکٹیویٹیز کا اہتمام

۵۔25 دسمبر کو قائداعظم کے یوم پیدائش کے موقع پر مختلف شہروں میں پروگرامز کا انعقاد

ایم ایس ایم کی ملک بھر میں قائم تنظیمات

زون	اضلاع:	تحصیلات	یونیورسٹیز و میڈیکل کالجز	کالجز
سنٹرل پنجاب	17	73	8	16
جنوبی پنجاب	12	28	9	14
شمالی پنجاب	10	29	5	0
لاہور	5	20	13	6
کشمیر	4	12	4	6
ہزارہ	3	6	2	6
کے پی کے	5	2	4	2
اپر سندھ	4	6	2	4
لوئر سندھ	0	4	2	3
کراچی	2	5	2	1
بلوچستان	6	5	3	0
گلگت بلتستان	6	0	1	0
اسلام آباد	3	0	5	0
ٹوٹل	77	190	60	58

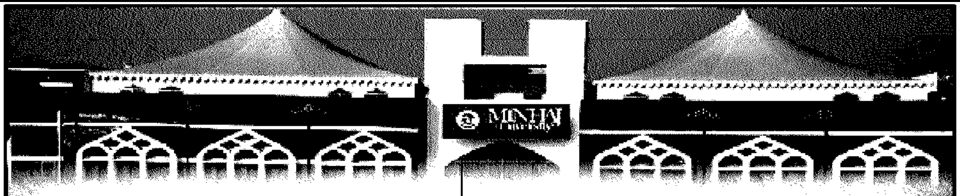

Pride of Minhaj University Lahore

Global Good Governance -3G Award 2018 on Social Responsibility in Higher Education accorded by Cambridge IFA, Kuala Lumpur, Malaysia

(Special Report)

Minhaj University is a reputed brand not only nationally but also globally. To establish this fact recently, Minhaj University Lahore stands as a Pride of Pakistan that it is the only university which has been selected by Cambridge IFA for 3G Social Responsibility Award and has been accorded to Dr. Hussain Mohi-ud-Din Qadri, Deputy Chairman, BOG- MUL in a prestigious ceremony held at Kuala Lumpur, Malaysia. The occasion of the award ceremony was titled as (Global Good Governance Award 2018).It is matter of immense pleasure that the educational commitments of Minhaj University have been recognized at an international level. It is a matter of great honor for Pakistan.

Message of Shaykh-ul-Islam Prof. Dr Muhammad Tahir-ul-Qadri:

on1st World Islamic Economics & Finance Conference (WIEFC-2018) A Historical Landmark:

"Ummah shall have to adopt the matter of flexibility in Islamic Banking in conformity with all the four school of laws. "Muslim World needs to form her Economic Identity on the basis of sound and stable Islamic Foundations". Presently, the current banking scenario is under the dominion of multi dimensional school of thoughts. Thus, divergent Fatwa Councils enforce their rules and regulations. It is need of the time that Islamic Scholars, Bankers and Economists in adherence to each other must join hands to eradicate these obstacles with uniformity: by formulating internationally accepted rules. The initiative of World Islamic Finance Conference by Minhaj University Lahore may be a mile stone to achieve hallmark in Islamic Banking Sector.

Message of Dr. Hussain Mohi-ud-Din Qadri:

On 1st International Conference on Religion Pluralism & World Peace (RPWP-2017):

All Religions Must Plead for Peace. "No room for extremism in any religion. Islam is religion of pure peace, harmony and love. For achieving these objectives of peace in this world, we must replace the word tolerance with love; since, the word tolerance carries texture of hate rage. A human being in this world is a one unit of the whole human society and all these units forming one compact human society. By working on the inner selves of human beings, we can reform one unit of the society. Eventually, all these reformed units which have gained the objectives of peaceful inner self will come together to form a peaceful outer world and to discipline mankind.

Islam has no connection with terrorism because it is built on the pillars of Peace and Tolerance. In this connection, Ambassador of Peace Prof. Dr. M. Tahir.ul.Qadri is promoting the tolerance of Islam throughout Pakistan and also internationally by his renowned curriculum "Fatwa and Peace"

Message of Vice Chancellor:

"Education is the only tool to built up a new world with healthy youth & brains. Minhaj University is the best rated University among the private sector Universities of Pakistan in the short history of 30 years of its establishment the university has grown to the tentative strength of almost 6000 students. The university currently offers various degree programs ranging from Under graduate to Post graduate levels.MUL is the only university which has set a historical landmark by introducing path making schools:

1.School of Peace & Counter Terrorism 2.School of Religions & Philosophy.

Last but not the least; it is our commitment that no student shall be deprived of his/her rights to get education due to economic limitations, being under privileged or marginalized sections of society. All brilliant and deserving students shall be provided financial assistance without compromising on their self respect and esteem.

Forth Coming Conferences:

1. An International Conference on Social Responsibility & World Religions will be held on October 20th & 21st 2018 at Minhaj University Lahore.

2. 2nd World Islamic Economics & Finance Conference WIEFC-2019 will be held on January 5th & 6th 2019 at Pearl Continental Hotel Lahore, Pakistan.

❁❁❁❁❁

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی عالمی سطح پر علمی و فکری مصروفیات (تصاویر کے آئینہ میں)

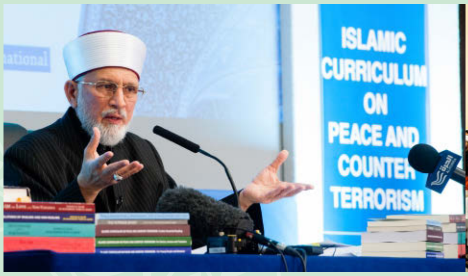

شیخ الاسلام کے مرتب کردہ امن نصاب کی لندن میں تقریب رونمائی 2016ء

سہ روزہ دورۂ علوم الحدیث، ہزاروں علماء، اساتذۂ کرام کی شرکت 2017ء

عالمی سیرت کانفرنس (اردن) میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی خصوصی شرکت اور شاہ عبداللہ دوئم سے ملاقات 2016ء

ورلڈ اکنامک فورم (سوئٹزرلینڈ) 2011ء میں شرکت اور ’’دہشت گردی کی حقیقت‘‘ کے موضوع پر خطاب

US اسلامک ورلڈ فورم اور OIC کے مشترکہ اجلاس میں شیخ الاسلام کی خصوصی شرکت 2011ء

MINHAJ UNIVERSITY LAHORE
Chartered by Government of the Punjab, Recognized by the HEC in W3 Category @ MOST ECONOMICAL PACKAGES 7 DAYS A WEEK OPEN
All Disciplines Morning / Evening & Weekend Programs
Pride of Minhaj University Best Educational Award accorded by Cambridge IFA
MINHAJ UNIVERSITY LAHORE
DISCIPLINE - INNOVATION - EXCELLENCE - CHARITY
MUL
ADMISSIONS OPEN FALL 2018
COMPUTER SCIENCE & INFORMATION TECHNOLOGY
SOFTWARE ENGINEERING
BS - MIT - MCS - M.Phil
MASS COMMUNICATION
BS - M.Sc - M.Phil
FOOD & NUTRITION
BS - M.Sc - M.Phil - FST
PHYSICS, CHEMISTRY, MATH, STATISTICS, BOTANY, ZOOLOGY
BS - M.Sc - M.Phil
PEACE & COUNTER TERRORISM STUDIES
BS - M.Sc - M.Phil & Certificate
CRIMINOLOGY & CRIMINAL JUSTICE SYSTEM, FORENSIC SCIENCE
Ms - M.Sc - Post Graduate
Diploma - Certificate
ECONOMICS & FINANCE
BS - M.A - M.Phil
CHEMICAL ENGINEERING
BS.c.(Engg)
ELECTRICAL ENGINEERING
B.Sc. (Engg) (Starting in Nov-2018)
MEDICAL LAB TECHNOLOGY
BS Medical Lab Technology (BSMLT)
BS - MS.c
M.Phil Biochemistry
BEHAVIORAL SCIENCES
BA
LIBRARY & INFORMATION SCIENCES
BS - M.Sc - M.Phil
EDUCATION, HISTORY, PAK STUDIES
BS - B.Ed - M.Ed - M.A - M.Phil
POLITICAL SCIENCE, SOCIOLOGY, IR PUBLIC POLICY
BS - M.Sc - M.Phil
RELIGIONS & PHILOSOPHY
M.Phil & Diploma
ISLAMIC STUDIES & SHARI'A
BS - M.A - M.Phil
COMMERCE & MANAGMENT SCIENCES
B.Com - M.Com - BS - M.Phil
BBA - MBA - EMBA - M.Phil
Ph.D PROGRAM
ARABIC, URDU
POLITICAL SCIENCES
ISLAMIC STUDIES & SHARI'A
LIBRARY & INFORMATION SCIENCES
International Center of Excellence
Join ICE to Break ICE
Chef Course - 3 Months
(Continental, Chinese & Fast Food)
Confectionary, Bakery
& Cake Decoration - 3 Months
Hotel Management - 3 Months
Travel Agency Management - 1 Month
Graphic Designing - 2 Months
KOHA - 10 Weeks
Advance Psychology - 1 Year
Contact: 0320.4121100 / 0331.4659904
042.35114270
mul.ice
SIEBF
SCHOOL OF ISLAMIC ECONOMICS BANKING & FINANCE
SPECIALIZATION ECONOMICS IN ISLAMIC BANKING & FINANCE
BS - M.Sc - M.Phil
SPECIALIZATION ECONOMICS IN ISLAMIC BANKING & FINANCE
B.Com - M.Com - M.Phil
CERTIFIED ISLAMIC BANKING & FINANCE PROFESSIONAL
POST GRADUATE
DIPLOMA IN ISLAMIC BANKING & FINANCE
CONTACT 0303.4832592
ADMISSION OFFICE
042.35145629
Main Campus, Hamdard Chowk, Township, Lahore.
PHONE: 042.35145621 - 24 / Ext 320 . 346
EVENING COORDINATOR: 0335.8228883
Email info@mul.edu.pk www.mul.edu.pk
MinhajUniversityLahore
@officialMUL
Upcoming Conferences
An International Conference on Social Responsibility & World Religions on 20th & 21th October, 2018 Venue: Minhaj University Lahore.
2nd World Islamic Economics & Finance Conference WIEFC-2019 on 5th and 6th January, 2019 Venue: Pearl Continental Hotel, Lahore.
on developing economy of islam with islamic finance will be held on January 03rd & 04th'2018